Title - MUFTAAH-E-ARABI

Creator - Mohd. Naim Ur Rehman

Publisher - Kitabistan (Allahabad).

Date - 1939

Pages - 202

Subjects - Arabi Zuban - Tadrees.

مفتاح عربی

محمد نعیم الرحمن
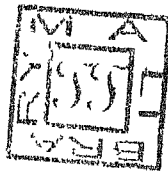
کتابستان الہ آباد و لندن

مفتاحِ عربی

جس کو انجمن عربی صوبۂ متحدہ کے ایماء سے
منشی فاضل مولوی محمد نعیم الرحمٰن صاحب ایم اے
اُستاذ عربی و فارسی الٰہ آباد یونیورسٹی
نے
تالیف کیا

سنہ ۱۹۳۹ء

کتابستان۔ الٰہ آباد و لندن

قیمت فی جلد عہ

مفتاحِ عربی

فہرس مضامین

دوسرا حصہ

تعلیلات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمد اللہ العلیم الاعلم ونصلی علی رسولہ الاکرم،
صاحب جوامع الکلم

انگریزی مدارس کے لیے عربی نصاب، خاص کر عربی صرف ونحو، کا مسئلہ کچھ پیچیدہ سا ہے۔ میں اپنے دیرینہ تجربے سے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ پرانا نصابِ صرف و نحو، جو سالہاے دراز سے اس ملک میں جاری رہا ہے، بہترین نصاب ہے اور اس نے بڑے بڑے جیّد علماء اس ملک کو دیے ہیں۔ ان نتائج کو دیکھنے کے بعد بہ ظاہر یہ شکایت بے جا سی ہے کہ اس نصاب کے صرف ونحو کے پڑھنے اور یاد کرنے میں کئی سال لگ جاتے ہیں، اس وجہ سے طالب علم کو شروع میں کوئی دل چسپی، یا شوق علوم عربیہ سے پیدا نہیں ہوتا، بلکہ اُس کا دل اُچاٹ ہو جاتا ہے۔

یہ سمجھنا کہ یہ شکایت طلبہ کی نزاکتِ طبیعت کے سبب سے ہے، پوری طرح صحیح نہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ انگریزی مدارس کے اور بیسیوں مضمونوں کے ہجوم میں اُن غریبوں کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ اپنا زیادہ وقتِ عزیز صرف عربی کی نذر کر سکیں۔ باوجودے کہ وہ جانتے ہیں کہ علوم عربیہ ہی اُن کے دین و دُنیا کے ضامن ہیں، مگر وہ اُن سے ایسا ڈرتے ہیں جیسا کہ ایک باہوش انسان کو سانپ، بچھو سے ڈرنا چاہیے؛ حال آں کہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ فی الحقیقت

عربی آسان زبان ہے۔

ایک زمانے میں صرف و نحو کے خشک ہونے وغیرہ کے متعلق ایسی ہی شکایت ملک شام اور مصر میں تھی۔ آخر وہاں کے علماء و اساتذہ نے اس مشکل کو حل کر لیا اور صرف و نحو کے نئے نصاب بنا لیئے جن کو مُلک بھر نے پسند کیا اور وہ اُن کے سرکاری مدارس میں رائج کر دیے گئے اور وہاں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن وہ نصاب ہمارے ہندوستان کے لیے موزوں نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن مُلکوں کی مادری زبان عربی ہے اور ہماری نہیں ؛ گو ہم ہزاروں الفاظ عربی کے ہر وقت بولتے رہتے ہیں۔ ہمارے لیے اشد ضرورت ہے کہ ہندوستان کے بچّوں کی مشکلات کا لحاظ کر کے نصاب بنایا جا رہے۔

میں نے اپنی اس مختصر کتاب میں، جو برسوں کے مطالعے اور غور و خوض کا نتیجہ ہے، مصر کے سرکاری مدارس کے نصاب کو پیش نظر رکھا ہے اور اُس کے طرز سے فائدہ اُٹھا کر اپنے مُلک اور اپنی ضروریات کے موافق بنا لیا ہے۔ گردانیں ہی وہ چیز ہیں، جن سے طالب علم سب سے زیادہ گھبراتے ہیں اور اُن ہی کی وجہ سے یہ مثل بن گئی ہے کہ :

"صرفیاں را مغز باید چوں سگاں"۔ مگر اس کتاب میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، اُس سے طالب علم گردانوں کو اس طرح یاد کرے گا کہ اُس کو خبر بھی نہ ہوگی۔ صرف و نحو، دونوں کو، ایک جا جمع کر کے لڑکوں کا بہت سا وقت بچا لیا ہے؛ قدم قدم پر لڑکوں کی نفسیات کا خیال رکھا ہے، اور جہاں تک ہو سکا ہے ہر طرح کی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ طرز بیان ایسا اختیار کیا ہے کہ حتی الوسع کہیں گنجلک اور

تعقید نہیں پیدا ہونے دی۔ اس کے ساتھ ہی کوئی اشد ضروری اور
لابدی مسئلہ ایسا نہیں چھوڑا، جو ہماری شکولوں کے طالب علم کے لیے
ضروری ہو۔ میں اللہ کریم کے فضل و کرم پر بھروسا کرکے یہ کہہ سکتا ہوں
کہ یہ کتاب نہایت آسان اور جامع و مانع ہے۔ ان شاء اللہ ایک یہی
کتاب لڑکوں میں ایسی استعداد اور صلاحیت پیدا کردے گی کہ وہ
عربی عبارت صحیح پڑھ سکیں گے۔ باقی رہ گئی لغات کی کمی، اُسے ریڈریں
پورا کر دیں گی۔ وما تشاؤن الّا ان یشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ
علیہ توکلت والیہ انیب۔

اس کتاب کی تالیف میں میرے والد ماجد منشی محمد خلیل الرحمٰن صاحب،
مدظلہ معتمد انجمن عربی، سے مجھے جتنی مدد ملی ہے اُس کا شکریہ میں کس زبان
سے ادا کروں۔ اگر ممدوح کی تنقید، تائید اور تاکید شامل حال نہ ہوتی
تو اس کتاب کا بھی وجود نہ ہوتا۔

میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ
ممدوح نے اپنا بہت سا قیمتی وقت لگا کر اس کتاب کے مسودے کو بہ غور ملاحظہ فرمایا
اور بہت ہی اچھی رائیں دیں اور اصلاحیں فرمائیں۔

میں اپنے چھوٹے بھائی مولوی معتضد ولی الرحمٰن صاحب، پروفیسر نفسیات،
عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد دکن، کا بھی شکرگزار ہوں کہ اُنھوں نے اس
کتاب کی ترتیب و تہذیب میں مجھے مدد دی اور بہت اچھے مشورے دیے۔
میری دعا ہے کہ اللہ کریم اُن سب صاحبوں کو جزائے خیر دے جو اس کتاب
میں میرے مددگار ہوئے اور آیندہ ہوں۔ وہ ذرّہ نواز کریم مجھے دنیا و عاقبت میں
اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

انکسار توامان محمد نعیم الرحمٰن

اساتذہ سے التماس

یاایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ

ہماری شامت اعمال نے ایک یہ غلط خیال مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے کہ تمام دُنیا کی زبانوں میں صرف عربی زبان ہی ایسی سخت ہے کہ اگر وہ قطعاً غیر ممکن الحصول نہیں، تو قریباً غیر ممکن الحصول ہے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ مسلمان، بچے، جوان اور بوڑھے عربی سے ایسے ڈرتے ہیں کہ سانپ بچھو سے بھی اتنا نہیں ڈرتے۔ اس غلط خیال نے اتنا بڑا دینی و دنیوی نقصان مسلمانوں کو پہنچایا ہے اور غیروں کی نظروں میں اُنہیں اس درجہ حقیر کر دیا ہے کہ اُس کی تلافی دشوار نظر آتی ہے۔ اسی غلط خیال نے قرآن مجید کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ کو ہٹا دیا، بلکہ اُس کو بھلا دیا؛ تا بہ دیگر علوم عربیہ چہ رسد! بیسیوں انگریزی مدرسوں اور کالجوں سے عربی محض اس لیے اُڑ گئی کہ طلبہ اور اُن کے اولیاء عربی سے ڈر کر اس خوفناک زبان کے پاس پھٹکنا نہیں چاہتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ جیسے اساتذہ کرام روزی سے محروم ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں۔

(۲) مجھے یقین ہے، اور آپ کا تجربہ بھی اس کا شاہد ہوگا کہ عربی زبان کے اس قدر مشکل ہونے کا خیال غلط اور باطل ہے۔ اس لیے **آپ کا فرض اوّلین** یہ ہے کہ اس غلط خوف کو طلبہ اور اُن کے اولیاء کے دلوں سے بالکل دور کر دیجیے اور یہ ثابت کر دیجیے کہ عربی ڈرنے کی چیز نہیں بلکہ وہ ایک آسان اور بہت ہی دلچسپ زبان ہے۔ اسی میں خود آپ کی اور تمام مسلمانوں کی دین و دُنیا کی صلاح و فلاح ہے۔

(۳) یہ صحیح ہے کہ صرف و نحو خشک فن ہے، مگر آپ اس کو بہ ادنیٰ

کوشش دلچسپ بنا سکتے ہیں۔ اسی کی آپ کی ذات والاصفات سے توقّع کی جاتی ہے۔

(۴) جہاں تک ہو سکے اپنے شاگردوں میں رٹنے کی عادت نہ پڑنے دیجیے۔ اگر آپ ذراسی بھی توجّہ فرمائیں گے، تو لڑکے آپ کے پاس سے اپنے سبق پر حاوی ہو کر اُٹھیں گے۔

(۵) تختۂ سیاہ کا زیاد استعمال فرمائیے۔ مثالیں اتنی دیجیے کہ ہر مسئلہ لڑکوں کے پوری طرح دل نشین ہو جائے۔

(۶) جتنی مشقیں کتاب میں ہیں اُن کو ضرور کرائیے اور اُن کے علاوہ اور مشقیں خود دیجیے اور کرائیے۔

(۷) الگ کاپیوں پر لڑکوں سے کسی آسان عبارت پر زبر زیر لگوانا آپ کو زیادہ مفید معلوم ہوگا۔ اس سے لڑکوں کا قریباً روزانہ امتحان ہوتا رہے گا، اُن کی لیاقت نا معلوم طور پر بڑھتی رہے گی، اور ترقّی کرنے کا شوق پیدا ہوتا چلا جائے گا۔

(۸) اُن کی غلطیوں پر بہ شفقت اُن کو متنبہ فرمائیے۔

(۹) لڑکوں کے سوالات سے ہرگز نہ گھبرائیے، بلکہ اُن کو سوالات کرنے کی ترغیب دیجیے اور اُن کی، بہ شفقت تمام، ایسی تشفّی کردیجیے کہ پھر اُنھیں دوسروں کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑے۔

(۱۰) اتنا اور عرض کرنا ہے کہ مسلمان بچّوں کی تمام ترذمّہ داری آپ پر ہے۔ اپنے مقدور بھر سعی کیجیے کہ آپ کے شاگرد اللہ، اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں، قوم، ملک اور دُنیا میں نہ خود شرمندہ ہوں نہ آپ کو بدنام کریں۔

(۱۱) آخر میں ایک ضروری التماس یہ ہے کہ کوئی شخص فطرتاً یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ غلطی نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ اس کتاب میں نادانستہ غلطیاں رہ گئی ہوں، یا فروگزاشتیں ہوگئی ہوں۔ ان کے رفع ہونے میں آپ کی مدد درکار ہے۔ اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی نقص معلوم ہو، یا کچھ کمی و بیشی کی ضرورت آپ دیکھیں، یا کتاب کی ترتیب میں کوئی تبدیلی ضروری سمجھیں، تو بے تکلف معتمد انجمن عربی (۱۷ ایلی روڈ، الہ آباد) کو اطلاع دیجیے تاکہ آیندہ اشاعت میں اس پر غور کیا جا سکے۔

محمد نعیم الرحمٰن

بچّوں سے خطاب

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

پیارے بچّو! اللہ تمہیں بہت علم اور نیکیاں دے۔ سب سے پہلی اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تم اپنے دل سے یہ غلط خیال بالکل نکال ڈالو کہ عربی بہت سخت زبان ہے۔ بھلا غور تو کرو کہ عربی کیسے مُشکل ہوسکتی ہے، جب کہ تُم اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیزوں دوستوں سے جو زبان بولتے اور اپنے پاس پڑوس میں جو زبان بولتے سُنتے ہو، اُس میں آدھے سے زیادہ عربی ہوتی ہے۔

تُم کو تو یہ زبان سیکھ لینا بہت ہی آسان ہے۔ تعجّب ہے کہ تُم انگریزی کو آسان جانتے ہو؛ حال آں کہ خود تمہاری زبان میں مُشکل سے چند ہی لفظ انگریزی کے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تُم انگریزی کا ہر جگہ رواج دیکھتے ہو۔ اگر قرآن مجید بھی تُم پڑھتے رہتے، تو عربی سے تمہارے کان آشنا رہتے، اور عربی مشکل نہ معلوم ہوتی۔ تُم کو یہ سُن کر سخت تعجّب ہوگا کہ یورپ والے، جن کو عربی سے دور کا واسطہ بھی نہیں، اس کو مانتے ہیں کہ عربی بہت آسان زبان ہے۔ اس کے جہاں اور بہت سے سبب ہیں، ایک سبب یہ بھی ہے کہ عربی کے قواعد صرف و نحو ایسے مکمل اور اٹل ہیں اُس نے اس زبان کو اور بھی آسان بنا دیا ہے۔ تم بے شک عربی بولتے اور سمجھتے ہو، مگر بہت سے لفظ غلط بولتے اور اُن کو غلط استعمال کرتے ہو۔ صرف و نحو تمہیں صحیح عربی بولنا اور لکھنا سکھلا دے گی۔ اسی واسطے سب سے

پہلے یہی تمہارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

یہ دیکھ کر نہ گھبرا اُٹھنا کہ یہ کتاب کسی قدر موٹی سی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے تمہاری آسانی کے لیے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ عربی بہت آسان ہے، بہت سے ترجمے عربی کے اور بہت سی مشقیں دی ہیں۔

اب بسم اللہ کر کے شروع کرو اور خود تجربہ کر لو کہ عربی کتنی آسان زبان ہے۔

محمد نعیم الرحمٰن

پہلا حصّہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

سبق اوّل

(۱) تمہید

دو، یا زیادہ انسانی آوازوں کے ایسے مجموعے کو، جو ایک مُفرد معنی رکھتا ہو "لفظ" کہتے ہیں۔ کئی لفظوں کو ایک خاص ڈھنگ سے جوڑنے سے ایک پوری بات بنتی ہے، تو اُسے "جُملہ" کہتے ہیں۔

اِن ہی جُملوں کے مجموعے کا نام "زبان" یا "بُولی" ہے اور اُسی کو "لُغت" بھی کہتے ہیں۔

لُغت کا حقیقی بنانے والا تو اللہ ہی ہے؛ لیکن دُنیا میں اُس کو رواج دینے والی انسان کی وہ پیدایشی خواہش ہے، جو اُسے مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی بات دوسروں کو سمجھائے اور دوسروں کی بات کو خود سمجھے۔

عربی لُغت کو سمجھنے اور بہ خوبی جاننے کے لیے بہت سے قاعدے اور قانون ہیں اور کئی طرح کے علم ہیں۔ ان سب کو ملاکر "علوم عَرَبِیّہ" (یعنی عربی زبان کے علم) کہتے ہیں؛ اور وہ بہت سے ہیں۔ ان علموں کا مقصد یہ ہے کہ اُن کے حاصل کرلینے سے آدمی اُن غلطیوں سے بچ سکے، جو عربی زبان کے بولنے اور لکھنے میں سرزد ہوسکتی ہیں۔

علوم عربیہ میں سے ہمیں اس کتاب میں صرف دو علموں، یعنی
صرف اور نحو کا بیان کرنا مقصود ہے۔

(۲) حروفِ تہجّی

بولنے میں ہر ایک آواز جس جس طرح پیدا ہوتی ہے، اُس کو سمجھنے
اور لکھنے کے لیے جو شکلیں اختیار کی گئی ہیں، اُن میں سے ہر ایک کو حرف
ہِجاء کہتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ حروفِ ہجائیہ ۲۸ ہیں۔ اُن کی شکلیں اور
اُن کے نام یہ ہیں :-

حرف کی شکل	حرف کا نام	حرف کی شکل	حرف کا نام
ا	الف	ض	ضاد
ب	با	ط	طاء
ت	تا	ظ	ظاء
ث	ثا	ع	عَین
ج	جیم	غ	غَین
ح	حا	ف	فاء
خ	خا	ق	قاف
د	دال	ک	کاف
ذ	ذال	ل	لام
ر	راء	م	میم
ز	زاء	ن	نون
س	سین	و	واو
ش	شین	ہ	ہاء
ص	صاد	ی	یا

سبق ۳

حرکت ۔ اعراب

اعراب ـــــ ررر

(۱)

ج	ب	الف
جاءَ الرَّجُلُ	اَبَاكَ	قُتِلَ
رَاَیتُ الرَّجُلَ	اَبِیكَ	اَسْلِمْ
مررتُ بالرَّجُلِ	اَبُوكَ	عالِمًا
مَنْ جَدَّ وَجَدَ		قاتِلٍ
		كافِرٌ

(۱) الف کے نیچے کی مثالوں میں جو لفظ ہیں اُن کو لکھنے میں ہر ایک لفظ کے ہر حرف پر (۱) ـَ (۲) ـِ یا (۳) ـُ میں سے کوئی نہ کوئی علامت لگی ہوئی ہے۔ اس علامت سے اُس حرف کے زبان سے نکالنے کا طریقہ، یا طرزِ ادا، معلوم ہوتی ہے۔ ان علامتوں میں سے ہر ایک علامت کو حَرَکت کہتے ہیں۔

ان تینوں حرکات کے نام یہ ہیں: (۱) کو فتحہ، یا فتح، یعنی زبر کہتے ہیں۔ (۲) کو کسرہ، کسر، یعنی زیر کہتے ہیں (۳) کو ضمّہ، ضم، یعنی پیش کہتے ہیں۔ جس حرف پر فتحہ ہو، اُسے مفتوح؛ جس پر کسرہ ہو، اُسے مکسور؛ جس پر ضمّہ ہو، اُسے مضموم کہتے ہیں۔ جس حرف پر فتحہ، کسرہ، یا ضمّہ ہو اُس حرف کو مُتَحَرِّك کہتے ہیں۔ یوں الف کے نیچے کی مثالوں میں اَسْلِمْ کے س اور م کے سوا سب حروف متحرّک ہیں۔

حرف پر کسی حرکت کے نہ ہونے کی صورت کو سُکون یا جَزْم کہتے ہیں؛ اور جو حرف بغیر حرکت کے ہو اسے ساکِن یا مجزوم. اَسْعَدُ کی مثال میں س اور م ساکن حروف ہیں.

اُردو میں ہر لفظ کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے؛ مگر عربی میں اکثر لفظ ایسے ہیں، جن کے آخری حرف پر حرکت ہوتی ہے؛ جیسے: کَافِرٌ اور مَسْرُوْرٌ؛ اور بہت ہی کم ایسے لفظ ہیں جن کا آخری حرف ساکن ہو؛ جیسے: مِنْ اور فِیْ.

(۳) ج کے نیچے کی مثالوں پر غور کرو. ان میں اَلرَّجُلُ کا آخری حرف، ل، پہلی مثال میں مضموم، دوسری میں مفتوح اور تیسری میں مکسور ہے. اَلرَّجُلُ کا آخری حرف ل اگر مضموم ہو، تو پورے کا پورا لفظ "اَلرَّجُلُ" مَرْفُوع کہلاوے گا. اسی طرح اگر یہ ل مفتوح ہو، تو سارا لفظ "اَلرَّجُلَ" منصوب، اور اگر مکسور ہے تو "اَلرَّجُلِ" مَجْرُور کہلاوے گا. اسی وجہ سے کہا جاوے گا کہ اَلرَّجُلُ (لام مضموم) رفع کی حالت میں ہے، اَلرَّجُلَ (لام مفتوح) نصب کی حالت میں اور اَلرَّجُلِ (لام مکسور) جَرّ کی حالت میں ہے.

رفع کی حالت میں لفظ کے آخر میں انِ اور وْنَ اور اتٌ بھی آتے ہیں. اسی طرح نصب اور جرّ کی حالت میں یْنَ اور یْنِ آتے ہیں.

رفع، نصب اور جر کو اِعْرَاب کہتے ہیں.

یہ رفع، نصب اور جر کی ابتدائی صورتیں ہیں. ان کی اور صورتیں بھی آتی ہیں، جو تم کو آگے کے سبقوں میں اپنے اپنے موقعوں پر ملیں گی.

یہ بات یاد رکھو کہ حرکت حرف ایک حرف پر ہوتی ہے، اور **اِعْرَاب**

پورے لفظ کی حالت کو کہتے ہیں۔

رفع، نصب، جر اور جزم کی حالت کسی اور لفظ کے عَمَل، یعنی اثر، سے پیدا ہوتی ہے، خواہ وہ لفظ اُس فقرے میں موجود ہو، یا نہ ہو۔ جس لفظ کے عمل سے رفع، نصب، جر یا جزم کی حالت پیدا ہو، اُسے عامِل کہتے ہیں؛ چنانچہ اوپر کی مثالوں میں جاءَ رَایتُ، اور بِ عامل ہیں؛ کیوں کہ اُن کے عمل سے الرَّجل کی حالت رفع، نصب، اور جسر کی ہوگئی ہے،

(۲)

جو تین حَرَکات اوپر بیان ہوئی ہیں، اُن حرکات میں فتحہ کو لمبا کرنے یا کھینچ کر ادا کرنے سے ـَا، کسرہ کے لمبا کرنے سے ـِی اور ضمّہ کے کھینچنے سے ـُو کی آواز پیدا ہوتی ہے؛ جیسا کہ ب کے نیچے کی مثالوں میں با، بی اور بو سے ظاہر ہے۔ آواز کے کھینچنے یا لمبا کرنے کو اِشْباع کہتے ہیں۔

فتحہ کے اشباع سے جو الف پیدا ہوتا ہے، اُس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: (۱) الف زیادہ لمبا نہیں کھینچا جاتا؛ جیسے: کُبْرٰی، عِیْسٰی کے آخر کا الف۔ اس کو الف مَقصورہ (چھوٹا الف) کہتے ہیں۔ (۲) الف کو کچھ زیادہ لمبا کر کے ادا کیا جاتا ہے؛ جیسے: عُلَمَاءُ، خَنْسَاءُ، کا الف۔ اس کو الف مَمدودہ (کھینچا ہوا الف) کہتے ہیں۔

اسی طرح ج کے نیچے کی مثالوں میں جاءَ میں بھی الف ممدودہ ہے۔ اسے ممدودہ اس لیے کہتے ہیں کہ اُسے کھینچ کر ادا کرنا پڑتا ہے۔ اسی کھینچنے کا نام مَدّ ہے۔ یہ بھی دیکھو کہ جاءَ میں اس مد کے بعد

جو حرف ہے وہ حلق میں ایک جھٹکے کے ساتھ ادا ہوتا ہے؛ یہ حرف ہمزہ ہے۔

ج ہی کی مثالوں میں اَلرَّجُلُ اور جَدًّا کی رے اور دال پر غور کرو کہ یہ بولنے میں دو دفعہ زبان سے نکلتے ہیں۔ اس دُہرانے کو تَشْدِیْد کہتے ہیں۔ لکھنے میں ایسے حرف کو دو دفعہ نہیں لکھا جاتا، بلکہ اس پر تشدید کی علامت (ّ) بنا دیتے ہیں۔ ایسے حرف کو مُشَدَّد کہتے ہیں۔

الف کی مثالوں کو پھر دیکھو۔ عَالِمًا، قَاتِلٍ، کَافُوْرٌ میں سے ہر ایک کے آخری حرف پر دو زبر، دو زیر، دو پیش ہیں اور اُن کو زبان سے نکالتے وقت ایک نون پیدا ہو جاتا ہے۔ ان دوہرے زبر، زیر، پیش کو تَنْوِیْن (نون پیدا کرنا) کہتے ہیں، اور تنوین والے حرف کو مُنَوَّن۔

ج کی مثالوں میں اَلرَّجُلُ کے شروع میں الف لام بھی لگا ہوا ہے؛ اور تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ اُس کے آخری حرف پر تنوین بھی نہیں ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ تنوین آخری حرف پر ہی آتی ہے، اور جس لفظ کے شروع میں الف لام ہوتا ہے، اُس کے آخری حرف پر تنوین ہرگز نہیں آتی۔
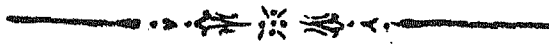
سبق ۳

مادّہ، وزن

الف

ف ع ل   فَعَلَ   فُعِلَ   فاعِلٌ   مَفْعُولٌ

اَفْعَلَ   فَعِيلٌ   فعّالٌ   اِفْتَعَلَ

فَعَّلَ   مُتَفَعِّلٌ   فَعْلَلَ   تَفَعْلَلَ

ب

ک ت ب   کَتَبَ   ضَرِبَ   کامِلٌ   مصروفٌ

اَکْرَمُ   سَعِیدٌ   حَمّالٌ   اِمْتَحَنَ

کَسَّرَ   مُتَحَمِّلٌ   دَحْرَجَ   تَدَحْرَجَ

---

(۱) الف کے نیچے جو لفظ ہیں، ان سب میں ف ع ل کے حروف ضرور آگئے ہیں۔ فَعَلَ اور فُعِلَ میں صرف ف ع ل ہیں، باقی سب میں ایک، دو، یا تین حروف اور زیادہ ہیں۔

عربی میں لفظوں کی بناء، یعنی بُنیاد، عموماً تین حرفوں پر ہوتی ہے۔ زیادہ تر لفظ تین حروف کے ہیں؛ اس سے کم چار حروف کے؛ اور اس سے بھی کم پانچ حروف کے۔ یہ جتنے لفظ ہیں سب میں ف ع ل موجود ہے، اور ان ہی حروف سے مل کر یہ لفظ بنے ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا مادّہ ف ع ل ہے۔ یہی حروف ان لفظوں کے اصلی حروف کہلاتے ہیں۔

(۲) ب کے نیچے اتنے ہی لفظ ہیں جتنے الف کے نیچے ہیں۔ ترتیب وار پڑھو، تو ب کا ہر لفظ اسی طرح مُنہ سے نکلتا ہے، جس طرح الف کے لفظ۔ جہاں جہاں الف والے لفظوں میں حرف تین حرف ہیں، وہیں ب والوں میں بھی تین ہیں، اور جہاں الف والوں میں کوئی حرف مشدّد، یا زائد ہے وہیں ب والوں میں بھی مشدّد، یا زائد ہے۔ اس بات کو یوں بھی کہا اور سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ہم ب والے لفظوں میں اُن کے حروف کی جگہ ف ع ل سمجھ کر پڑھیں، تو الف اور ب کے لفظوں میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ ف ع ل کے ذریعے ہم ب کے لفظوں کو ناپتے، یا تولتے ہیں، تو دونوں برابر نکلتے ہیں۔ اس طرح کسی لفظ کو ف ع ل کے ذریعے تولنے کو وزن کہتے ہیں۔

کَتَبَ کا وزن فَعَلَ ہے، سَعِیدٌ کا فَعِیلٌ ہے، اِمْتَحَنَ کا اِفْتَعَلَ، دَحْرَجَ کا فَعْلَلَ ہے۔ اسی طرح اور سب کو آزمالو۔

تم نے یہ بھی دیکھا کہ وزن کے جانچنے میں ف ع ل کی جگہ ب کے لفظوں کے اصلی حروف آ گئے، مگر حرفوں کی حرکت دونوں جگہ ایک ہی رہی۔ معلوم ہوا کہ وزن کے جانچنے میں حرکت نہیں بدلتی۔

ب والے لفظوں کی جانچ میں یوں کہیں گے کہ کَتَبَ کا مادّہ ک ت ب ہے، اور وزن فَعَلَ ہے۔ اسی طرح ضُرِبَ، کامل، مصروف ..... کے مادّے، بالترتیب، ض ر ب، ک م ل، ص ر ف ..... ہیں اور ان کے وزن فُعِلَ، فَاعِلٌ، مفعولٌ ..... ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:-

(١) جن اصلی حرفوں سے کوئی لفظ بنے وہ حرف اُس لفظ کا مادّہ ہوتے ہیں۔
(٢) لفظوں کے جانچنے کے لیے ف ع ل کے حروف استعمال کیے جاتے ہیں۔ اصلی حروف کی جگہ ف ع ل رکھ کر جانچتے ہیں، مگر حروف کی حرکت نہیں بدلتی۔

مشق

نیچے کے لفظوں کے مادّے اور وزن بتا دو:-

عَامِلٌ	کَرِیْمٌ	مُتَصَرِّفٌ	اَفْضَلُ
قَتَلَ	اِقْتَرَبَ	مَصْدَرَ	مَحْمُوْدٌ
بَقَّالٌ	فُصِلَ	زَخْرَفَ	تَبَرْقَعَ

سبق ۴

(۱)

اِسم، فعل، حرف

الف

حَمِیدٌ	رَجُلٌ	قِطٌّ	وَرْدَةٌ	مِصْبَاحٌ
کسی مرد کا نام	آدمی	بلّی	گلاب	چراغ

ب

یَشْرَبُ	جَلَسَ	یَجْرِی	وَقَفَ
وہ پیتا ہے	وہ بیٹھا	وہ بھاگتا ہے	وہ کھڑا ہوا

ج

مِن	اِلَی	عَلَی	هَلْ	وَ	فِی
سے	طرف	اوپر	کیا؟	اور	اندر

(۱) اوپر کی مثالوں میں الف کے نیچے جتنے کلمے ہیں، وہ کسی شخص، یا چیز کے نام ہیں، جسے ہم دیکھ یا چھو سکتے ہیں۔ اس قسم کے کلموں کو اِسْم (جمع=اَسْمَاء) کہتے ہیں۔

مگر ایسی چیزوں کے بھی تو نام ہوتے ہیں، جن کو نہ ہم دیکھ سکتے ہیں، نہ چھو سکتے ہیں، بلکہ اُن کا صرف ایک خیال ہمارے ذہن میں رہے؛ جیسے علم اور صِدْقٌ (سچائی) یہ بھی اسماء ہی ہیں۔

(۲) ب کے نیچے جو کلمے ہیں، اُن سے کسی کام کا کسی خاص زمانے میں کرنا، یا ہونا معلوم ہوتا ہے؛ جیسے: یَشْرَبُ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ ذکر کرنے کے وقت کسی نے کوئی چیز پی ہے۔ اسی طرح جَلَسَ سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کرنے کے وقت سے پہلے (گزرے ہوئے زمانے میں) کوئی بیٹھا۔ اس قسم کے کلموں کو فِعْل (جمع= اَفْعَال) کہتے ہیں۔

(۳) ج کے نیچے جو کلمے ہیں، اُن کے معنی اُس وقت تک پوری طرح نہیں بنتے جب تک کہ وہ کسی جملے میں نہ شامل کیے جائیں؛ مثلاً: فِی اور عَلَی کے معنی پوری طرح نہیں کھلتے؛ یعنی صرف اُن کے سُننے سے سُننے والا پوری بات نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن جب تُم یہ کہو کہ: اَلْوَلَدُ فِی الْحُجْرَةِ (لڑکا کوٹھری میں ہے) یا یہ کہو کہ: اَلْوَلَدُ عَلَی السَّرِیْرِ (لڑکا تخت پر ہے) تو سُننے والے کے سمجھ میں آجائے گا کہ تم یہ بتلانا چاہتے ہو کہ لڑکا کوٹھری میں ہے، یا لڑکا تخت پر ہے۔ اب تمہیں معلوم ہوگیا ہوگا کہ اکیلے فِی اور عَلَی کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

اس قسم کے جتنے کلمے ہیں وہ حرف (جمع= حروف) کہلاتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: کلمے تین طرح کے ہوتے ہیں: اِسْم[۱]، فِعْل[۲]، حرف[۳]۔

(۱) اِسم وہ کلمہ ہے جس سے کسی چیز کا نام معلوم ہو؛ خواہ وہ چیز دیکھی جاسکے، یا چھوئی جاسکے، یا ایسی ہو کہ جس کو نہ ہم دیکھ سکیں، نہ چھو سکیں، بلکہ اُن کا نام لینے سے اُس کا خیال ذہن میں پیدا ہو جائے۔

(۲) فِعْل وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کسی خاص زمانے میں کیا جانا، یا ہونا معلوم ہو۔

(۳) حَرْف وہ کلمہ ہے جس کے معنی کسی اور کلمے سے ملائے بغیر نہ ظاہر ہوں۔

(۲)

جُملہ

اَلْکِتَابُ مَفْتُوحٌ	ذَهَبَ التِّلْمِيْذُ
کتاب کھلی ہوئی ہے	شاگرد گیا
جَاءَتْ سَعِيْدَةٌ	جَلَسَ سَعِيْدٌ عَلَى الْكُرْسِيِّ
سعیدہ آئی	سعید کرسی پر بیٹھا

اوپر والے فقرے دو، یا زیادہ کلموں سے مل کر بنے ہیں۔ پہلے ہی فقرے (اَلْکِتَابُ مَفْتُوحٌ) پر غور کرو، تو معلوم ہوگا کہ کہنے والے کو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا اور اُس کا پورا مطلب سمجھ میں آگیا۔ اس طرح کے فقروں کو جُمْلَه کہتے ہیں۔

بعض وقت صرف ایک ہی کلمے سے جُملہ بن جاتا ہے؛ جیسے:
اُكْتُبْ (لکھ)۔

اِس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: ہر ایسے فقرے کو، جس سے سُننے والا پوری بات سمجھ جائے، جُمْلَه کہتے ہیں۔

جُملے میں عموماً دو، یا زیادہ کلمے ہوتے ہیں، مگر بعض صورتوں میں صرف ایک کلمہ بھی ہوسکتا ہے۔

مشق

نیچے کے جُملوں میں اِسم، فعل اور حرف بتادو:

(۱) جَاءَ سُلَيْمَانُ	(۲) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِيْنٍ
سُلیمان آیا	انسان کو مٹی سے بنایا

(۳) اُنْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ

اپنے گدھے کی طرف دیکھ

(۴) سَلَامٌ عَلٰی موسیٰ وھارون

موسیٰ اور ہارون پر سلام

(۵) هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ موسیٰ ؟

کیا تجھے موسیٰ کی خبر ملی ؟

(۶) يَدْخُلُون فِی دِيْنِ اللّٰهِ

وہ سب اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں

(۷) قَالُوا تَاللّٰهِ

اُنہوں نے کہا اللہ کی قسم

(۸) آمَنْتُ بِاللّٰه

مَیں اللہ پر ایمان لایا

(۹) لَا تَخَفْ

مت ڈر

(۱۰) قُلْ

کہہ

سبق ۵

اسم : مذکّر ، مؤنّث

الف	ب
سَعِیدٌ	سَعِیدَۃٌ
عَاصِمٌ	عَاصِمَۃٌ
نُعْمَانُ	مَیْمُونَۃُ
دِیکٌ (مرغ)	دَجَاجَۃٌ (مرغی)

ج	د
ثُرَیَّا	زَیْنَبُ
لَیْلیٰ	سُعَادُ
خَنْسَاءُ	هِنْدُ
عَذْرَاءُ	

اسماء میں بعض ایسے ہوتے ہیں، جو مرد، یا نر چیز، کو ظاہر کرتے ہیں، اور بعض عورت، یا مادہ چیز کو۔ پہلے قسم کے اسماء کو مُذَکَّر اور دوسری قسم کو مُؤَنَّث کہتے ہیں۔

(۱) اوپر کی مثالوں میں الف کے نیچے کی سب مثالیں مذکّر اسماء کی ہیں اور ب، ج اور د کی مثالیں سب مؤنث اسماء کی ہیں۔

(۲) ب اور ج کے نیچے کی مثالوں پر غور کرو۔ تم دیکھوگے کہ ب کے نیچے کی تمام مثالوں کے، آخر میں ۃ ہے۔ ج کے نیچے کی پہلی دو مثالوں کے آخر میں الف مقصورہ ہے اور دوسری دو کے آخر میں الف ممدودہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں مذکر اسم کے آخر میں ۃ لگانے سے مؤنث اِسم بن جاتا ہے؛ چنانچہ ب کے نیچے کی مثالوں میں مذکر اسم عاصِم کے آخر میں ۃ لگاکر عاصِمَةٌ مؤنث اسم بنالیا ہے۔ اس ۃ کو تانیث کی ۃ کہتے ہیں۔

(۳) ج کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں مؤنث اِسم کے آخر میں الف مقصورہ، یا الف ممدودہ ہوتا ہے۔

(۴) د کے نیچے جو مثالیں ہیں، وہ بھی مؤنث اِسم ہیں؛ لیکن تم یہ دیکھ رہے ہو کہ اُن کے آخر میں اوپر بتلائی ہوئی مؤنث کی علامتوں میں سے کوئی بھی علامت موجود نہیں ہے۔ ایسے اسم مؤنث کو مُؤَنَّث مَعْنَوِيّ کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: مؤنث اِسم کی تین علامتیں ہیں، جو اُس اسم کے آخر میں ہوتی ہیں:

(ا) تانیث کی ۃ، (ب) الف مقصورہ اور (ج) الف ممدودہ۔ بعض مؤنث اسم ایسے ہوتے ہیں جن میں مؤنث کی کوئی علامت نہیں ہوتی، مگر وہ حقیقت میں مؤنث ہوتی ہیں۔ ایسے اِسم مؤنث کو مُؤَنَّث مَعْنَوِيّ کہتے ہیں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مذکر اور مؤنث اسم بتلادو، اور ان میں مؤنث اسموں کی علامتیں بتلادو۔

۱۔ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّی	یہ میرے رب کے پاس سے ایک رحمت ہے۔
۲۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ	سچ آیا اور جھوٹ مٹ گیا۔
۳۔ قَالَتْ اِمْرَأَةُ الْعَزِيْزِ	عزیز کی بیوی نے کہا۔
۴۔ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ	وہ مسیح ہے مریم کا بیٹا۔
۵۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً	اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے۔
۶۔ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى	اس نے نیکی کو جھٹلایا۔

سبق ۶

اسم: واحد، تثنیہ اور جمع

(واحد) مَحْمُودٌ	زَیْنَبُ	عُصْفُورٌ	
(تثنیہ) مَحْمُودَانِ - مَحْمُودَیْنِ	زَیْنَبَانِ، زَیْنَبَیْنِ	عُصْفُورَانِ، عُصْفُورَیْنِ (چڑیا)	
(جمع) مَحْمُودُونَ - مَحْمُودِینَ	زَیْنَبَاتُ	عَصَافِیرُ	

اگر کوئی اسم ایک ہی چیز پر دلالت کرے، تو اُسے اِسْمُ وَاحِد کہتے ہیں؛ دو چیزوں پر دلالت کرے، تو اُسے اِسْمُ تَثْنِیَہ اور دو سے زیادہ کو ظاہر کرے، تو اُسے اِسْمُ جَمْع کہتے ہیں۔

اوپر کی مثالوں پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ:

(۱) مَحْمُودٌ اور زَیْنَبُ صرف ایک لڑکے اور ایک ہی لڑکی کا نام ہے؛ اور عُصْفُورٌ ایک ہی چڑیا ہے

(۲) مَحْمُودَانِ، مَحْمُودَیْنِ؛ زَیْنَبَانِ، زَیْنَبَیْنِ؛ عُصْفُورَانِ، عُصْفُورَیْنِ، دو لڑکے، دو لڑکیاں اور دو چڑیاں ہیں؛ اس لیے یہ اسم تثنیہ کہلاتے ہیں۔ یہ اس طرح بنے ہیں کہ واحد پر الف اور ن (اَنِ) یا ی اور ن (یْنِ) بڑھا دیا ہے۔ انِ رفع کی حالت میں آتا ہے اور یْنِ نصب اور جر کی حالت میں۔

(۳) مَحْمُودُونَ، مَحْمُودِینَ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو سے زیادہ محمود (یعنی جمع) ہیں۔ واحد پر واو اور نون (وْنَ) یا ی اور ن (یْنَ) مفرد پر بڑھانے سے جمع بنتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ اسم مذکر ہے۔

اس طرح کی جمع کو جَمعُ مُذَکَّر سالِم کہتے ہیں۔ وُنَ رفع کی حالت میں استعمال ہوتا ہے، اور یِنَ نصب اور جر کی حالت میں۔

اسم زَیْنَبَاتُ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سے زیادہ عورتوں کا ذکر ہے، جن دونوں کا نام زینب ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مؤنث ہیں۔ واحد پر الف اور ت (اٹ) بڑھانے یہ جمع بنتی ہے، چوں کہ یہ مونث ہے، اس لیے اس جمع کو جمع مُؤنث سَالِمُ کہتے ہیں۔ حالت رفع میں جمع مؤنث سالم پر ضمّہ آتا ہے اور نصب اور جر کی حالت میں کسرہ۔

(۴) اِسم عَصَافِیْرُ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو سے زیادہ (جمع) چڑیاں ہیں۔ مفرد کی صورت میں تبدیلی کر دینے سے یہ جمع بنتی ہے۔ کُتُبٌ، انہارٌ، مَدارسُ، اَقْلامٌ، غِلْمانٌ وغیرہ بھی اسی طرح، یعنی مفرد کی صورت میں تبدیلی کر دینے سے بنے ہیں۔ اس قسم کی جمع کو جمع مُکَسَّر کہتے ہیں۔ اعراب میں ان کی حالت مفرد کی سی ہوتی ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اِسم کی تین صورتیں ہیں:-

(۱) واحد؛ وہ ہے جو صرف ایک اِسم کو بتاتا ہے۔

(۲) تثنیہ: وہ ہے جو دو اسموں کو بتاتا ہے۔ الف اور نون (انِ) بڑھانے سے اور حالت نصب اور جر میں ی اور ن (یْنِ) مفرد پر بڑھانے سے بنتا ہے۔

(۳) جمع؛ جو دو سے زیادہ اِسموں کو بتاتا ہے۔

جمع کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جمع مذکر سالم: جو دو، یا دو سے زیادہ چیزوں کو بتاے۔ یہ جمع حالت رفع میں مفرد پر واو اور ن (وْنَ) بڑھانے سے بنتی ہے، اور حالت نصب اور جر میں مفرد پر ی اور ن (ِینَ) بڑھانے سے بنتی ہے۔

(۲) جمع مؤنث سالم: وہ ہے جو دو سے زیادہ اسموں کو بتلاتی ہے۔ یہ مفرد پر الف اور ت (اٰت) بڑھانے سے بنتی ہے۔

(۳) جمع مُکَسَّر وہ ہے جو دو سے زیادہ عدد کو ظاہر کرے۔ یہ واحد کی صورت میں کچھ تبدیلی کرنے سے بنتی ہے۔

مشق ۱

نیچے کے فقروں کو پڑھ کر بتاؤ کہ ان میں واحد، تثنیہ اور جمع اسم کون کون سے ہیں، اور ان میں سے مذکر اور مؤنث اور ان کی قسمیں بھی بتا دو:

۱۔ الوالِداتُ یُرضِعْنَ اَولادَھُنَّ حَولَیْنِ کامِلَیْنِ
۲۔ اَلَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّالِحاتِ لَھُمْ جَنّاتُ النَّعِیمِ
۳۔ ھٰذا صِراطٌ مُستَقِیمٌ
۴۔ خَلَقَ السَّماواتِ والاَرضَ
۵۔ ما اَنتَ اِلّا بَشَرٌ مِثلُنا وَاِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الکاذِبِینَ
۶۔ ربُّ المَشرِقِ والمَغرِبِ لا اِلٰهَ اِلّا ھُوَ
۷۔ قَد اَفلَحَ المُومِنُونَ
۸۔ لِمَن خافَ مَقامَ رَبِّهِ جَنَّتانِ

۹۔ رَبُّ المَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ المغرِبَيْنِ
۱۰۔ باعِدْ بَيْنَ اَسْفارِنا

مشق ۲

نیچے کے جملوں میں اِسم تثنیہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم بتا دو، اور یہ بتا دو کہ ان میں سے ہر ایک رفع نصب اور جر کی کس کس حالت میں ہے۔

۱۔ کانَتا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبادِ ناصالِحَيْنِ
۲۔ الخَبِيثاتُ لِلْخَبِيثِيْنَ والخبِيثُون لِلْخَبِيثاتِ
۳۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ المُرْسَلِيْنَ
۴۔ لا تَعْثَوْا فِي الاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ
۵۔ لا اَنتُم عابِدُونَ ما اَعْبُدُ
۶۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهاتُكُمْ وَبَناتُكُمْ وَاَخَواتُكُمْ وَعَمّاتُكُمْ
۷۔ اِنّا لَصادِقُوْنَ
۸۔ ماتُوا وَهُم فاسِقُوْنَ
۹۔ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الاَمْثالَ
۱۰۔ لَيَعْلَمَنَّ الكاذِبِيْنَ
۱۱۔ كانَ بِالْمُومِنِيْنَ رَحِيْمًا
۱۲۔ كَفَرُوا بِآياتِ اللّٰهِ

سبق ۷

اِسم : جمع مکسّر

الف : أَفْعَالٌ [جمع]

فَعَلٌ وَلَدٌ (بیٹا) | أَوْلَادٌ
فَعِيل شَرِيفٌ | أَشْرَافٌ
فِعْل طِفْلٌ (لڑکا) | أَطْفَالٌ

ب : فُعُولٌ [جمع]

فَعْل بَحْرٌ (سمندر) | بُحُورٌ
فَعَل أَسَدٌ (شیر) | أُسُودٌ
فَعِلٌ مَلِكٌ (بادشاہ) | مُلُوك

ج : فِعَالٌ [جمع]

فَعْل كَلْبٌ (کتّا) | كِلَابٌ
فَعُل رَجُلٌ (آدمی) | رِجَالٌ
فَعِيل كَبِيرٌ (بڑا) | كِبَار

د : فُعُلٌ [جمع]

فِعَال كِتَابٌ | كُتُبٌ
فَعِيلَة مَدِينَةٌ (شہر) | مُدُنٌ
فَعْل فَرْشٌ | فُرُشٌ

۵ : اَفْعُلٌ [جمع]

فَعْل	نَھْرٌ	(دریا)	اَنْھُرٌ
فِعْل	رِجْلٌ	(پاؤں)	اَرْجُلٌ

تُم نے ابھی اوپر جمع سالم کا حال پڑھا ہے، اور تُم سمجھ چکے ہو کہ جمع سالم میں واحد اِسم کی بناء قائم رہتی ہے۔ اوپر کی مثالوں میں بھی بہت سے واحد اسم اور اُن کی جمع کی صورتیں ہیں۔ ذرا سے غور سے معلوم کرلوگے کہ اِن سب میں جمع کی صورت واحد کی صورت سے تھوڑی سی بدلی ہوئی ہے۔ سب میں واحد کی صورت ٹوٹ گئی ہے۔ اسی لیے اس قسم کی جمع کو مُکَسَّر (ٹوٹی ہوئی) کہتے ہیں۔

ان مثالوں میں جمع مکسر کے پانچ مختلف وزن نظر آتے ہیں: اَفْعالٌ۔ فُعُولٌ ۔ فِعالٌ ۔ فُعُلٌ اور اَفْعُلٌ ۔ واحد کے ہر وزن کے ساتھ ساتھ اُس واحد کا وزن بھی لکھا ہے، جس پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جمع کے ایک ہی وزن کے لیے واحد کے کئی کئی وزن آتے ہیں؛ یا یوں کہو کہ کئی وزنوں کے واحد کی جمع ایک ہی وزن پر آتی ہے؛ مثلاً: اَفْعالٌ جمع کے لیے فَعَلٌ، فَعِیلٌ، فِعْل تین وزن آتے ہیں۔ یہی حال جمع کے باقی اور چاروں وزنوں کا ہے۔

ان میں ایک بات یہ بھی نظر آتی ہے کہ واحد کے ایک ہی وزن کے لیے جمع کے کئی وزن آجاتے ہیں؛ مثلاً: فَعِیل وزن کے لیے اَفْعَالٌ اور فِعالٌ جمع کے دو وزن ہیں؛ جیسے: شَرِیف سے اَشْراف اور کبیر سے کِبار۔ اسی طرح فَعْلٌ واحد سے فُعُول اور فِعال اور فُعُل اور اَفْعُل چار وزن آتے ہیں؛ جیسے بَحْر سے بُحُور، کَلْب سے کِلاب، کِتاب سے

کُتُب اور نَھر سے اَنْھُر ۔

یہ نہ سمجھ لینا کہ جمع مکسر کے صرف یہی پانچ وزن ہیں ۔ اس کے اور بہت سے وزن ہیں ۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ واحد کے کس وزن کے لیے جمع مکسر کا کیا وزن آتا ہے، لُغت کی کتاب سے مدد لی جاتی ہے ۔ تُم عربی کے مطالعے میں خود بخود جمع مُکسّر کے وزنوں کو سمجھتے چلے جاؤ گے ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : (۱) جب جمع بننے میں واحد کی صورت ٹوٹ جائے، تو ایسی جمع کو جمع مُکسّر کہتے ہیں ۔

(۲) جمع مکسر کے وزن بہت سے ہیں ۔

(۳) واحد کے ایک ہی وزن کے لیے جمع کے کئی وزن آتے ہیں، اور کئی وزن کے واحد کے لیے جمع کا ایک ہی وزن بھی ہوتا ہے ۔

سبق ۸

صفت اور موصوف

الف | **ب**

(۱) ظَهَرَ الْبَدْرُ الْمُنِيرُ

پورا چاند چمکتا ہوا ظاہر ہوا۔

(۲) رَأَيْتُ الْبَدْرَ الْمُنِيرَ

میں نے چمکتا ہوا پورا چاند دیکھا

(۳) نَظَرْتُ إِلَى الْبَدْرِ الْمُنِيرِ

میں نے پورے چمکتے ہوے چاند کو دیکھا

(۴) فِي دَهْلِي تِمْثَالٌ بَدِيعٌ

دہلی میں ایک عجیب بُت ہے

(۵) رَأَيْتُ فِي لَاهُورَ تِمْثَالًا بَدِيعًا

میں نے لاہور میں عجیب بُت دیکھا

(۶) نَظَرْتُ إِلَى تِمْثَالٍ بَدِيعٍ

میں نے عجیب بُت دیکھا

خاص افعال، یا حروف کے عمل سے اسم کبھی مرفوع ہوتا ہے، کبھی منصوب اور کبھی مجرور۔

اوپر کی مثالیں دیکھ کر شاید تمہیں تعجب ہوگا کہ اُن میں ایسے اسمار ہیں جن کے مرفوع، یا منصوب، یا مجرور ہونے کا کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا۔

بات یہ ہے کہ بعض اسمار ایسے ہیں کہ وہ کسی دوسرے کے تابع ہوتے ہیں۔

(۱) الف کے نیچے تین جملوں میں ہم نے بدر (پورے چاند) کا ذکر کیا ہے، اور لفظ مُنِیرٌ (چمک دار) سے اُس کی صفۃ یعنی تعریف، بیان کی ہے۔ اسی طرح ب کے نیچے کے تین جملوں میں تِمثالٌ (بُت) کی صفت میں ہم نے بدیعٌ (عجیب) کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ مُنیر اور بدیع دونوں صفت کے کلمے ہیں، اور بدر اور تمثال، جن کی تعریف ہو رہی ہے، موصوف ہیں۔

(۲) سب مثالوں میں تم دیکھتے ہو کہ ہر صفت رفع، نصب اور جر کے لحاظ سے اپنے موصوف کے مطابق ہے؛ یعنی جو حرکت بدر کی ہے، وہی منیر کی ہے، اور جو تِمثال کی ہے، وہی بدیع کی ہے۔ اسی مطابق ہونے کو تابع ہونا کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ : (۱) وہ اسم، جو اپنے سے پہلے کلمے کی تعریف کرے، خواہ وہ تعریف اچھی ہو، یا بُری، وہ صفۃ کہلاتا ہے؛ اور جو کلمہ اُس سے پہلے ہو، وہ موصوف۔

(۲) رفع، نصب اور جر کے لحاظ سے صفۃ اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں صفت اور موصوف پہچانو:

(۱) يَفْرَحُ الْمُعَلِّمُ بِالتِّلْمِيذِ الْمُهَذَّبِ

معلم مہذب شاگرد سے خوش ہوتا ہے۔

(۲) الْهَوَاءُ الْبَارِدُ يُفِيدُ الْجِسْمَ

ٹھنڈی ہوا جسم کو مفید ہوتی ہے ۔

(۳) يُحْبَسُ الحيوانُ الْمُفْتَرِسُ فِی قفسٍ حَدِيْدِيٍّ

ہوشیار جانور لوہے کے پنجرے میں بند کیا جاتا ہے ۔

(۴) يَزُورُ الهِنْدَ عَدَدٌ كَبِيْرٌ مِنَ السَّيَّاحِ

ہندوستان میں بہت سے سیّاح آتے ہیں ۔

(۵) اَلْاَبُ الشَّفِيْقُ لَا يَنْسَى اَبْنَاءَهُ الصَّغِيْرَةَ

شفیق باپ اپنے چھوٹے بیٹے کو نہیں بھولتا ۔

(۶) الضَّوءُ الشَّدِيْدُ يُضْعِفُ الْبَصَرَ

سخت روشنی نظر کو کم زور کر دیتی ہے ۔
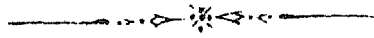
سبق ۹

صفتِ سببی

الف

صفتِ حقیقی

(۱) يُفْرِحُ التِّلْمِيذُ النَّاجِحُ

کامیاب شاگرد خوش ہوگا۔

(۲) أَكْرَمْتُ الضَّيْفَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ

مَیں نے دونوں بڑے مہمانوں کی عزّت کی۔

(۳) يَسْعَدُ الْوَطَنُ بِالْمُلُوكِ الْعَادِلِينَ

عدل کرنے والے بادشاہوں سے وطن سعادت پاتا ہے۔

(۴) رَسَمْتُ صُورَةً بَدِيعَةً

میں نے اچھی تصویر کھینچی۔

(۵) اِشْتَرَيْتُ بَقَرَتَيْنِ كَبِيرَتَيْنِ

مَیں نے دو بڑی گائیں خریدیں۔

(۶) نَرْقَى بِالْأُمَّهَاتِ الْعَاقِلَاتِ

ہم عقلمند ماؤں کی وجہ سے ترقی کرتے ہیں۔

ب

صفتِ سببی

(۱) يُسَرُّ الرَّجُلُ النَّاجِحُ ابْنُهُ

جس شخص کا بیٹا کامیاب ہوا وہ خوش ہوگا۔

(۲) أَكْرَمْتُ الطِّفْلَيْنِ الْغَائِبَ أَبُوهُمَا

مَیں نے اُن دو لڑکوں کی عزّت کی جن کا باپ غائب ہے۔

(۳) اِتَّصَلْتُ بِالْعُلَمَاءِ الْكَثِيرِ زُوَّارُهُمْ

مَیں اُن عالموں سے ملا جن کے پاس بہت سے آدمی آتے ہیں۔

(۴) هٰذِهِ بِنْتٌ عَاقِلٌ أَبُوهَا

یہ وہ لڑکی ہے جس کا باپ عقلمند ہے۔

(۵) هٰذَانِ وَلَدَانِ عَاقِلَانِ أُخْتَاهُمَا

ان دونوں لڑکوں کی دونوں بہنیں عقلمند ہیں۔

(۶) تَدْرُسُ الْمُعَلِّمَةُ لِبَنَاتٍ غَنِيٍّ آبَاؤُهُنَّ

جن لڑکیوں کے باپ دولتمند ہیں اُن کو استانی پڑھاتی ہے۔

جو کلمات الف کی مثالوں کے آخر میں آرہے ہیں، وہ سب صفت حقیقی ہیں، کیوں کہ وہ اپنے ماقبل کی صفت کو بیان کرتے ہیں؛ مثلاً پہلی مثال میں کلمۂ ناجح تلمیذ

کی صفت بیان کرتا ہے ، لیکن ب کے نیچے کی پہلی مثال میں یہی کلمہ اپنے مابعد یعنی اِبن
کی صفت بیان کرتا ہے ۔ یہی حال ب کی اور مثالوں کا ہے کہ کلمات الغائِب، الکثِیر،
عاقل، عاقلۃ ہیں ۔ چوں کہ اُن کے ماقبل اور مابعد کے آپس میں ایک سبب یعنی تعلق
ہے اس لیے اس قسم کی ہر صفت کو "صفت سببی" کہتے ہیں ؛ کیوں کہ ابن اور الرَّجُل میں
اور ا ب اور الطِّفلین میں رشتہ ہے ۔ اسی طرح دوسری مثالوں میں ہوا ہے ۔ اب صفت
حقیقی اور صفت سببی میں جو لفظی فرق ہے اسے سمجھو :

(۱) جو صفت حقیقی الف کی مثالوں میں ہیں اُن سب میں تُم دیکھوگے کہ صفت
اپنے موصوف سے اس طرح موافق ہیں کہ :

الف ۔ صفت کا اعراب ہر صورت میں وہی ہے جو موصوف کا ہے ۔

ب ۔ واحد، تثنیہ اور جمع ہونے میں بھی صفت اپنے موصوف کا ساتھ دیتی ہے ۔

ج ۔ معرفہ اور نکرہ ہونے میں بھی صفت اور موصوف ایک ہی طرح کے ہیں ۔ پہلی
تین مثالوں میں دونوں معرفہ ہیں اور بعد کی تین مثالوں میں دونوں نکرہ ۔
معرفہ اور نکرہ کی تفصیل تم آگے پڑھوگے ۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لو کہ معرفہ
ایک خاص معیّن چیز کو کہتے ہیں ، اور نکرہ کسی عام اور غیر معیّن چیز کو ۔

د ۔ مذکر اور مؤنث ہونے میں بھی دونوں یکساں ہیں ۔ پہلی تین مثالوں میں
دونوں مذکر ہیں اور بعد کی تین مثالوں میں مؤنث ۔

(۲) ب کے نیچے صفت سببی اپنے موصوف سے اس طرح موافق ہیں کہ :

الف ۔ صفت کا اعراب ہر صورت میں وہی ہے جو موصوف کا ہے ۔

ب ۔ معرفہ اور نکرہ ہونے میں بھی دونوں کی ایک ہی صورت ہے ۔
واحد پر اس سے ماقبل اور مابعد کا کچھ اثر نہیں ہوتا ، وہ اپنی ہی حالت پر
رہتا ہے ؛ مگر تذکیر و تانیث میں موصوف اپنے ماقبل سے مخالف اور مابعد سے موافق
ہوتا ہے ، جیساکہ (ب) کی چوتھی ، پانچویں اور چھٹی مثال سے ظاہر ہے ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) صفت حقیقی وہ تابع ہے، جو اپنے متبوع کی صفت کے لیے آتا ہے اور اپنے اعراب میں واحد، تثنیہ، جمع؛ تذکیر، تانیث، اور معرفہ ونکرہ میں اُس کے موافق ہوتا ہے۔

(ب) صفت سببی وہ تابع ہے، جو اپنے اُس مابعد کی صفت بیان کرتا ہے، جس کا کوئی تعلق متبوع سے ہو۔ وہ صفت حقیقی کی طرح اعراب، معرفہ اور نکرہ میں اپنے ماقبل کے موافق ہوتا ہے۔ فرق ہوتا ہے تو یہ کہ صفت سببی ہمیشہ مفرد ہوتا ہے اور اپنے مابعد کی تذکیر اور تانیث کے موافق ہوتا ہے۔

ایک یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ معرفہ کے بعد جو جملہ ہوتا ہے وہ حال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر تم کہو کہ جَلَسَ الْوَلَدُ يَكْتُبُ تو جملہ يكتب حال ہوگا، کیوں کہ یہاں اَلْوَلَدُ معرفہ ہے۔ نکرہ کے بعد جو جملہ ہوتا ہے وہ صفت ہوتا ہے؛ جیسے یہ کہا جارے کہ جَلَسَ وَلَدٌ يَكْتُبُ، تو يكتب صفت ہوگا، کیوں کہ یہاں ولدٌ نکرہ ہے۔

مشق

نیچے کی عبارت میں صفت حقیقی اور صفت سببی بتلاؤ:

رَأَيْتُ طَيَّارًا هِنْدِيًّا، مُحَلِّقًا فِي الْجَوِّ بِطَيَّارَتِهِ الْجَمِيلِ شَكْلُهَا.

مَیں نے ایک ہندوستانی ہوا ری جہاز یاں دیکھا، جو اپنے خوبصورت جہاز کو لیے ہوئے ہوا میں منڈلا رہا تھا۔

فَسَارَ بِهَا مَسَافَةً طَوِيلَةً سَيْرًا سَرِيعًا. وَكَانَ رِجَالٌ كَثِيرٌ

وہ اُسے لے کر دور فاصلے تک تیز چال سے چلا گیا۔ اور لوگ، جو گنتی میں بہت سے تھے،

عَدَدُهُمْ، يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ بِوُجُوهٍ مُشْرِقَةٍ، وَقُلُوبٍ فَرِحَةٍ.

اُس کی طرف چمکتے ہوئے چہروں اور خوشی سے بھرے ہوئے دلوں سے دیکھ رہے تھے۔

ثُمَّ عَادَ، فَنَزَلَ فِي مَطَارٍ وَاسِعَةٍ أَرْجَاؤُهُ مَبْسُوطَةٍ أَرْضُهُ،
پھر وہ واپس آیا اور وہ ہوائی جہاز کے پڑاو میں اُترا، جس کے اطراف وسیع تھے اور جس کی زمین پھیلی ہوئی تھی ۔
فَهَنَّأَهُ الْحَاضِرُونَ بِنَجَاحِهِ الْبَاهِرِ، وَمَهَارَتِهِ الْفَائِقَةِ.
جو لوگ وہاں موجود تھے اُنہوں نے اُس کی کُھلی ہوئی کامیابی اور اُس کی بڑی مہارت پر اُسے مبارکباد دی۔

سبق ۱۰

مضاف اور مضاف الیہ

رَسَمْتُ صُورَةَ الْمَلِكِ
میں نے بادشاہ کی تصویر بنا دی

رَسَمْتُ صُورَةَ سَبُعٍ
میں نے درندے کی تصویر بنا دی

الف	ب
(۱) حَضَرَ مُعَلِّمٌ معلم حاضر ہوا	(۱) حَضَرَ مُعَلِّمُ الْحِسَابِ حساب کا معلم حاضر ہوا
(۲) رَسَمْتُ زَهْرَةً میں نے کلی کی تصویر بنا دی	(۲) رَسَمْتُ زَهْرَةَ الْوَرْدِ میں نے گلاب کی کلی کی تصویر بنا دی
(۳) مَشَيْتُ فِي شَارِعٍ میں راستے میں چلا	(۳) مَشَيْتُ فِي شَارِعِ الدِّهْلِي میں دہلی کے راستے میں چلا
(۴) حَضَرَ طَبِيبَانِ طبیب حاضر ہوئے	(۴) حَضَرَ طَبِيبَا الْمَرِيضِ بیمار کے دو طبیب حاضر ہوئے
(۵) رَبِحَ زَارِعُونَ کھیتی کرنے والوں نے فائدہ اُٹھایا	(۵) رَبِحَ زَارِعُو الْقُطْنِ روئی بونے والوں نے فائدہ اُٹھایا

جب تم "رَسَمْتُ صُورَةً" (میں نے ایک تصویر بنا دی) کہہ کر چپ ہو جاؤ،

تو تم یہ نہیں بتاتے کہ کس کی تصویر بنا رہی . لیکن جب یہ کہو کہ: "رَسَمْتُ صُورَۃَ الْمَلِكِ" تو تم نے کسی خاص، یا معیّن چیز کا ذکر کیا اور اُس کی طرف تصویر کو نسبت دے دی . جب تم نے یہ کہا کہ: "رَسَمْتُ صُورَۃَ سَبُعٍ" تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ تم نے کسی درندے کی تصویر بنا ری ہے. اس طرح تم نے اپنے اِن قولوں سے تصویر کو کسی بادشاہ، یا درندے کی طرف نسبت دی، یا مضاف کیا؛ جس کا یہ مطلب ہے کہ تمہارا منسوب الیہ، یا مضاف الیہ کوری بادشاہ یا درندہ ہے . اب اس کو یوں کہا جاوے گا کہ تصویر مضاف ہے اور بادشاہ، یا درندہ مضاف الیہ ہے .

(۱) الف کی مثالوں میں صرف اِسم ہی مذکور کئے ہیں؛ مثلاً: کہا گیا ہے کہ حَضَرَ الْمُعَلِّمُ . یہ نہیں بتلایا گیا کہ کس بات کا مُعَلِّم، عربی کا، یا انگریزی کا؟ ب کی مثالوں میں اسم کا مضاف الیہ بھی بتلایا گیا ہے؛ مثلاً: حَضَرَ مُعَلِّمُ الْحِسَابِ، یعنی حساب کا معلم .

(۲) پہلی تین مثالوں میں مضاف پر تنوین تھی اُسے اُڑا دیا گیا ہے . چوتھی مثال میں تثنیہ اسم کو مضاف بنانے کے وقت اس کا نون حذف کر دیا گیا ہے، اسی طرح پانچویں مثال میں جمع کا نون بھی نکال پھینکا ہے .

(۳) دوسری بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ اگرچہ مضاف اِسم مرفوع، مفتوح اور مجرور ہے، مگر جو اسم مضاف الیہ ہے، اُس کے آخری حرف پر کسرہ (زیر) ہی ہے . اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (۱) ایک اسم دوسرے اسم سے اس طرح منسوب، یا مضاف ہو سکتا ہے کہ پہلے اسم کی تعیین، یا تخصیص ہو جاوے . ان میں سے پہلا اسم (جو منسوب، یا مضاف کیا جاوے) مضاف کہلاتا ہے، اور دوسرا اسم، جو منسوب، یا مضاف ہو،

وہ مضاف الیہ کہلاتا ہے۔

(۲) مضاف کی تنوین گرجاتی ہے، اور اسی طرح تثنیہ، یا جمع، یا جمع مذکر سالم کا (جس کا بیان آگے آوے گا) نون بھی حذف ہوجاتا ہے۔

(۳) مضاف اسم پر اُس کے فاعل کے لحاظ سے فتحہ، کسرہ، ضمّہ سب آسکتے ہیں، مگر مضاف الیہ کے آخری حرف پر ہمیشہ زیر ہی آتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مضاف اور مضاف الیہ الگ الگ بتلاؤ:

(۱) وادِي السِّنْدِ خَصِيبٌ
دریائے سندھ کی وادی زرخیز ہے

(۲) دَرَّاجَةُ خَالِدٍ سَرِيعَةٌ
خالد کی بائیسکل تیز ہے۔

(۳) حَضَرَ لَاعِبُو الْكُرَةِ
گیند کھیلنے والے حاضر ہوگئے

(۴) رَبَّيْتُ دُودَةَ الْقَزِّ
میں نے ریشم کے کیڑے پالے

(۵) سَأَلْتُ مِنْ طَالِبِي الْعِلْمِ سُؤَالَاتٍ
میں نے طالب علموں سے سوالات پوچھے۔

(۶) وَضَعَ السَّجَّانُ الْحَدِيدَ فِي رِجْلَيِ الْمُجْرِمِ
جیلر نے مجرم کے پیروں میں بیڑیاں ڈالیں۔

(۷) مُدِيرُو الْمَحْكَمَاتِ يُمَثِّلُونَ الْحُكُومَةَ
محکموں کے افسران حکومت کرتے ہیں۔

(۸) أَنْقَذَ الرِّجَالُ سَاكِنِي الْمَنْزِلِ
لوگوں نے گھر کے رہنے والوں کو چھڑایا۔

سبق ۱۱

زمانے کے لحاظ سے فعل کی قسمیں

ماضی، مضارع، امر اور نہی

---

(۱) وَقَفَ الْوَلَدُ

لڑکا کھڑا ہوا

(۲) جَلَسَتْ فَاطِمَةُ

فاطمہ بیٹھی

(۳) كَتَبُوا الْأَطْفَالُ

لڑکوں نے لکھا

(۴) يَأْكُلُ حَامِدٌ

حامد کھاتا ہے (کھائے گا)

(۵) نَلْعَبُ الْكُرَةَ

ہم گیند کھیلتے ہیں (کھیلیں گے)

(۶) تَكْتُبُ مَحْمُودَةُ

محمودہ لکھتی ہے (لکھے گی)

(۷) اِجْلِسْ عَلَى الْكُرْسِيِّ

کرسی پر بیٹھ

(۸) اُنْظُرْ اِلَى الْكِتَابِ

کتاب کی طرف دیکھ

(۹) لَا تَشْرَبْ هٰذَا الْمَاءَ

اس پانی کو نہ پی

(۱۰) لَا تَذْهَبْ هُنَا

وہاں نہ جا

---

(۱) اوپر کے جملوں میں سے پہلے تین میں وَقَفَ، جَلَسَتْ اور كَتَبُوا ایسے فعل ہیں جو گزرے ہوئے وقت، یا زمانے میں کیے گئے، یا ہو رہے ہیں، ایسے فعل کو فِعل ماضی کہتے ہیں۔

(۲) مثال ۴، ۵، ۶ میں يَأْكُلُ، نَلْعَبُ، تَكْتُبُ ایسے فعل ہیں، جو اس وقت میں کیے جا رہے ہیں جب اُن کا ذکر ہو رہا ہے، یا

اُس وقت کے بعد آئندہ وقت میں کیے جائیں گے۔ ایسے فعل کو فعل مضارع کہتے ہیں۔

یہ یاد رکھو کہ مضارع کا پہلا حرف الف، ت، ی، ن میں سے کوئی ایک ضرور ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کو حُروفُ المضارع کہتے ہیں۔

(۳) مثال ۷، ۸ میں اِجْلِسْ، اُنْظُرْ سے تم کسی کو، جو تمھارے سامنے موجود ہے، بیٹھنے اور دیکھنے کا حکم دے رہے ہو۔ ایسے فعل کو فعل امر کہتے ہیں۔

(۴) مثال ۹، ۱۰ میں لا تَشْرَبْ اور لا تَذْهَبْ کہہ کر تم نے سُننے والے کو پینے اور جانے کے کام سے روکا ہے۔ یہ بھی حکم ہے؛ مگر کام کرنے سے منع کرتا یا روکتا ہے۔ ایسے اَمر کو امرِ اِمْتِنَاعِیّ یا نَھْي کہتے ہیں۔

ذرا سے غور سے معلوم ہوگا کہ امر اور نھي دونوں کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے۔ تم یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ نھي کی صورت صرف یہ ہے کہ مضارع کے شروع میں حرف لا لگا دیا گیا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: زمانے کے لحاظ سے فعل تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) فعل ماضی: وہ فعل ہے جس سے کسی کام کا گزرے ہوئے زمانے یا وقت (ماضی) میں کرنا یا ہونا معلوم ہو۔

(۲) فعل مُضارع: وہ فعل ہے جس کا کرنا یا ہونا بات کرنے کے وقت (حال) میں یا اس کے بعد کے وقت (مستقبل) میں پایا جائے۔

(۳) فعل امر: وہ فعل ہے جس سے کسی کو آئندہ وقت میں کوئی کام کرنے کا حکم دیا جائے۔

(۴) فعل نھي، یا امر امتناعیّ: وہ فعل (امر) جس سے کسی کو

کسی کام کے کرنے سے روکا جارہے۔

(۵) فعل امر اور فعل نھي کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے؛ اور نھي مضارع کے شروع میں لا لگانے سے بنتا ہے۔

اس سبق کے بعد اِن سب فعلوں کی پوری پوری گردانیں دی جاتی ہیں، اُنھیں غور سے پڑھو۔

مشق

نیچے کے جملوں میں ماضی، مضارع، امر اور نہی کے افعال الگ الگ بتاؤ۔

۱۔ رَجَعَ مُوسىٰ إِلىٰ قَومِهٖ	موسیٰ اپنی قوم کی طرف لوٹا
۲۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ	ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
۳۔ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالعَدْلِ	اللہ عدل کا حکم دیتا ہے
۴۔ أَعُوذُ بِكَ	مَیں تیرے پاس پناہ لیتا ہوں
۵۔ لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ	ان (دونوں) سے اُف نہ کہہ
۶۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ	تم کیوں کہتے ہو وہ جو تم نہیں کرتے ہو؟
۷۔ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا	میں نے گیارہ ستارے دیکھے
۸۔ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ	یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا

گردانیں

(۱) فعل ماضی

کَتَبَ کی گردان

غائب	مذکّر	واحد	کَتَبَ	اُس (ایک مرد) نے لکھا	
		تثنیہ	کَتَبَا	اُن (دو مردوں) نے لکھا	
		جمع	کَتَبُوا	اُن (سب مردوں) نے لکھا	
	مؤنث	و	کَتَبَتْ	اُس (ایک عورت) نے لکھا	فَعَلَتْ
		ت	کَتَبَتَا	اُن (دو عورتوں) نے لکھا	فَعَلَتَا
		ج	کَتَبْنَ	اُن (سب عورتوں) نے لکھا	فَعَلْنَ
حاضر	مذکّر	و	کَتَبْتَ	تو (ایک مرد) نے لکھا	فَعَلْتَ
		ت	کَتَبْتُمَا	تم (دو مردوں) نے لکھا	فَعَلْتُمَا
		ج	کَتَبْتُمْ	تم (سب مردوں) نے لکھا	فَعَلْتُمْ
	مؤنث	و	کَتَبْتِ	تو (ایک عورت) نے لکھا	فَعَلْتِ
		ت	کَتَبْتُمَا	تم (دو عورتوں) نے لکھا	فَعَلْتُمَا
		ج	کَتَبْتُنَّ	تم (سب عورتوں) نے لکھا	فَعَلْتُنَّ
متکلم	مذکّر اور مؤنث	و	کَتَبْتُ	مَیں (ایک مرد یا عورت) نے لکھا	فَعَلْتُ
		ت ج	کَتَبْنَا	ہم (دو مردوں یا عورتوں ۔ یا ۔ سب مردوں یا عورتوں) نے لکھا	فَعَلْنَا

اوپر کی گردان کو غور سے پڑھو گے تو معلوم ہوگا کہ:

(۱) پوری گردان کے تین بڑے ٹکڑے ہیں : غائب ، حاضر اور متکلم ۔
غائب وہ ہے جو بات کرتے وقت موجود نہیں ہے غائب ہے، مگر اُسی کے بارے میں بات کی جارہی ہے ۔

حاضر وہ ہے جس سے بات کرنے والا بات کر رہا ہے اور وہ موجود ہے ۔
مُتکلّم وہ ہے، جو بات کر رہا ہے ۔

(۲) اِن تینوں میں پھر ہر ایک کی دو دو صورتیں ہیں : مذکّر اور مؤنث؛ کیوں کہ ہر شخص یا تو مذکّر ہوگا یا مؤنث ۔ پھر یہ شخصیت بھی ایک ہوگی یا دو ، یا زیادہ ، جسے تُم واحد، تثنیہ اور جمع کہتے ہو ۔

(۳) لفظ کَتَبَ کے آخر میں کچھ حروف بڑھانے اور حرکات کے بدلنے سے صورت بدلتی جاتی ہے، اور ہر ایک کے معنی بھی بدلتے جاتے ہیں ۔

(۴) حاضر میں تثنیہ کی صورت مذکّر اور مؤنث دونوں کے لیے ایک سی ہے ۔

(۵) غائب کی پوری چھ صورتیں ہیں، مگر حاضر کی صرف پانچ اور متکلم کی صرف دو، اس طرح بجائے اٹھارہ کے صرف تیرہ صورتوں سے کام لیا جاتا ہے ۔

اِن صورتوں میں سے ہر ایک کو صِیغَہ کہتے ہیں ۔

بس بالکل یہی چودہ صیغے مضارع میں بھی ہوتے ہیں ، اور یہی امر اور نہی میں ۔ اب مضارع کی گردان کا سمجھ لینا دشوار نہیں رہا ۔

(۲) فِعل مضارع

یَذْھَبُ کی گردان :

غائب	مذکر	و	یَذْھَبُ	وہ (ایک) مرد جاتا ہے یا جاوے گا
		ت	یَذْھَبَانِ	وہ (دو) مرد جاتے ہیں یا جاویں گے
		ج	یَذْھَبُوْنَ	وہ (سب) مرد 〃 〃
	مؤنث	و	تَذْھَبُ	وہ (ایک) عورت جاتی ہے یا جاوے گی
		ت	تَذْھَبَانِ	وہ (دو) عورتیں جاتی ہیں یا جاویں گی
		ج	یَذْھَبْنَ	وہ (سب) 〃 〃 〃
حاضر	مذکر	و	تَذْھَبُ	تو (ایک مرد) جاتا ہے یا جاوے گا
		ت	تَذْھَبَانِ	تم (دو مرد) جاتے ہو یا جاروگے
		ج	تَذْھَبُوْنَ	تم (سب مرد) 〃 〃 〃
	مؤنث	و	تَذْھَبِیْنَ	تو (ایک عورت) جاتی ہے یا جاوے گی
		ت	تَذْھَبَانِ	تم (دو عورتیں) جاتی ہو یا جاروگی
		ج	تَذْھَبْنَ	تم (سب عورتیں) 〃 〃 〃
متکلم	مذکر اور مؤنث	و	اَذْھَبُ	میں (ایک مرد یا ایک عورت) جاتا، جاتی ہوں۔ جاوں گا۔ جاروں گی
		ت ج	نَذْھَبُ	ہم (دو مرد یا عورت، سب مرد یا عورت) جاتے ہیں۔ جاویں گے

دیکھو جیسے کَتَبَ میں ہُوا تھا ویسے ہی یہاں بھی ہُوا ہے کہ پہلے صیغے یَذْھَبُ کے بعد کچھ حروف بڑھانے سے صیغے اور معنی بدلتے چلے گئے !

تم دیکھ رہے ہو کہ کَتَبَ میں دوسرا حرف ت ہے اور یَذْھَبُ میں دوسرا اصلی حرف ذ ہے (کیوں کہ ی تو حرف مضارع ہے، اسے الگ کردو) ۔ دونوں میں

دوسرا حرف مفتوح ہے۔ اب یہ یاد رکھو کہ یہ ضروری بات نہیں ہے کہ ہر ماضی اور مضارع کا دوسرا حرف مفتوح ہی ہو۔ یہ مکسور اور مضموم بھی ہوسکتا ہے؛ مثلاً، فَرِحَ، کَبُرَ بھی ماضی ہیں، اور یَشْرِبُ اور یَنْصُرُ بھی مضارع ہیں، مگر اس سے گردان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ماضی فَرِحَ کی گردان یوں ہوگی:

فَرِحَ، فَرِحَا، فَرِحُوا۔ فَرِحَتْ، فَرِحَتَا، فَرِحْنَ۔ فَرِحْتَ ۔۔۔۔۔۔۔

اور کَبُرَ کی:

کَبُرَ، کَبُرَا، کَبُرُوا۔ کَبُرَتْ، کَبُرَتَا، کَبُرْنَ۔ کَبُرْتَ، کَبُرْتُمَا ۔۔۔۔۔۔

اسی طرح مضارع یَشْرِبُ کی گردان میں:

یَشْرَبُ، یَشْرَبَانِ، یَشْرَبُونَ۔ تَشْرَبُ ۔۔۔۔۔ کہیں گے، اور یَنْصُرُ میں:

یَنْصُرُ، یَنْصُرَانِ، یَنْصُرُونَ۔ تَنْصُرُ، تَنْصُرَانِ ۔۔۔۔ تَنْصُرُ کہیں گے۔

اب فعل امر کی گردان دیکھو:

(۳) فعل امر

اُکْتُبْ کی گردان

			اُکْتُبْ	تو (ایک مرد) لکھ
حاضر	مذکر	و	اُکْتُبْ	تو (ایک مرد) لکھ
		ت	اُکْتُبَا	تم (دو مرد) لکھو
		ج	اُکْتُبُوا	تم (سب مرد) لکھو
	مؤنث	و	اُکْتُبِی	تو (ایک عورت) لکھ
		ت	اُکْتُبَا	تم (دو عورتو) لکھو
		ج	اُکْتُبْنَ	تم (سب عورتو) لکھو

تم نے دیکھا کہ امر کی گردان میں صرف حاضر ہی کے صیغے ہیں۔ غائب اور

متکلم اس لیے نہیں ہیں کہ امر حکم ہوتا ہے، اور حکم صرف حاضر شخص، یا اشخاص ہی کو دیا جاتا ہے۔ یوں اس کی گردان اتنی چھوٹی سی ہو جاتی ہے۔

البتہ غائب اور متکلم کے امر کی صورت میں یوں حکم دیا جاسکتا ہے کہ "چاہیے کہ وہ کرے یا کریں" اور "چاہیے کہ میں کروں یا ہم کریں"۔ اس غرض کے لیے عربی میں امر بنانا اور بھی آسان ہے۔ وہ یوں کہ مضارع کے غائب اور متکلم کے صیغے لے لو، اور غائب کے چھٹے صیغے (جمع مؤنث) کے آخر کا نون رہنے دو، باقی سب نون گرادو؛ اور حرف مضارع سے پہلے ل لگا دو۔ امر اُكْتُبْ کی گردان یوں ہو جائے گی:

غائب میں: لِيَكْتُبْ۔ لِيَكْتُبَا۔ لِيَكْتُبُوا۔ لِتَكْتُبْ لِتَكْتُبَا لِيَكْتُبْنَ

متکلم میں: لِأَكْتُبْ لِنَكْتُبْ۔

امر کی طرح نهي کی گردان میں بھی چھ ہی صیغے ہوتے ہیں۔

(۴) نهي

لَا تَكْتُبْ کی گردان:

حاضر	مذکر	و	لَا تَكْتُبْ	تو (ایک مرد) نہ لکھ
		ت	لَا تَكْتُبَا	تم (دو مرد) نہ لکھو
		ج	لَا تَكْتُبُوا	تم (سب مرد) نہ لکھو
	مؤنث	و	لَا تَكْتُبِي	تو (ایک عورت) نہ لکھ
		ت	لَا تَكْتُبَا	تم (دو عورتو) نہ لکھو
		ج	لَا تَكْتُبْنَ	تم (سب عورتو) نہ لکھو

اب تم خود ہی کہہ اٹھو گے کہ غائب اور متکلم کے لیے نهي بنانا بالکل آسان ہے۔ امر کی طرح وہ بھی ہو جاتا ہے۔ اوپر حاضر ہی کی گردان میں کیا ہوا ہے؟

یہی کہ مضارع کے پہلے لا ہے، آخری حرف ساکن ہے، اور چھٹے (جمع مؤنث) کا نون باقی ہے، باقی سب گر گئے ہیں۔

ان چاروں گردانوں میں ایک اور آسانی اور خوبی تم یہ دیکھو گے کہ بعض صیغے دو دو صورتوں میں ایک ہی ہیں؛ جیسے ماضی میں کَتَبَتَا، مضارع میں تَذْهَبُ اور تَذْهَبَانِ۔

مشق

نیچے لکھے ہوئے ماضی، مضارع، امر اور نہی کی پوری گردانیں کرو:

(۱) ماضی: صَبَرَ، ذَهَبَ، عَرَضَ

سَمِعَ، حَسِبَ، عَمِلَ

كَثُرَ، حَسُنَ، ثَقُلَ

(۲) مضارع: يَرْحَلُ، يَشْرَبُ، يَنْصُرُ

يَكْسِرُ، يَطْبَعُ، يَشْرُقُ

يَسبِكُ، يَدْخُلُ، يَطْرَبُ

(۳) امر: اِعْمَلْ، اِشْرَبْ، اُنْصُرْ، اِضْرِبْ

اُقْتُلْ، اِصْبِرْ

(۴) اوپر کے مضارعوں سے نہی کے صیغے بنا دو۔

سبق ۱۲
فاعِلٌ

(۱) جَلَسَ الْوَلَدُ
لڑکا بیٹھا

(۲) ظَهَرَ الْقَمَرُ
چاند ظاہر ہوگیا

(۳) يَسِيرُ الْقِطَارُ
ریل (چلی) جارہی ہے

(۴) يَطِيرُ الْعُصْفُورُ
چڑیا اُڑ رہی ہے

اوپر کے جملوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ:

(۱) ان میں سے ہر جملے میں دو دو کلمے ہیں، جن میں سے پہلا فعل ہے اور دوسرا اِسْم۔

(۲) یہ اسماء اُس شخص، یا چیز کو بتلاتے ہیں، جس نے وہ کام کیا ہے؛ جیسے: پہلے جملے میں بیٹھنے کا فعل وَلَدٌ (لڑکے) نے کیا، اور چوتھے میں اُڑنے کا فعل عُصْفُور (چڑیا) نے کیا۔ اسی طرح باقی جملوں کا خیال کرلو۔ بیٹھنے والا، ظاہر ہونے والا، جانے والا، اُڑنے والا فاعل کہلائے گا، کیوں کہ وہی کام کرنے والا ہے۔

(۳) جو اسماء کسی کام کے کرنے والے (فاعل) کو بتاتے ہیں وہ مَرْفُوع ہیں؛ یعنی یہ کہ اُن کی فاعلی حالت کی وجہ سے اُن کے آخری حرف پر پیش بولا جاتا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ ۵: فاعل وہ اسم ہے، جو فعل کے بعد آکر اُس شخص، یا چیز کو

بتاتا ہے، جس نے وہ کام کیا ہے. فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے ۔

مشق

نیچے کے جملوں میں فاعل بتا دو۔

۱۔ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ — اُترتے ہیں فرشتے

۲۔ قَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا — انسان نے کہا اسے کیا ہوگیا

۳۔ جَاءَتْ سَيَّارَةٌ — قافلہ آیا

۴۔ أَتَىٰ أَمْرُ اللّٰهِ — اللہ کا حکم آیا

۵۔ يَوْمَ يَصْدُرُ النَّاسُ — جس دن لوگ نکلیں گے

۶۔ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ — رحمان نے اسے حکم دیا

۷۔ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ — کمینے لوگ کہیں گے

۸۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ — اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا

۹۔ عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ — آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی

۱۰۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ — ثمود نے جھٹلایا

۱۱۔ إِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
جب ابراہیم گھر کی بنیاد کی دیواریں اُٹھاتا تھا ۔

۱۲۔ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ — کتاب والوں میں سے بہتوں نے چاہا

۱۳۔ لَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ — یہودی تجھ سے ہرگز خوش نہ ہوں گے

۱۴۔ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ — اُسے اونگھ نہیں آتی

سبق ۱۳

فعل مجہول اور نائب فاعل

الف ـــــــــــــــ

(۱) سَمِعَ الْخَادِمُ الْجَرَسَ ـــــ سُمِعَ الْجَرَسُ

نوکر نے گھنٹے (کی آواز) کو سُنا ـــــ گھنٹے (کی آواز) سُنی گئی

(۲) فَتَحَ الْبَوَّابُ الْبَابَ ـــــ فُتِحَ الْبَابُ

دربان نے دروازہ کھولا ـــــ دروازہ کھولا گیا

(۳) دَخَلَ الزَّائِرُ الْحُجْرَةَ ـــــ دُخِلَتِ الْحُجْرَةُ

آنے والا کوٹھری میں داخل ہوا ـــــ کوٹھری میں داخل ہو گیا

ب ـــــــــــــــ

(۱) يَشْرَبُ الرَّجُلُ الْمَاءَ ـــــ يُشْرَبُ الْمَاءُ

آدمی پانی پیے گا ـــــ پانی پیا جاوے گا

(۲) يُكْرِمُ أَبِي الضُّيُوفَ ـــــ يُكْرَمُ الضُّيُوفُ

میرا باپ مہمانوں کی عزّت کرے گا ـــــ مہمانوں کی عزّت کی جاتی ہے

(۳) يَأْكُلُ الْأَوْلَادُ الْفَاكِهَةَ ـــــ تُؤْكَلُ الْفَاكِهَةُ

لڑکے میوہ کھاتے ہیں ـــــ میوہ کھایا جاتا ہے

یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ فاعِل وہ اِسم ہے، جس کا ذکر فعل کے بعد ہو اور جو کسی کام کے کرنے والے پر دلالت کرے۔ اب اوپر کی مثالیں دیکھو۔

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں تین تین جملے ہیں اور ہر جملہ فعل ماضی مجہول فاعل اور مفعول بہٖ سے مرکب ہے۔ ان ہی جملوں کے سامنے ان کے ہم معنی جملے ہیں، جن کا فاعل محذوف ہے۔ اس سے فعل ماضی کی صورت میں تغیّر پیدا ہوگیا ہے؛ یعنی بجائے فعل ماضی معروف کے ماضی مجہول لایا گیا ہے۔ صرف یہ ہی نہیں، بلکہ مفعول بہٖ کے آخری حرف میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے؛ یعنی اُس پر نہ صرف پیش ہی ہوگیا ہے، بلکہ فاعل محذوف کا قائم بن گیا ہے۔ اس حالت میں فعل ماضی کو ''مجہول'' کہتے ہیں اور جو مفعول کہ فاعل کا قائم مقام ہے اُسے ''نائب فاعل''۔

(۲) ب کے نیچے بھی جو مثالیں ہیں اُن میں بھی تین تین جملے ہیں، جو فعل مضارع فاعل اور مفعول بہٖ سے مل کر بنے ہیں۔ اُن ہی کے سامنے تین جملے ہیں، جن سے فاعل محذوف ہے۔ اس سے مضارع معروف کی جگہ مضارع مجہول لانا پڑا ہے اور جو مفعول کہ فاعل کا قائم مقام ہے وہ نائب فاعل ہے۔

(۳) الف کے نیچے تیسرے جملے میں جو واحد مؤنث اسم حُجْرَۃٌ آیا ہے، وہ نائب فاعل ہوگیا، تو اس کے ساتھ ہی فعل ماضی کا صیغہ بھی مؤنث کا ہوگیا۔ اسی طرح ب کے نیچے کی تیسری مثال میں فاکِہَۃٌ نائب فاعل ہوگیا، تو اس کے لیے بھی مؤنث لانا پڑا، کیوں کہ فاکِہَۃٌ مؤنث ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: جب فاعل محذوف کر دیا جاتا ہے، تو نائب فاعل قائم مقام ہو جاتا ہے۔ اگر نائب فاعل کے ساتھ فعل مجہول ہو، تو فعل ماضی معروف کی جگہ ماضی مجہول لایا جاتا ہے، اور مضارع معروف کی جگہ ماضی مجہول۔ فاعل کی طرح اگر نائب فاعل مؤنث ہو تو فعل بھی مؤنث آتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں فعل مجہول اور اُن کے نائب فاعل بتلادو:

(۱) اُخْتُرِعَتِ الْمِظَلَّةُ
چھتری کی ایجاد کی گئی

(۲) تُؤكَلُ الْفَاكِهَةُ إِذَا نَضِجَتْ
پھل (اُس وقت) کھایا جاتا ہے جب پک جاتا ہے

(۳) فُهِمَتِ الْمَسْأَلَةُ
سوال سمجھا گیا

(۴) لَمْ يُهْزَمِ الْعَدُوُّ الْجَيْشَ
دشمن نے لشکر کو نہیں ہرایا

(۵) اُعْتُقِلَ الْجَانِي
مجرم کو باندھا گیا

(۶) لَا يُسْتَشَارُ الْأَحْمَقُ
احمق سے مشورہ نہیں لیا جاتا

(۷) لَا يُنَالُ الْمَجْدُ بِغَيْرِ تَعَبٍ
بغیر تکلیف اُٹھائے بڑائی نہیں حاصل کی جاتی۔

(۸) تُلْبَسُ الْمَعَاطِفُ فِي الشِّتَاءِ
سردی میں کوٹ پہنے جاتے ہیں

نیچے کی عبارت میں نائب فاعل اور اُن کے افعال بتلادو۔

يُزْرَعُ قَصَبُ السُّكَّرِ فِي الْهِنْدِ، طَرِيقَةُ زَرْعِهِ أَنْ
ہندوستان میں گنّا بویا جاتا ہے۔ اُس کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ

تُحْرَثَ الْأَرْضُ جَيِّدًا؛ ثُمَّ تُخَطَّطُ خُطُوطًا طَوِيلَةً، ثُمَّ
زمین میں خوب ہل چلایا جاتا ہے؛ پھر لمبی لمبی نالیاں بنادی جاتی ہیں، پھر

تُدْفَنَ كُعُوبُ الْقَصَبِ فِي بَاطِنِ الْخُطُوطِ، وَتُرْوَى بِالْمَاءِ
گنّے کے ٹکڑے نالیوں کے اندر دفن کردیے جاتے ہیں اور اُس کے بعد پانی سے بھگو دیا جاتا ہے۔

بَعْدَ ذٰلِكَ، وَقَدْ يُدْفَنُ الْعُودُ كُلُّهُ فِي الْخَطِّ بَعْدَ أَنْ
گنّے کی لکڑی ساری کی ساری نالی میں دفن کردی جاتی ہے بعد اس کے

يُنْزَعَ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْوَرَقِ ۔
کہ اس کے اوپر سے تمام چھلکا اُتار لیا جاتا ہے۔

اس سبق میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کا ذکر ہوا ہے۔ ماضی مجہول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اُس کے پہلے حرف پر پیش اور دوسرے کے نیچے زیر ہوتا ہے، تیسرے حرف پر زبر ہی رہ جاتا ہے۔ فَعَلَ، سَمِعَ، کَرَّمَ، سب ماضی معروف ہیں۔ ان سے فُعِلَ، سُمِعَ، کُرِّمَ ماضی مجہول ہوجائیں گے۔ ماضی مجہول کی گردان بھی بالکل ویسے ہی ہوتی ہے، جیسے ماضی معروف کی۔

مضارع مجہول میں علامت مضارع (یعنی ی، ت، الف، نون) پر پیش آتا ہے اور آخری سے پہلے حرف پر زبر آتا ہے۔ آخری حرف کا اعراب عامل کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ یَفْعَلُ، یَشْرِبُ، یَنْصُرُ، یَمْتَحِنُ سب مضارع معروف ہیں اور ان کے مضارع مجہول کی صورتیں یُفْعَلُ، یُشْرَبُ، یُنْصَرُ اور یُمْتَحَنُ ہوجائیں گی۔ مضارع مجہول کی بھی گردان ویسے ہی ہوتی ہے، جیسے مضارع معروف کی۔

مشق

نیچے کی ماضی معروف سے ماضی مجہول بناؤ اور پوری گردان کرجاؤ:

ضَرَّبَ، شَرُفَ، اَبْصَرَ، فَتَحَ، سَمِعَ، غَسَلَ، اِسْتَکْرَمَ۔

نیچے کے مضارع معروف سے مضارع مجہول بناکر پوری گردان کرجاؤ:

یَفْتَحُ، یُسْلِمُ، یَصْرِفُ، یَجْتَمِعُ، یَلْعَبُ، یَتَکَلَّفُ، یَحْضُرُ۔

سبق ۱۴
مَفعول بِہٖ

(۱) يَقْطَعُ الْبُسْتَانِيُّ الْغُصْنَ
مالی ٹہنی کاٹ رہا ہے

(۲) صَادَ الثَّعْلَبُ دَجَاجَةً
لومڑی نے مُرغی کا شکار کیا

(۳) قَذَفَ اللَّاعِبُ الْكُرَةَ
کھیلنے والے نے گیند پھینکی

(۴) يَشُمُّ الْوَلَدُ الْوَرْدَةَ
لڑکا گلاب سونگھ رہا ہے

اوپر کے جُملوں پر غور کرنے سے یہ باتیں معلوم ہوں گی:

(۱) ان میں سے ہر ایک جُملے میں تین تین کلمے ہیں؛ پہلا کلمہ فعل ہے، دوسرا فاعل ہے، اور تیسرا اُس شخص، یا چیز کا نام (اِسم) ہے، جس پر اُس کام کا اثر پہنچا ہے۔

پہلی مثال میں يَقْطَعُ (کاٹتا ہے) فعل ہے، اَلْبُستانی (مالی) فاعل ہے اور اَلْغُصْنُ (ٹہنی) وہ چیز ہے، جس پر فعل کا اثر پڑا۔ اس (تیسرے) کو مَفْعُول بِہٖ کہتے ہیں۔

اسی طرح اور مثالوں کو سمجھ لو۔

(۲) ایک اور بات دیکھو کہ ان میں سے ہر ایک مَفْعُول بِہٖ منصوب ہے۔ چنانچہ اوپر کی مثالوں میں اَلْغُصْنَ (ٹہنی) دَجَاجَةً (مُرغی) اَلْكُرَةَ (گیند) اَلوَرْدَةَ (گلاب) سب منصوب ہیں۔

چوں کہ فاعل اور مفعول بہ دونوں ہی اِسم ہوتے ہیں؛ اس لیے تم اُن دونوں کے فرق کو یوں سمجھو کہ:

مفعول بِہٖ	فاعِل
(۱) مفعول بھی اسم ہوتا ہے	(۱) فاعل اِسم ہوتا ہے
(۲) مفعول وہ ہے جس پر فعل کا اثر پہنچا ہو	(۲) فاعل وہ ہے جس نے فعل کیا ہو
(۳) مفعول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے	(۳) فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: جس اِسم پر کسی فعل کا اثر پڑے، وہ مَفْعُول بِہٖ کہلاتا ہے۔ مَفْعُول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

مشق

نیچے کے جُملوں میں مفعول بہ بتا دو۔

۱۔ بَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا	اللہ نے ایک کوّا بھیجا
۲۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا	اللہ نے ایک مثل بیان کی
۳۔ عَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فرعون نے رسول کی نافرمانی کی
۴۔ نَادٰی نُوْحٌ رَبَّہٗ	نوح نے اپنے رب کو پکارا
۵۔ تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا	لڑائی اپنے بوجھ رکھ دیتی ہے
۶۔ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ	اللہ نے اپنے بندوں کے لیے روزی بڑھادی۔
۷۔ اِتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا	اللہ نے ابراہیم کو دوست بنایا
۸۔ وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ	سلیمان وارث ہوا داؤد کا

سبق ۱۵

مفعول مطلق

الف

ضَرَبْتُہ ضَرْبًا — میں نے اُسے مار ماری

سَارَ سَیْرًا — وہ چال چلا

لَعِبْتَ لَعْبًا — تو کھیل کھیلا

ب

نَامَ الطِّفْلُ نَوْمًا طَوِیْلًا — بچہ لمبی نیند سویا

سَافَرْنَا سَفَرًا سَعِیْدًا — ہم نے مبارک سفر کیا

اَنْعِمْ اِنْعَامَ الْکَرِیْمِ — بزرگوں کا سا انعام دے۔

ج

جَلَسْتَ مَعَہُ جَلْسَۃً — تو اس کے پاس ایک دفعہ بیٹھا

وَقَفْتُ ھُنَا وَقْفَتَیْنِ — میں وہاں دو دفعہ ٹھیرا

د

شُکْرًا لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ — اللہ کے احسان پر اُس کا شکر ہے

صِدْقًا فِیْ حَدِیْثِکَ — اپنی بات میں سچ بول

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں ضَرْبٌ، لَعِبٌ، سَیرٌ کے لفظ دو دو دفعہ، شروع اور آخر میں، آرہے ہیں۔ ایک لفظ کو دو مرتبہ لانے سے جملے میں تاکید کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں؛ مثلاً پہلے جملے کے یہ معنی ہوئے کہ میں نے اُسے بہت مارا۔ یہی حال باقی دو اور جملوں کا ہے۔

(۲) ب کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں بھی تین کلمے ایسے ہیں، جو جملے کے فعل کے مشابہ ہیں۔ ان میں دوسرا کلمہ پہلے کلمے سے مل کر فعل کی نوعیت بتلاتا ہے۔ اگر ہم صرف اتنا کہتے کہ نامَ الطِّفلُ تو اُس سے سونے کی نوعیت نہ معلوم ہوتی۔ جب ہم نے کہا کہ نَوماً طَوِیلاً تو معلوم ہوا کہ بچّہ تھوڑا سویا، یا بہت۔ یہی حال باقی اور مثالوں کا ہے۔

(۳) ج کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں جَلْسَۃً اور وَقْفَتَیْنِ آرہے ہیں معنی اور الفاظ کے لحاظ سے یہ دونوں اُس فعل کے مشابہ ہیں، جو جملے میں پہلے آیا ہے۔ یہ عدد پر دلالت کرتے ہیں؛ چنانچہ جَلْسَۃً سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک مرتبہ بیٹھا اور وَقْفَتَیْنِ سے یہ مطلب ہوا کہ دو مرتبہ ٹھیرا۔

اب غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اس طرح جو اسمار دو دو دفعہ آرہے ہیں، خواہ وہ تاکید کے لیے ہیں، یا نوع ظاہر کرنے کے لیے، یا عدد بیان کرنے کے لیے، وہ سب منصوب ہیں۔ ایسے اسمار "مفعول مطلق" کہلاتے ہیں۔

(۴) د کے نیچے کی مثالوں میں شُکْراً اور صِدْقاً جملوں کے شروع میں آرہے ہیں۔ پہلی مثال اصل میں یوں ہونی چاہیئے: اَشْکُرُ شُکْراً لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسانِہٖ (میں شکر کرتا ہوں، شکر کرنا اللہ کا اُس کے احسان پر) اور دوسری مثال اُصْدُقْ صِدْقاً فی حَدِیْثِکَ (اپنی بات میں سچ ہی بولو) ہم نے بولنے میں اختصار کے لیے اَشْکُرُ ور اُصْدُقْ کو چھوڑ دیا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ : (۱) اگر ایک ہی اسم دو مرتبہ فعل کی تاکید، یا نوعیت کے بیان، یا عدد کے بیان کے لیے آرہے تو وہ اُس فعل کے عمل سے، جو اُس کے پہلے آیا ہے، منصوب ہوگا۔ ایسے اسم کو مَفْعُول مُطْلَق کہتے ہیں۔

(۲) فعل محذوف کے عمل سے بھی مفعول مطلق منصوب ہوتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں بتلاؤ کہ مفعول مطلق کون کون سے ہیں اور کس کس قسم کے ہیں:

(۱) مَرَّتِ الطَّيَّارَةُ مَرَّ السَّحَابِ .	ہوائی جہاز بادل کی چال سے گزرا۔
(۲) نَأْكُلُ فِي الْمَدْرَسَةِ أَكْلَةً وَاحِدَةً .	ہم مدرسے میں ایک ہی دفعہ کھاتے ہیں۔
(۳) تَصِيحُ الدِّيكَةُ فِي الْفَجْرِ صِيَاحًا .	مُرغا صبح کو ایک پُکار پُکارتا ہے۔
(۴) نَامَ الْمَرِيضُ نَوْمًا هَادِئًا .	مریض آرام کی نیند سویا۔
(۵) قُدُومًا مُبَارَكًا، أَيُّهَا الصَّدِيقُ!	اے دوست! تم اچھا آنا آؤ سے۔
(۶) غَزَا السُّلْطَانُ مَحْمُودٌ غَزَوَاتٍ كَثِيرَةٍ .	سُلطان محمود نے بہت سی لڑائیاں لڑیں۔
(۷) يَثِبُ الْقِطُّ وُثُوبَ الْأَسَدِ .	بلّی شیر کی جھپٹ جھپٹی۔
(۸) قَتَلَ الْحَارِسُ اللِّصَّ قَتْلًا .	چوکیدار نے چور کو بُری طرح قتل کیا۔
(۹) أَسِفَ الْمُذْنِبُ أَسَفًا شَدِيدًا .	گنہگار نے افسوس سا افسوس کیا۔
(۱۰) شُكْرًا لَكَ عَلَى هَدِيَّتِكَ .	میں تیرے تحفے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سبق ۱۶
مفعول لہٗ

(۱) اِسْتَقْبَلْتُ الضَّيْفَ اِكْرَامًا لَهٗ

مَیں نے مہمان کا استقبال اُس کے اکرام کے لیے کیا۔

(۲) شَرِبَ الْمَرِيْضُ الدَّوَاءَ اَمَلًا فِي الشِّفَاءِ

مریض نے شفا کی اُمید پر دوا پی۔

(۳) يُعَيَّنُ الْقُضَاةُ اِنْصَافًا لِلْمَظْلُوْمِ

(کئی) قاضی مظلوم کا انصاف کرنے کے لیے تعینات کیے جاتے ہیں۔

(۴) يُسَافِرُ التُّجَّارُ اِبْتِغَاءَ الْكَسْبِ

سوداگروں نے کمائی کے واسطے سفر کیا۔

(۵) اِفْتَحِ النَّوَافِذَ تَجْدِيْدًا لِلْهَوَاءِ

تازی ہوا کے لیے راستے کھول دو۔

ہم بہت سے جملۂ فعلیہ ایسے بول جاتے ہیں کہ اُن میں اپنے فعل کا سبب یا وجہ نہیں بتلاتے؛ مثلاً جب ہم نے کہا کہ اِسْتَقْبَلْتُ الضَّيْفَ، تو ہم نے استقبال کی وجہ نہیں بتلا دی؛ یا ہم نے کہا کہ شَرِبَ الْمَرِيْضُ الدَّوَاءَ، تو ہم نے دوا پینے کا سبب نہیں بتلایا۔ جب ہم سے پوچھا جاوے کہ کیوں؟ تب بتلاتے ہیں۔

اوپر کی مثالوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ:

(۱) ان جملوں میں ہم نے اپنے کاموں کا سبب ان کلموں سے بتلایا ہے کہ

اِکْرَامًا ، اَمَلاً وغیرہ؛ یعنی اکرام سبب ہے استقبال کا، اَمَلاً فِی الشِّفَاءِ سبب ہے دوا پینے کا، وغیرہ۔ اسی لیے یہ سارے کلمے مفعول لہٗ کہلاتے ہیں۔

(۲) اوپر کی مثالوں سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ جو اسمار سبب بیان کرنے کے لیے لائے گئے ہیں، اُن پر زبر آیا ہے، تو اس سے ظاہر ہے کہ مفعول لہٗ پر بھی ہمیشہ زبر ہی آوے گا۔ لیکن اگر اُس سے پہلے لام جر آوے، تو وہ اپنا عمل کرے گا؛ مثلاً: جب ہم پہلی مثال کو یوں کہیں کہ: اِسْتَقْبَلْتُ الضَّيْفَ لِاِكْرَامِهٖ، تو اکرام پر جو مفعول لہٗ ہو، زیر آجاوے گا۔ اسی پر اور مثالوں کو قیاس کر لو۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: ہر اسم، جو فعل کا سبب بتلانے کے لیے آوے وہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور مفعول لہٗ کہلاتا ہے۔ اگر لام جارّہ آوے تو وہ اسم مجرور ہو جاتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مفعول لہٗ بتلا دو:

(۱) تَقِفُ التَّلَامِيْذُ اِحْتِرَامًا لِلْمُعَلِّمِ
شاگرد معلم کے ادب کے لیے کھڑے ہوتے ہیں

(۲) يُعْدَمُ الْقَاتِلُ تَخَلُّصًا مِنْ شَرِّهٖ
قاتل کو اس لیے گم کر دیا جاتا ہے کہ اُس کے شر سے خلاصی ہو

(۳) تُبْنَى الْمُسْتَشْفَيَاتُ رَحْمَةً بِالْمَرْضٰى
شفا خانے مریضوں پر رحم کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں

(۴) هَرَبَ الْفَارُ خَشْيَةً مِنَ الْقِطِّ
چوہے بلّی کے خوف کے سبب سے بھاگے

(۵) يَصْطَفُّ التَّلَامِيْذُ حِفْظًا لِلنِّظَامِ
شاگردوں نے نظام قائم رکھنے کے لیے صف باندھی

(۶) يُصَاحَبُ الْغَنِيُّ طَمْعًا فِيْ مَالِهٖ
دولتمند آدمی کا اُس کی دولت کی وجہ سے ساتھ دیا جاتا ہے

(۷) سَافَرْتُ رَغْبَةً فِي التَّعَلُّمِ
مَیں نے تعلیم کی رغبت کے لیے سفر کیا

(۸) اِقْتَصَدْتُ اِقْتِدَاءً بِاَبِيْ
مَیں نے اپنے والد کی اقتدا کرنے کے لیے (چلنے کا) ارادہ کیا

(۹) حَضَرْتُ وَفَاءً بِالْمِيْعَادِ
مَیں وعدہ پورا کرنے کے لیے حاضر ہوا

(۱۰) طُرِدَ الْمُذْنِبُ زَجْرًا لَهٗ
مجرم دھمکی کے لیے نکال دیا گیا

نیچے کی عبارت میں مفعول لہٗ بتلا دو :

أَخَذَنِي أَبِي إِلَى الْبَمْبَئِي تَرْوِيحًا لِلنَّفْسِ فَقَضَيْنَا الصَّيْفَ

میرے والد تفریح طبع کے لیے مجھے بمبئی لے گئے ۔ پس ہم نے گرمی کا موسم

هُنَاكَ هَرَبًا مِنَ الْحَرِّ . كُنَّا نَجْلِسُ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، رَغْبَةً

گرمی سے بھاگنے کے لیے وہیں گزارا ۔ ہم سمندر کے کنارے بیٹھے رہتے تھے ۔ اس رغبت سے

فِي التَّمَتُّعِ بِمُشَاهَدَةِ الْأَمْوَاجِ تَعْلُو وَتَهْبَطُ .

کہ موجوں کو اُٹھتے اور گرتے دیکھ کر فائدہ اُٹھائیں ۔

وَلٰكِنَّ أَبِي لَمْ يَسْمَحْ لِي بِالْاِسْتِحْمَامِ، خَوْفًا مِنَ الْغَرَقِ

ولیکن میرے والد نے غرق ہونے کے خوف سے مجھے نہانے کی اجازت نہیں دی ۔

سبق ۱۷

جملۂ اسمیہ و جملۂ فعلیہ

الف	ب
(۱) اَلْوَلَدُ وَاقِفٌ	(۱) وَقَفَ الْوَلَدُ
لڑکا کھڑا ہے	لڑکا کھڑا ہوا
(۲) الطِّفْلُ نَائِمٌ	(۲) نَامَ الطِّفْلُ
بچہ سو رہا ہے	بچہ سو گیا
(۳) اَلْعُصْفُورُ طَائِرٌ	(۳) طَارَ الْعُصْفُورُ
چڑیا اُڑ رہی ہے	چڑیا اُڑ گئی

جملے میں دو یا دو سے زیادہ، کلمے ہوتے ہیں ۔ یہاں اوپر کے جملوں پر غور کرنے سے

یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں کہ :

(۱) الف کے نیچے کا ہر جُملہ دو اِسموں سے مِل کر بنا ہے ۔ ان میں سے پہلے اِسم کو مُبْتَدَأ کہتے ہیں اور دوسرے کو خَبَر ۔

یہ بھی غور کرو کہ ان میں سے ہر جُملے میں مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہیں ۔ اس طرح کے جُملے کو جُمْلَہ اِسْمِیَّہ کہتے ہیں ، کیوں کہ اس کے شروع میں اِسم ہے ۔

(۲) ب کے نیچے کا ہر جُملہ ایک اِسم اور ایک فعل سے مِل کر بنا ہے ، اور وہ اِسم اس فعل کا فاعل ہے ۔ اس جُملے کو جُمْلَہ فِعْلِیَّہ کہتے ہیں ، کیوں کہ یہ فعل اور فاعل سے مِل کر بنا ہے ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : ا- (ا) جن دو اِسموں سے مِل کر ایک جُملہ بنتا ہے ، اُن میں سے پہلا اِسم مُبْتَدَأ اور دوسرا خَبَرْ کہلاتا ہے ۔

(ب) مُبْتَدَأ اور خَبَرْ دونوں مرفوع ہوتے ہیں ۔

(ج) جو جُملہ مُبْتَدَأ اور خَبَرْ سے مِل کر بنے ، اُسے جُمْلَہ اِسْمِیَّہ کہتے ہیں ۔

(۲) جو جُملہ فعل اور فاعل سے مِل کر بنے اُسے جُمْلَہ فِعْلِیَّہ کہتے ہیں ۔

مشق ۱

نیچے کے جملوں میں مبتدا اور خبر بتلادو:

۱- اَللّٰهُ اَحَدٌ
اللہ ایک ہے

۲- كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے

۳- اَلْآخِرَةُ خَيْرٌ
آخرت اچھی ہے

۴- اُكُلُهَا دَائِمٌ
اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا ہے

۵- جَزَاءُهُ جَهَنَّمُ
اس کا بدلہ جہنم ہے

۶- اَللّٰهُ عَلِيْمٌ
اللہ جاننے والا ہے

مشق ۲

نیچے کا ہر فقرہ جملۂ فعلیہ ہے، اس کے اجزاء بتادو:

۱- قَالَ قَائِلٌ
کہنے والے نے کہا

۲- اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ
وقت قریب آگیا

۳- آمَنَ النَّاسُ
لوگ ایمان لائے

۴- جَاءَ سُلَيْمَانُ
سلیمان آیا

۵- يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ
منافق لوگ کہتے ہیں

۶- ذَهَبَ الْخَوْفُ
ڈر چلا گیا

۷- يَحْكُمُ اللّٰهُ
اللہ حکم دیتا ہے

۸- وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ
ہونے والی بات ہوئی

۹- خَرَّ مُوْسٰى
موسیٰ گر پڑا

سبق ۱۸
مبتدا اور خبر کی مطابقت

الف

(۱) اَلْجُنْدِیُّ رَاکِبٌ

سپاہی گھوڑے پر سوار ہے

(۲) اَلْجُنْدِیَّانِ رَاکِبَانِ

دو سپاہی گھوڑے پر سوار ہیں

(۳) اَلْجُنْدِیُّوْنَ رَاکِبُوْنَ

بہت سے سپاہی گھوڑے پر سوار ہیں

ب

(۱) اَلْبِنْتُ جَالِسَۃٌ

لڑکی بیٹھی ہے

(۲) اَلْبِنْتَانِ جَالِسَتَانِ

دو لڑکیاں بیٹھی ہیں

(۳) اَلْبَنَاتُ جَالِسَاتٌ

بہت سی لڑکیاں بیٹھی ہیں

اوپر کے سب جملے مبتدا اور خبر سے مل کر بنے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ :

(۱) جو مثالیں الف کے نیچے ہیں، وہ سب مذکر کی ہیں۔ ان میں مبتدا اور خبر دونوں ایک دوسرے کے مطابق، واحد، تثنیہ اور جمع ہیں۔

(۲) جو مثالیں ب کے نیچے ہیں، وہ سب مؤنث کی ہیں۔ ان میں بھی مبتدا اور خبر دونوں، واحد، تثنیہ اور جمع ہیں۔

ان سب مثالوں میں جو خبریں ہیں وہ مُفرد کہلائیں گی؛ کیوں کہ خبر، خواہ تثنیہ ہو، یا جمع، خبر کا ایک ہی لفظ ہے۔ پس رَاکِبَانِ، رَاکِبُوْنَ، جَالِسَتَانِ، جَالِسَاتٌ چاروں مفرد خبریں ہیں۔

اگر مبتدا واحد ہو اور اُس کی خبر جمع ہو اور غیر عاقل کی طرف دلالت کرے

تو خبر کا واحد، یا جمع لانا جائز ہے؛

مثلاً : اَلْكُتُبُ مَفْتُوحَةٌ بھی کہہ سکتے ہیں اور مَفْتُوحَاتٌ بھی ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ : (الف) واحد، تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث میں خبر اپنے مبتدا کے موافق ہوتی ہے ۔

(ب) اگر کوئی خبر جمع ہو اور غیر عاقل پر دلالت کرے، تو اُس کا واحد مؤنث یا جمع مؤنث کی صورت میں ہونا جائز ہے ۔

مشق

بتاؤ کہ نیچے کے جملوں میں مبتدا اور خبر آپس میں کیوں کر موافق ہیں :

۱۔ اَلتَّاجِرُ اَمِيْنٌ
سوداگر امانت دار ہے

۲۔ اَلْاَرْضُ وَاسِعَةٌ
زمین فراخ ہے

۳۔ اَلْمَطَرُ كَثِيْرٌ
بارش بہت ہے

۴۔ اَلْهِنْدِيُّوْنَ مُسَالِمُوْنَ
ہندی لوگ صلح پسند ہیں

۵۔ اَلطَّالِبَاتُ حَاضِرَاتٌ
پڑھنے والی لڑکیاں موجود ہیں

۶۔ اَلْكِتَابُ نَافِعٌ
کتاب نفع مند ہے

۷۔ اَلْخَادِمَانِ عَاقِلَانِ
دونوں نوکر عقل مند ہیں

۸۔ اَلْبِنْتُ صَغِيْرَةٌ
لڑکی چھوٹی ہے

۹۔ اَلسَّفِيْنَتَانِ جَارِيَتَانِ
دونوں کشتیاں چل رہی ہیں

۱۰۔ اَلرَّسُوْلُ كَرِيْمٌ
پیغمبر کریم ہے

سبق ۱۹

فعل: لازم، متعدی

ب	الف
(۱) صَنَعَ الْغُلَامُ طَيَّارَةً	(۱) طَلَعَ الْقَمَرُ
لڑکے نے ہوائی جہاز بنایا	چاند نکل آیا
(۲) اَوْجَدَ مَحْمُوْدُ الطَّيَّارَةَ كَبِيْرَةً	(۲) اَوْرَقَ الشَّجَرُ
محمود نے ہوائی جہاز بڑا بنایا	درخت پتّے لے آیا
(۳) اَرَيْتُ مَحْمُوْدًا الطَّيَّارَةَ مُرْتَفِعَةً	(۳) نَضِجَ الثَّمَرُ
میں نے محمود کو ہوائی جہاز اونچا بڑھا ہوا دکھایا	پھل پک گئے

بہت سے فعل ایسے ہیں جن کا کوئی مفعول نہیں ہوتا؛ جیسے: فَرِحَ، عَظُمَ، عَطِشَ.

بہت سے فعل ایسے بھی ہیں، جن کے ایک یا دو، یا اور زیادہ مفعول بہ ہوتے ہیں؛ جیسے: شَرِبَ، رَأَى، اَعْطٰى.

(۱) الف کے نیچے جو فعل طَلَعَ، اَوْرَقَ، نَضِجَ ہیں، ان میں سے کسی کے بعد مفعول بہ نہیں ہے. ایسے فعل کو فِعل لازِم کہتے ہیں.

(۲) ب کے نیچے جو فعل، صَنَعَ، وَجَدَ اور اَرَى ہیں اُن کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول بہ تک پہنچتا ہے. فعل (صَنَعَ) کا صرف ایک مفعول بہ ہے: طیارۃ؛ دوسرے فعل (وَجَدَ) کے دو مفعول بہ ہیں: الطیارۃ اور کبیرۃً. تیسرے فعل (اَرَيْتُ) کے تین مفعول بہ ہیں: محمود، الطیارۃ اور مُرتفعۃ. ایسے فعل کو فعل مُتَعَدِّی کہتے ہیں. اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فعل متعدی تین قسم کا ہو سکتا ہے:

(ا) وہ جس کا صرف ایک مفعول ہو،
(ب) وہ جس کے دو مفعول بہ ہوں، اور
(ج) وہ جس کے تین مفعول بہ ہوں۔
اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:
قاعدہ: (ا) فعل دو قسم کا ہوتا ہے:
(۱) لازم، وہ جس کا مفعول بہ نہیں ہوتا، اور
(۲) مُتَعَدّی، وہ جس کا ایک مفعول بہ ہو یا ایک سے زیادہ ہوں۔
(ب) فعل متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:
وہ جس کا ایک مفعول ہو، یا دو ہوں، یا تین۔

مشق

نیچے کے جملوں میں لازم اور متعدی فعل کو پہچان کر بتا دو:

۱۔ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ	ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں
۲۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	اللہ اُن سے خوش ہوا
۳۔ جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ	اُس نے مال جمع کیا اور اُسے گِنا
۴۔ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا	لوگ بکھرے ہوئے نکلیں گے
۵۔ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ	ہم نے تیرا بول بالا کیا
۶۔ جَاءَ أَجَلُهُمْ	اُن کا وقت آگیا
۷۔ خَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ	اُن پر چھت گر پڑی
۸۔ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً	اُس نے آسمان سے پانی اُتارا

مشق ۲

نیچے کے جملوں میں تینوں قسم کے متعدی افعال الگ الگ کرکے بتا دو:

۱- اَطِيعُوا الرَّسُولَ	رسول کی فرماں برداری کرو
۲- اَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ	ہم نے دوسرے لوگوں کو اُس کا وارث بنا دیا
۳- آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ	ہم نے اُن کو صاف بیان کرنے والی کتاب دی
۴- قَرَأْتَ الْقُرْآنَ	تو نے قرآن پڑھا
۵- لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ	تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا
۶- سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ	اُس نے سورج کو تمہارے قابو میں کر دیا
۷- لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ	بہرے پکار کو نہیں سنتے
۸- ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ	تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

سبق ۲۰

فعلِ مضارع کے آخری حرف کی حالت

يَجْلِسُ مَحْمُودٌ	تَشْرَبُ فَاطِمَةُ الْمَاءَ
محمود بیٹھتا ہے	فاطمہ پانی پیتی ہے
اَطْلُبُ حَقِّي	نَعْلَمُ الْقَاعِدَةَ
مَیں اپنا حق مانگتا ہوں	ہم قاعدہ جانتے ہیں

فعل مضارع کا کچھ حال تم پڑھ چکے ہو۔ اس کا آخری حرف عام طور پر مرفوع ہوتا ہے۔ اس حالت کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ آخری حرف پر ضمہ بولتے ہیں؛

جیسا کہ اوپر کی چاروں مثالوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

لیکن بعض وقت جملے میں کوئی لفظ ایسا آجاتا ہے کہ اُس کے عمل یا اثر سے اگر اُس کے بعد فعل مضارع ہو، تو اُس فعل کا آخری حرف مرفوع ہونے کی بجائے منصوب، یا مجزوم ہو جاتا ہے؛ اور ان حالتوں کو، بالترتیب، فتحہ اور جزم کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے؛ مثلاً: یَجْلِسُ کی جگہ یَجْلِسَ یا یَجْلِسْ بولا جاوے گا۔ ایسے لفظ کو اُس مضارع کا عامِل کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: فعل مضارع کا آخری حرف عام طور سے مرفوع ہوتا ہے، لیکن کسی لفظ کے عمل، یا اثر سے منصوب، یا مجزوم بھی ہو جاتا ہے ایسے لفظ کو اُس مضارع کا عامل کہتے ہیں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مضارع بتاؤ، اور ہر ایک کی پوری گردان کرو:

۱۔ یَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ — وہ سچ کو چھپاتے ہیں اور جانتے ہیں

۲۔ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ؟ — کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے پیدا کیا؟

۳۔ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ — وہ کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں

۴۔ تَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا — تو اُن کو جاگتا ہوا سمجھتا ہے

۵۔ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَھِیْدًا — ہم ہر قوم میں ایک گواہ بھیجیں گے

۶۔ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ — وہ جانتا ہے تم کیا کرتے ہو

۷۔ یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ — جس روز دیکھے گا آدمی

سبق ۲۱

فعل مضارع کا نصب

(۱) أَنْ

يَحْسُنُ أَنْ تُشَاهِدَ قُطُبَ مِينَارِ

بہتر ہے کہ تو قطب مینار دیکھ لے

يَسُرُّنِي أَنْ تَذْهَبَ مَعِي

میں اس سے خوش ہوں گا کہ تو میرے ساتھ چلے

(۲) لَنْ

لَنْ يَفُوزَ الْكَسْلَانُ

سست آدمی کو کامیابی نہیں ہوتی

لَنْ أُقَصِّرَ فِي الْوَاجِبِ

میں ہرگز واجب بات میں کمی نہ کروں گا

(۳) كَيْ

اِجْلِسْ كَيْ تَأْكُلَ مَعِي

بیٹھ تاکہ تو میرے ساتھ (کھانا) کھا

اِجْتَهِدْ كَيْ تَنَالَ جَائِزَةً

کوشش کر تاکہ تجھے انعام ملے

(۴) إِذَنْ

إِذَنْ أَلْعَبَ مَعَكَ (یہ اس کا جواب ہے کہ کوئی کہے کہ أَلْعَبُ بِالْكُرَةِ

تب تو میں تیرے ساتھ کھیلوں گا۔ میں گیند کھیلوں گا)

إِذَنْ تَأْمَنَ مِنَ الْغَرَقِ (اس قول کے جواب میں کہ أَتَعَلَّمُ السِّبَاحَةَ

تب تو تو غرق ہونے سے بچے گا کیا تو تیرنا سیکھے گا)

اوپر کی مثالوں پر غور کرنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ اگر مضارع سے پہلے

أَن (کہ) لَن (ہرگز نہیں) کَی (تاکہ) إِذَن (جب، تب، اب) میں سے کوئی آجاتا ہے، تو مضارع منصوب ہوجاتا ہے؛ اور اس سبب سے یہ چاروں لفظ (جن کو حروف کہتے ہیں) نَوَاصِبُ الْمُضَارِع، یعنی مضارع کو نصب دینے والے، کہلاتے ہیں۔

اِس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اگر مضارع سے پہلے أَن، لَن، کَی اور إِذَن میں سے کوئی لفظ آجاوے تو اُس کے عمل سے مضارع منصوب ہوجاتا ہے۔

مشق

نیچے کے جُملوں میں منصوب مضارع کون کون سے ہیں؟ بتاؤ کہ وہ کیوں منصوب ہوئے:

۱۔ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا — تو لمبائی میں ہرگز پہاڑوں تک نہیں پہنچے گا

۲۔ أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتِي! — یہ کہ کوئی کہے، ہائے ری حسرت!

۳۔ لَنْ يَنَالَ اللهَ لُحُومُهَا — اُن کے گوشت اللہ تک ہرگز نہیں پہنچیں گے

۴۔ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا — تاکہ ہم تیری بہت تسبیح کریں

۵۔ نَخَافُ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيْنَا — ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا

۶۔ فَرَجَعْنَاكَ إِلَى أُمِّكَ — ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس لوٹا دیا

۷۔ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا — تاکہ اُس کی آنکھ ٹھنڈی ہو

۸۔ إِذَنْ تَزْدَادَ مَحَبَّتُكَ — تب تیری محبت زیادہ ہوجاوے گی

۹۔ إِذَنْ يَعْلَمَ أَنِّي صَادِقٌ — تب تو وہ جانے گا کہ میں سچّا ہوں۔

مضارع منصوب کی گردان

مضارع مرفوع کی گردان تم سمجھ چکے ہو؛ اب منصوب مضارع کی گردان پڑھو:
لَنْ یَذْهَبَ کی گردان:

غائب	مذکر	واحد	لَنْ یَذْهَبَ	وہ ہرگز نہ جاے گا	فَعَلَ
		ت	لَنْ یَذْهَبَا	وہ (دو) ہرگز نہ جاویں گے	فَعَلَا
		جمع	لَنْ یَذْهَبُوْا	وہ (سب) ״ ״	فَعَلُوْا
	مؤنث	و	لَنْ تَذْهَبَ	وہ ہرگز نہ جاوے گی	
		ت	لَنْ تَذْهَبَا	وہ (دو) ہرگز نہ جاویں گی	
		ج	لَنْ یَذْهَبْنَ	وہ (سب) ״ ״	
حاضر	مذکر	و	لَنْ تَذْهَبَ	تو ہرگز نہ جاوے گا	
		ت	لَنْ تَذْهَبَا	تم (دو) ہرگز نہ جاؤ گے	
		ج	لَنْ تَذْهَبُوْا	تم (سب) ״ ״	
	مؤنث	و	لَنْ تَذْهَبِیْ	تو ہرگز نہ جاے گی	
		ت	لَنْ تَذْهَبَا	تم (دو) ہرگز نہ جاؤ گی	
		ج	لَنْ تَذْهَبْنَ	تم (سب) ״ ״	
متکلم	مذکر و مؤنث	و	لَنْ اَذْهَبَ	میں ہرگز نہ جاؤں گا۔ جاؤں گی	
		ت ج	لَنْ نَذْهَبَ	ہم (دو۔ سب) ہرگز نہ جاویں گے۔ نہ جاویں گی	

اس گردان پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ:
(۱) مرفوع مضارع کے شروع میں لَنْ آنے سے جتنے صیغوں کے آخر میں نون تھے

دہ ۔ سوا دو صیغوں : غائب اور حاضر جمع مؤنث کے ۔ سب گر گئے ہیں ۔

(ب) مضارع کے معنی صرف مُسْتَقبل (زمانہ آئندہ) کے ہو گئے ہیں ۔

اَنْ ، کَیْ اور اِذَنْ بھی مضارع کو منصوب کر دیتے ہیں ۔ ان میں سے جو کوئی حرف مضارع مرفوع کے پہلے لگا دیا جائے گا یہی عمل کرے گا؛ اور گردان اسی طرح ہوگی ۔

اَنْ اور اِذَنْ سے تو مستقبل کے معنی ہو جاریں گے، مگر کَیْ سے شرط کے سے معنی بن جاریں گے ؛ جیساکہ تم اِس سبق میں اوپر سمجھ چکے ہو ۔

سبق ۲۲

فعل مضارع کا جزم : لَمْ، لَا، اِنْ

الف

(۱) لَمْ	لَمْ يَشْرَبْ مَسْعُوْدُ الدَّوَاءَ ۔	مسعود نے دوا نہیں پی
	لَمْ يَنَمْ صَادِقٌ ۔	صادق نہیں سویا
	لَمْ تُثْمِرْ هٰذِهِ الشَّجَرَةُ ۔	یہ درخت نہیں پھلا

ب

(۲) لا	لَا تَقِفْ هُنَا ۔	تو یہاں نہ کھڑا ہو
	لَا تُهْمِلْ عَمَلَكَ ۔	اپنے کام میں سُستی نہ کر
	لَا تُخَالِفْ وَالِدَكَ ۔	اپنے باپ کی مخالفت نہ کر

ج

(۳) إِنْ	إِنْ تَجْتَهِدْ تَنْجَحْ ۔	اگر تو کوشش کرے گا تو کامیاب ہوگا
	إِنْ تَنَمْ تَسْتَرِحْ ۔	اگر تو سوئے گا تو آرام پائے گا
	إِنْ تَقْرَأْ تَسْتَفِدْ ۔	اگر تو پڑھے گا تو فائدہ اُٹھائے گا

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں مضارع یشرب، یَنَم، تُشْتِم کے آخری حرف پر جزم ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اُن میں سے ہر ایک کے پہلے حرف لَمْ آیا ہے۔ اسی نے مضارع کو جزم دے دیا۔ چوں کہ یہ حرف کسی بات کی نفی کرتا ہے، اس لیے حرف نفی و جزم کہلاتا ہے۔

(۲) ب کے نیچے جو تین مضارع، تَقِفْ، تُهْمِلْ، تُخَالِفْ، ہیں اُن کے آخری حروف پر جزم ہے؛ کیوں کہ اُن کے پہلے حرف لا ہے۔ لا کے معنی "نہیں" کے ہیں اور وہ سُننے والے کو کسی کام سے نَهْي (منع) کرتا ہے؛ اسی لیے اسے حرف نَهْي و جزم کہتے ہیں۔

(۳) ج کے ہر جملے میں دو دو مضارع ہیں اور دونوں پر جزم ہے؛ کیوں کہ اُن کے پہلے حرف اِنْ ہے۔ اِنْ کے معنی ہیں "اگر" یہ کسی شرط کو قائم کرتا ہے؛ مثلاً پہلا ہی جملہ لو؛ اگر تو کوشش کرے گا تو کامیاب ہوگا؛ یعنی کامیابی کی شرط اِن یہ ہے کہ تو کوشش کرے۔ اسی لیے اِنْ کو حرف شَرْطْ و جزم کہتے ہیں۔ ان تینوں جملوں کے پہلے مضارع، تَجْتَهِدْ (اور اسی طرح تَنَمْ، تقرأ) کو فعل الشرط کہتے ہیں اور دوسرے مضارع، تَنْجَحْ (اور اسی طرح تَسْتَرِحْ، تَسْتَفِدْ) کو جواب الشرط۔

ج کے جملوں پر پھر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ اِنْ کے عمل سے فعل شرط اور اور جواب شرط، دونوں مضارع، مجزوم ہو گئے ہیں۔

یہ تینوں حرف (لَمْ، لَا اور اِنْ) جن کے عمل سے مضارع پر جزم آجاتا ہے جَوَازِمُ الْمُضَارِع (یعنی مضارع کو جزم دینے والے) کہلاتے ہیں۔

اِس سے یہ قاعدے نکلے:

قاعدہ: (۱) اگر کوئی حرفِ جازم کسی مضارع کے پہلے آجائے تو وہ مضارع مجزوم ہو جاتا ہے۔ وہ حرف یہ ہیں:

(ا) لَمْ، جس کو حرف نفي وجزم کہتے ہیں: یہ صرف ایک مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔

(ب) لا، جس کو حرف نَهي وجزم کہتے ہیں۔ یہ بھی صرف ایک ہی مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔

(ج) اِنْ، جس کو حرفِ شَرْط وجزم کہتے ہیں، دونوں مضارعوں، یعنی فِعل الشَّرْط اور جوابُ الشَّرْط کو مجزوم کر دیتا ہے۔ پہلا مضارع فعل الشرط اور دوسرا جوابُ الشَّرْط کہلاتا ہے۔

(۲) جوابُ الشَّرْط کے لیے، جو مضارع بولا جاتا ہے، اُس کا بھی آخری حرف مجزوم ہوتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مضارع مجزوم بتاؤ، اور یہ بتاؤ کہ وہ مجزوم کیوں ہیں؟

۱۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ	اگر تمہیں کوئی اچھائی پہنچتی ہے تو اُنہیں بُری لگتی ہے
۲۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ	اُس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا
۳۔ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ	اپنے بچّوں کو قتل نہ کرو
۴۔ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً	وہ نہیں ٹھیرے، مگر تھوڑے سے وقت
۵۔ اِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ	اگر اللہ تمہیں مدد دے تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا
۶۔ لَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ	ان کے خلاف جلدی نہ کر
۷۔ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ	اگر تو اُنہیں بُلارے گا تو وہ تمہاری پکار نہ سُنیں گے
۸۔ اِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا	اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہ کرو گے
۹۔ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ	ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اُڑاوے۔

مضارع مجزوم کی گردان

مضارع منصوب کی پوری گردان تم اوپر کے سبق میں سمجھ چکے ہو، اب مضارع مجزوم کی گردان اور بھی آسان ہوگئی، کیوں کہ یہ بالکل منصوب مضارع کی طرح ہوتی ہے۔ منصوب مضارع میں آخری حرف پر نصب ہوتا ہے، مجزوم میں جزم ہوتی ہے۔ جس طرح اُس میں دو کے سوا باقی سب نون آخر سے گر گئے تھے، ویسے ہی یہاں بھی گر جائیں گے۔ مثلاً لَمْ یَعْلَمْ (اس نے نہیں جانا) کی گردان یوں ہوگی:

غائب: لَمْ یَعْلَمْ ۔ لَمْ یَعْلَمَا ۔ لَمْ یَعْلَمُوا ..... لَمْ یَعْلَمْنَ

حاضر: لَمْ تَعْلَمْ ۔ لَمْ تَعْلَمَا ۔ لَمْ تَعْلَمُوا ..... لَمْ تَعْلَمْنَ

متکلم: لَمْ اَعْلَمْ ۔ لَمْ نَعْلَمْ

بالکل اسی طرح اِنْ یَعْلَمْ کی گردان بھی کرلو۔

لَا تَعْلَمْ (تو مت جان) فعل نہی ہے، اور اس کی گردان تم اوپر کے ایک سبق میں پڑھ اور سمجھ چکے ہو۔

اب ایک ضروری بات یہ یاد رکھو کہ مضارع کے پہلے اگر لَمْ آتا ہے، تو مضارع کے معنی حال یا مستقبل کے نہیں رہتے، بلکہ ماضی کے ہو جاتے ہیں۔ اور چوں کہ لَمْ نفی کا حرف ہے، اس لیے اس پورے مرکب مضارع میں ماضی منفی کے معنی آجاتے ہیں۔ لَمْ یَعْلَمْ، لَمْ یَفْعَلْ، لَمْ یَذْهَبْ کے معنی ہوں گے: اُس نے نہیں جانا، اُس نے نہیں کیا، وہ نہیں گیا، وغیرہ۔

اسی طرح اِنْ شرط کا حرف ہے، اس کے آنے سے مضارع میں شرط کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں — اِنْ یَفْعَلْ: اگر وہ کرے گا؛ اِنْ یَذْهَبْ: اگر وہ جائے گا، وغیرہ۔

سبق ۲۳

مضارع کا جزم: لَمّا، لِ

الف

(۱) لَمّا تَظْهَرْ نَتِیجَةُ الاِمْتِحانِ

امتحان کا نتیجہ نہیں نکلا

(۲) لَمّا اَذْهَبْ هُنا

میں وہاں نہیں گیا

(۳) لَمّا یَدْخُلْ خادِمُهُ

اس کا نوکر داخل نہیں ہوا

ب

(۱) لِتُحْسِنْ مُعامَلَتَكَ

چاہیے کہ تو اپنا معاملہ اچھا کرے

(۲) لِتُطِعْ والِدَكَ

چاہیے کہ تو اپنے باپ کی فرماں برداری کرے۔

(۳) فَلْتَكْتَسِبْ خَیْرًا

تجھے چاہیے کہ تو نیکی حاصل کرے

(۴) وَلْیَشْرِبْ ماءً

اور اسے چاہیے کہ وہ پانی پیے

یہ تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ نفی کا لَمْ اور نہی کا لا، مضارع واحد کو جزم دیتے ہیں ان کے علاوہ اور حروف بھی ہیں جو یہی عمل کرتے ہیں۔

(۱) الف کے نیچے کی مثالوں میں تَظْهَرْ، اَذْهَبْ اور یَدْخُلْ مضارع ہیں۔ ان کے پہلے لَمّا ہے جس نے ان سب کو مجزوم کر دیا ہے، اور یہ معنی پیدا کر دیے ہیں کہ گزرے ہوئے زمانے سے لے کر اب (بولنے کے وقت) تک یہ سب کام نہیں ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ لَمّا بھی حرف جازم ہے اور لَمْ ہی کا سا عمل بھی کرتا ہے۔ فرق دونوں میں یہ ہے کہ لَمْ سے زمانہ ماضی میں فعل کی نفی ہوتی ہے، اور لَمّا میں یہ نفی

زمانۂ حال تک باقی رہتی ہے۔ لَمْ یَذْھَبْ، یعنی وہ زمانۂ ماضی میں نہیں گیا؛ لَمَّا یَذْھَبْ، وہ اب تک نہیں گیا ہے (ممکن ہے اب چلا جاوے)۔

(۲) ب کی مثالوں میں جو مضارع ہیں اُن کے پہلے لِ آیا ہے، جس نے ان مضارعوں میں حکم کے معنی پیدا کر دیے ہیں۔ اسی لیے اِس لام کو لامِ اَمر کہتے ہیں، اور یہ حرفِ جزم و امر ہے۔ دیکھو، پہلی دو مثالوں میں جہاں یہ لام اکیلا آیا ہے، یہ مکسور ہے، مگر تیسری اور چوتھی مثال میں، جہاں اس سے پہلے فَ اور وَ بھی ہیں، یہ ساکن ہو گیا ہے۔ مگر ہر صورت میں یہ لام امر ہی ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: مضارع کو یہ حروف بھی جزم دیتے ہیں:

(ا) لَمَّا: جو کسی فعل کے زمانۂ ماضی سے زمانۂ حال تک واقع ہونے کی نفی کرتا ہے۔

(ب) لامِ امر (لِ): جو کسی ایسے فعل کا حکم کرتا ہے جو بات کرنے کے وقت کے بعد ہونے والا ہے۔

لام امر مکسور ہوتا ہے؛ مگر جب اس کے پہلے فَ یا وَ ہو تو ساکن ہو جاتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مضارع مجزوم بتاؤ اور بتلاؤ کہ وہ کیوں مجزوم ہوئے:

۱۔ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ	ایمان اب تک تمہارے دلوں میں نہیں آیا ہے
۲۔ بِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا	اسی سے اُن کو خوش ہونا چاہیے
۳۔ لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ	چاہیے کہ دولت مند اپنی دولت میں سے خرچ کرے۔
۴۔ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ	وہ اب تک اُس کے ساتھ نہیں ملے ہیں
۵۔ وَلْیَسْئَلُوْا مَا اَنْفَقُوْا	اُنہیں پوچھنا چاہیے کہ وہ کیا خرچ کریں
۶۔ لَمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِیْ	اس نے اب تک میرا عذاب نہیں چکھا

سبق ۲۴

دو مضارعوں کے جازم حروف اور اسماء

---

(۱) إِنْ تَصْبِرْ تَظْفَرْ

اگر تو صبر کرے گا تو کامیاب ہوگا

(۲) إِذْمَا تَصْدُقْ تُحْتَرَمْ

جب تو سچ بولے گا تیری عزّت ہوگی

(۳) مَنْ يَزْرَعْ خَيْرًا يَحْصُدْ خَيْرًا

جو کوئی نیکی بوئے گا نیکی کاٹے گا

(۴) مَا يَكْثُرْ يَرْخُصْ ۔

جو چیز زیادہ ہوتی ہے سستی ہوتی ہے

(۵) مَهْمَا تَقْتَصِدْ يَنْفَعْكَ

جو کچھ تو میانہ روی سے کرے گا وہ تجھے نفع دے گا

(۶) مَتَى تَعْجَلْ تَنْدَمْ

جب تو جلدی کرے گا شرمندہ ہوگا

(۷) أَيَّانَ يَسْعَدْ وَطَنُكَ تَسْعَدْ

جب کبھی تیرا وطن خوش بخت ہوگا تو بھی خوش بخت ہوگا

(۸) أَيْنَ تُقِمْ تَجِدْ رِزْقَكَ

تو جہاں ٹھیرے گا اپنی روزی پاوے گا

(۹) أَنَّى يُسَافِرْ غَنِيٌّ يُخْدَمْ

دولت مند آدمی جہاں کہیں جائے گا اُس کی خدمت ہوگی

(۱۰) حَيْثُمَا تَسْتَقِمْ تَنْجَحْ

جہاں کہیں تو سیدھا ہو جائے گا کامیاب ہوگا

(۱۱) كَيْفَمَا تَقْتَصِدْ تَسْتَفِدْ

تو جس طرح بھی میانہ روی کرے گا فائدہ پائے گا

(۱۲) أَيُّ إِنْسَانٍ يَجُدْ يُحْمَدْ

جو کوئی آدمی سخاوت کرے گا اس کی تعریف ہوگی

تم جان چکے ہو کہ حرف إِنْ دو مضارعوں کو جزم دیتا ہے ۔ ان میں سے پہلا مضارع شرط ہوتا ہے، اور دوسرا اس شرط کا جواب ۔ إِنْ کے علاوہ اور بھی شرط کے حروف اور اسماء ہیں جو دو مضارعوں کو جزم دیتے ہیں ۔

اوپر جو مثالیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کے شروع میں شرط کا ایک لفظ ہے،

اور اس کے بعد دو مضارع مجزوم ہیں؛ مثلاً: پہلی مثال میں اِنْ حرفِ شرط ہے، اور اس کے بعد پہلا مضارع تَصْبِرْ شرط ہے، اور دوسرا تَظْفَرْ جوابِ شرط ہے۔ یہی حال باقی سب مثالوں کا ہے۔

اب اور جملوں کو دیکھو۔ ایک میں اِذْ ما ہے، جو ایسی ہستی کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو عاقل (یعنی عقل والی) ہو۔ پھر ما اور مَھْما ہیں، جو غیر عاقل کے لیے آتے ہیں۔ اس کے بعد مَتیٰ اور اَیَّانَ ہیں جو زمان (یعنی وقت) کے اظہار کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اور اَیْنَ، اَنّیٰ اور حَیْثُما مکان (جگہ) کے اظہار کے لیے۔ کَیْفَما حالت ظاہر کرتا ہے، اَیٌّ ان تمام حالتوں کے اظہار کے لیے آتا ہے، اور یہ معنی ہمیں اس کلمے سے معلوم ہوتے ہیں جو اُس کے بعد آتا ہے۔ اگر ہم نے اَیُّ اِنسانٍ (کون سا آدمی) کہا تو وہ عاقل کے لیے استعمال ہوا، اور اگر ہم نے اَیُّ کتابٍ (کون سی کتاب) کہا تو وہ غیر عاقل کے لیے برتا گیا۔

ان سب کلموں میں اِنْ اور اِذْ ما تو حروف ہیں، باقی سب اسماء ہیں۔

اِس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: دو مضارعوں کو جزم دینے والے کلمے بارہ ہیں۔

اِنْ، اِذْما، مَن، ما، مَھْما، مَتیٰ، اَیّانَ، اَیْنَ، اَنّیٰ، حَیْثُما، کَیْفَما، اَیٌّ۔

مشق

نیچے کے جملوں میں شرط اور جوابِ شرط کے افعال بتاؤ اور جزم کا عامل بتلاؤ:

۱۔ حَیْثُمَا تَذْهَبْ تَجِدْ اَعوانًا	تو جہاں کہیں جائے گا مددگار پائے گا۔
۲۔ اِنْ تَكْذِبْ تَأْثَمْ	اگر تو جھوٹ بولے گا تو گناہ کرے گا
۳۔ مَنْ يَأْكُلْ كَثِيرًا يَمْرَضْ	جو کوئی زیادہ کھائے گا بیمار ہوگا

۴۔ مَا تَفْعَلْ مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللهُ — جو کچھ تو نیکی کرتا ہے اللہ اُسے جانتا ہے

۵۔ مَتَى يَأْتِ الصَّيْفُ يَذْهَبِ الغَنِيُّ مِنْ هُنَا — جب گرمی آوے گی تو دولت مند یہاں سے چلا جاوے گا

۶۔ كَيْفَمَا تُعَامِلْنَا نُعَامِلْكَ — جیسا کچھ تو ہم سے سلوک کرے ہم بھی کریں گے

۷۔ أَيَّ لَعِبٍ تَلْعَبْ أَلْعَبْ — جو کچھ کھیل تو کھیلے گا میں بھی کھیلوں گا

۸۔ أَيَّانَ أُسَافِرْ أَجِدْ أَحِبَّائِي — میں جب کبھی سفر کروں گا اپنے دوستوں کو پاؤں گا

۹۔ أَنَّى يَكُنِ النَّهْرُ جَارِيًا تُخْصِبِ الأَرْضُ — جہاں کہیں دریا چلے گا زمین ہری ہو جاوے گی

۱۰۔ مَهْمَا تَفْعَلْ بِنَا نَفْعَلْ بِكَ — جو کچھ تو ہمارے ساتھ کرے گا ہم تیرے ساتھ بھی کریں گے

۱۱۔ حَيْثُمَا تَكُونُوا تَجِدُوا السَّمَاءَ — جہاں کہیں تم ہوگے وہیں آسمان پاؤ گے

۱۲۔ إِذْ مَا تَقْرَأْ يُفِدْكَ — جب کبھی تو پڑھے گا وہ تجھے فائدہ دے گا

سبق ۲۵

محذوف اَنْ کے بعد مضارع کا نصب

(۱)

الف

(۱) مَاكَانَ الْعَاقِلُ لِيُسْرِفَ
عقل مند آدمی فضول خرچی نہیں کرتا

(۲) لَمْ يَكُنِ الْاَمِيْنُ لِيَسْرِقَ
امانت دار آدمی چوری نہیں کرتا

(۳) لَمْ اَكُنْ لِاَظْلِمَ النَّاسَ
مَیں ایسا نہیں ہوں کہ لوگوں پر ظلم کروں

ب

(۱) لَا تَرْتَقِيْ حَتّٰى تَجْتَهِدَ
جب تک تو محنت نہیں کرے گا ترقی نہیں پاوے گا

(۲) اِزْرَعْ حَتّٰى تَحْصُدَ
کھیت بو کہ تو فصل کاٹ لے

(۳) لَا تَنَالُ الرَّاحَةَ حَتّٰى تَتْعَبَ
جب تک تو محنت نہ کرے راحت نہ پاوے گا

ج

(۱) لَا تَمْدَحْ رَجُلًا اَوْ تُجَرِّبَهُ
کسی آدمی کی تعریف نہ کر جب تک کہ اُسے آزما لے

(۲) سَاَصْبِرُ اَوْ اُدْرِكَ الْاَمَلَ
مَیں صبر کروں گا جب تک کہ مَیں آرزو پوری کروں

(۳) يُحْتَرَمُ الْاِنْسَانُ اَوْ يَكْذِبَ
آدمی کی عزّت کی جاتی ہے جب تک کہ وہ جھوٹ نہ بولے

یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ مضارع ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے؛ اگر اُس پر فتحہ آتا ہے،

تو صرف اس صورت میں کہ چار نواصب (نصب دینے والے الفاظ) یعنی اَنْ ، لَنْ ، کَیْ ، اِذَنْ ، میں سے کوئی اُس سے پہلے آئے ۔ اوپر کی مثالوں میں جو مضارع ہیں ، اُن کے پہلے اِن چار نواصب میں سے ایک بھی نہیں ، پھر بھی وہ منصوب ہیں ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں کوئی ناصب حرف ضرور محذوف ہے ، اور وہ اَنْ ہے ۔ اَنْ کے حذف ہونے کے یہ موقعے ہیں :-

(۱) الف کے نیچے یُسْرِفَ ، یُسْرِقَ ، اَظْلِمَ ، مضارع ہیں ۔ پہلی مثال میں یُسْرِفَ کے پہلے لام ہے ، جس سے پہلے نفی کا ما بھی موجود ہے ۔ دوسری اور تیسری مثال میں بھی مضارع کے ساتھ لام ہے اور اُس سے پہلے نفی کا لَمْ موجود ہے ۔ نفی کے ما اور لَمْ کے بعد جس مضارع کے پہلے لِ آتا ہے اُس میں اَنْ محذوف ہوتا ہے ، اور اسی سبب سے وہ مضارع منصوب ہوجاتا ہے ۔

(۲) ب کے نیچے تَجْتَنِبْهَا ، تَحْصُدَ ، تَتْعَبَ ، مضارع ہیں ۔ ان سب کے پہلے حَتّٰی ہے ۔ حَتّٰی کے بعد بھی اَنْ نہیں بولا جاتا ، محذوف ہوتا ہے ۔ اس لیے اس محذوف اَنْ کے عمل سے مضارع منصوب ہوجاتا ہے ۔

(۳) ج کے نیچے تُجَرِّبَ ، اُدْرِكَ ، يَكْذِبَ ، مضارع ہیں ، اور اُن کے پہلے حرف اَوْ ہے ۔ ان جملوں کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ پہلی اور دوسری مثال میں اَوْ کے معنی اِلٰی کے ہیں اور تیسری مثال میں اَوْ کے معنی اِلَّا کے ہیں ۔ اَوْ کے بعد بھی اَنْ نہیں بولتے ، اور چوں کہ وہ محذوف ہوتا ہے اس لیے مضارع منصوب ہوجاتا ہے ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ: اگر مضارع کے پہلے اَنْ محذوف ہو تو مضارع منصوب ہوجائے گا۔ نیچے کی صورتوں میں اَنْ کا محذوف ہونا واجب ہے:

(۱) لَمْ کے بعد، (۲) حَتّٰی کے بعد، اور اَوْ کے بعد، جب اَوْ کے معنی اِلٰی، یا اِلَّا کے ہوں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں مضارع منصوب کو پہچانو، اور نصب کا سبب بتادو:

۱۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ۔

اللہ نے یہ نہیں کیا کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔

۲۔ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ۔

یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سُن لے۔

۳۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ۔

اللہ نے یہ نہیں کیا کہ ان کو بخش دے۔

۴۔ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا يَنْبُوْعًا۔

ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے ایک چشمہ (نہ) نکال دے گا۔

۵۔ تُحْسَبُ اَمِيْنًا اَوْ تَخُوْنَ

تو امانت دار سمجھا جائے گا جب تک کہ تو خیانت (نہ) کرے۔

۶۔ سَاَسْبَحُ اَوْ اَبْلُغَ الشَّطَّ۔

میں تیروں گا جب تک کہ کنارے پر پہنچ جاؤں۔

---

(۴)

الف

(۱) أَحْسِنْ فَيُحِبَّكَ النَّاسُ

احسان کر کہ لوگ تجھے پیار کریں

(۲) لَا تَعْجَلْ فَتَنْدَمَ

جلدی نہ کر کہ تو شرمندہ ہوگا

(۳) لَمْ يَقْتَصِدْ فَيَسْتَغْنِيَ

وہ میانہ روی سے نہیں چلا کہ دولت مند ہو جاتا

ب

(۱) لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَ تَفْعَلَهُ

اچھی عادت سے منع نہ کر جب کہ تو خود اُسے کرتا ہے

(۲) لَا تَطْلُبِ الْعُلَا وَ تَنَامَ

بلندی مت طلب کر جب تو (عادتًا) سوتا ہو

(۳) لَمْ اَشْهَدْ وَاَكْذِبَ

مَیں نے گواہی نہیں دی ایسی حالت میں کہ جھوٹ بولتا ہوں

ج

(۱) اَحْسِنْ لِتَكُوْنَ مَحْبُوْبًا

نیکی کر، تاکہ تو پیارا ہو جاوے

(۲) شَاوِرِ الْعُقَلَاءَ لِتَظْفَرَ

عقل مندوں سے مشورہ کر، تاکہ تو کامیاب ہو جاوے

(۳) اِتَّعَظْتُ بِغَيْرِي لِاَسْلَمَ

مَیں نے کسی اور سے نصیحت پکڑی کہ مَیں سلامت رہوں

د

اَحْسِنْ لِاَنْ تَكُوْنَ مَحْبُوْبًا

نیکی کر، تاکہ تو پیارا ہو جاوے

شَاوِرِ الْعُقَلَاءَ لِاَنْ تَظْفَرَ

عقلمندوں سے مشورہ کر، تاکہ تو کامیاب ہو جاوے

اِتَّعَظْتُ بِغَيْرِي لِاَنْ اَسْلَمَ

مَیں نے کسی اور سے نصیحت پکڑی کہ مَیں سلامت رہوں

تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ تین موقعوں پر مضارع اس لیے منصوب ہوتا ہے کہ وہاں اَنْ کا محذوف ہونا واجب ہے۔ اس کے متعلق چند باتیں باقی رہ گئی ہیں:

(۱) جو جملے الف کے نیچے ہیں اُن میں تین مضارع، يُحِبَّ، تَنْدَمَ اور يَسْتَغْنِيَ منصوب ہیں کیوں کہ ان کے پہلے فَ آیا ہے۔ اس فَ کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ فَ سے پہلے کہا گیا ہے وہ سبب ہے اُس چیز کے حاصل

ہونے کا، جو فَ کے بعد کہا گیا ہے؛ جیسے: پہلی مثال میں اِحسان سبب ہے محبت کے حاصل ہونے کا۔ اسی لیے یہ فَ، فاءِ سَبَبِیہ (یعنی سبب کی فَ) کہلاتا ہے۔
یہ فَ پہلی دو مثالوں میں اَحْسِنْ اور لَا تَعْجَلْ کے بعد آیا ہے اور دونوں جگہ کسی چیز کو طلب کرتا ہے۔ تیسری مثال میں وہ لَمْ یَقْتَصِدْ کے بعد ہے؛ اور تمہیں معلوم ہے کہ لَمْ سے نفی ہو جاتی ہے۔ عرب کے لوگ فاءِ سَبَبِیَّہ کے بعد اَنْ نہیں بولتے۔ اسی محذوف اَنْ کی وجہ سے یہ سب مضارع منصوب ہو گئے ہیں۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ فَاءِ سَبَبِیَّہ کے بعد اَنْ کا مضمر (پوشیدہ) رہنا واجب ہوتا ہے، خواہ وہ فَ طلب کے معنی دے، یا نفی کے۔
(۲) ب کے نیچے بھی مضارع، تَفْعَلَ، تَنَامَ اور اَکُنْ منصوب ہیں۔ اُن کے پہلے واو ہے، جو اپنے پہلے اور بعد کے لفظ کو جمع کر دیتا ہے اور واو مَعِیَّۃ کہلاتا ہے۔
پہلی دو مثالوں میں جو واو ہے وہ طلب کے معنی پیدا کرتا ہے، اور تیسری میں نفی (انکار) کے۔ ایسے واو کے بعد بھی اہل عرب اَنْ نہیں بولتے، بلکہ اسے مضمر رکھتے ہیں۔ اُسی مضمر اَنْ کی وجہ سے یہ مضارع منصوب ہو گئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ واو مَعِیَّۃ کے بعد بھی اَنْ کو مضمر رکھنا واجب ہے۔
(۳) جو مثالیں ج کے نیچے ہیں، اُن میں مضارع تَکُونَ، تَظْفَرَ اور اَسْلَمَ منصوب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پہلے لام (مکسور) لگا ہوا ہے۔ اس لِ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا ماقبل کوئی ایسی علّت ہے، جو اپنے مابعد کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ پہلی ہی مثال میں احسان علّت ہے محبّت کی۔ یہی حال اور مثالوں کا ہے۔ اس لِ کو لامُ التَّعلیل کہتے ہیں؛ اور اُس کے بعد جو مضارع آتا ہے وہ منصوب ہوتا ہے، خواہ اُس کے ساتھ اَنْ محذوف ہو، جیسا کہ پہلی تین مثالوں میں؛ خواہ اَنْ ظاہر ہو،

جیساکہ بعد کی تین مثالوں میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس مضارع کے پہلے لِ ہو اور اُس کے بعد اَنْ ظاہر نہ ہو اُسے نصب دینا جائز ہے۔

ان دونوں سبقوں سے یہ قاعدے نکلے:

قاعدہ: (ا) پانچ موقعوں پر اَنْ کے مضمر ہونے کی وجہ سے مضارع کو نصب دینا واجب ہے:

(۱) لَمْ کے بعد، جب اُس کے پہلے نفی بھی ہو،

(۲) حَتّٰی کے بعد،

(۳) اَوْ کے بعد، جب اُس کے معنی اِلٰی یا اِلَّا کے ہوں،

(۴) فاء سَبَبِیَّہ کے بعد، جو نفی یا طلب سے پہلے آوے،

(۵) واو مَعِیَّۃ کے بعد، جو نفی یا طلب سے پہلے آوے،

(ب) لامِ تَعْلِیْل (لِ) کے بعد، اگر اَنْ مضمر ہو، تو مضارع کو نصب دینا جائز ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں ایسے مضارع بتاؤ جو مضمر اَنْ کے سبب سے منصوب ہوگئے ہیں:

۱۔ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا — ہم نے تمہیں جماعتیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو

۲۔ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ — تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاوے

۳۔ لَا تَأْكُلْ وَتَفْتَحَ فَاكَ — مت کھا جب تک کہ تو اپنا مُنّہ نہ کھولے

۴۔ لَمْ اَكُنْ لِاَسْجُدَ لِبَشَرٍ — میں ایسا نہیں ہوا کہ کسی بشر کو سجدہ کروں

۵۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ — تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزوں میں سے (خرچ) نہ کرو گے

۶۔ لَا تَكْذِبْ فَتُحْتَقَرَ — جھوٹ نہ بول، تاکہ تجھے ذلیل نہ کیا جاوے

سبق ۲۶

مضارع: لامِ تاکید اور نونِ تاکید کے ساتھ

الف

(۱) لَتَرْكَبَنَّ عَلَى الْفَرَسِ	تو گھوڑے پر ضرور ضرور چڑھے گا
(۲) وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ الرَّشِيْدَ	خدا کی قسم میں رشید کو ضرور ضرور ماروں گا
(۳) لَتَذْهَبُنَّ اِلَى السُّوْقِ	تم سب ضرور ضرور بازار کو جاؤ گے
(۴) لَيَكْتُبَانِّ الرِّسَالَةَ	وہ دونوں ضرور ضرور خط لکھیں گے

ب

(۱) لَنَسْفَعَنْ بِالنَّاصِيَةِ	ہم ضرور ضرور اس کو پیشانی پکڑ کر کھینچیں گے
(۲) لَتَسْمَعَنْ هٰذَا الْخَبَرَ	تو ضرور ضرور یہ خبر سنے گا
(۳) لَيَغْسِلَنْ يَدَيْهِ بِالصَّابُوْنِ	وہ ضرور ضرور صابون سے اپنے ہاتھ دھوئے گا
(۴) لَتَأْكُلِنْ دَوَاءً	تو ضرور ضرور دوا ری کھائے گی

اوپر کی سب مثالوں پر غور کرو گے، تو معلوم ہوگا کہ سب میں فعل مضارع کے شروع میں لَ (لام مفتوح) ہے۔ اِس لام کو لامِ تاکید کہتے ہیں۔ اسی طرح الف کے نیچے کی مثالوں کے آخر میں مشدّد نون ہے، اور ب والی مثالوں کے

آخر میں ساکن نون ہے ۔ یہ دونوں نونِ تاکید کہلاتے ہیں : مشدّد نون کو نونِ ثقیلہ اور ساکن نون کو نونِ خفیفہ کہتے ہیں ۔ لامِ تاکید کی طرح اس نون سے بھی تاکید کے معنی پیدا ہوتے ہیں ۔ اسی سبب سے ان فعلوں کے معنی میں "ضرور ضرور" دو دفعہ آتا ہے ، کیوں کہ دوہری تاکید کی گئی ہے ۔ پہلے لامِ تاکید کے ساتھ اور پھر نونِ (ثقیلہ یا خفیفہ) کے ساتھ ۔

الف کے نیچے (۴) میں مضارع مذکر غائب کے تثنیہ کا صیغہ ہے ، مگر ب کے نیچے کہیں نہیں ہے ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نونِ خفیفہ کے مضارع کے تثنیہ کا کوئی صیغہ نہیں آتا ۔ اسی طرح نونِ خفیفہ کے ساتھ جمع مونث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے بھی نہیں آتے ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : (۱) مضارع کے فعلوں میں زیادہ تاکید پیدا کرنے کے لیے مضارع کے شروع میں لامِ تاکید اور آخر میں نونِ تاکید زیادہ کیے جاتے ہیں ۔

(۲) لامِ تاکید مفتوح ہوتا ہے ، اور نون تاکید مشدّد ، یا ساکن ہوتا ہے ۔

(۳) جب مضارع کے بعد نون خفیفہ ہوتا ہے ، تو اُس سے تثنیہ کے صیغے نہیں آتے ۔

لامِ تاکید اور نونِ تاکید کے ساتھ مضارع کی پوری گردان یوں ہوتی ہے :

یَفْعَلُ مضارع سے

غائب	مذکر	واحد	لَیَفْعَلَنَّ	لَیَفْعَلَنْ
		تثنیہ	لَیَفْعَلَانِّ	۔
		جمع	لَیَفْعَلُنَّ	لَیَفْعَلُنْ
	مونث	و	لَتَفْعَلَنَّ	لَتَفْعَلَنْ
		ت	لَتَفْعَلَانِّ	۔
		ج	لَیَفْعَلْنَانِّ	۔
حاضر	مذکر	و	لَتَفْعَلَنَّ	لَتَفْعَلَنْ
		ت	لَتَفْعَلَانِّ	۔
		ج	لَتَفْعَلُنَّ	لَتَفْعَلُنْ
	مونث	و	لَتَفْعَلِنَّ	لَتَفْعَلِنْ
		ت	لَتَفْعَلَانِّ	۔
		ج	لَتَفْعَلْنَانِّ	۔
متکلم	مذکر و مونث	و	لَاَفْعَلَنَّ	لَاَفْعَلَنْ
		ت ج	لَنَفْعَلَنَّ	لَنَفْعَلَنْ

مشق

(۱)

نیچے کے مضارعوں پر لام تاکید اور نون ثقیلہ و خفیفہ لگاکر گردان کر جاؤ:

يَقْتُلُ	تَذْهَبُ	تَقْرَؤُنَ
اَسْمَعُ	يَجْلِسَانِ	يَحْسِبْنَ
تَكْتُبِيْنَ	تَفْتَحَانِ ۔	

(۲)

نیچے کے فقروں کا ترجمہ کرو:

۱۔ لَتَذْهَبَنَّ غَدًا

۲۔ وَاللّٰهِ لَآكُلَنَّ خُبْزًا

۳۔ لَأَكْتُبَنَّ اِلَيْهِ مَكْتُوبًا

۴۔ لَيَسْمَعْنَانِّ الْخُطْبَةَ فِي الْمَسْجِدِ

۵۔ لَتَحْسِبِنَّ زَيْدًا عَالِمًا

۶۔ لَتُكْرِمُنَّ اُمَّكُمْ

سبق ۲۷

فعل مجرد اور فعل مزید فیہ

(۱) مجرد

ب	الف
(۱) دَحْرَجَ اللاَّعِبُ الکُرَۃَ	(۱) حَسُنَ الھَوَاءُ
(۲) بَعْثَرَ الخادمُ الحَبَّ	(۲) نَجَحَ الدَّوَاءُ
(۳) زَلْزَلَ البُرکانُ الارضَ	(۳) فَرِحَ محمودٌ بالشِّفاءِ

الف کے نیچے جو افعال (حَسُنَ، نَجَحَ، فَرِحَ) ہیں اُن میں تین تین حروف ہیں۔ ان میں کوئی حرف زاید نہیں، بلکہ سب اصلی حروف ہی ہیں۔ اس صورت کے جتنے افعال ہیں وہ ثُلاثی مجرّد کہلاتے ہیں۔

ب کے نیچے جو افعال (دَحْرَجَ، بَعْثَرَ، زَلْزَلَ) ہیں اُن میں چار چار حروف ہیں۔ ان میں کوئی حرف زاید نہیں ہے۔ اس صورت کے جتنے افعال ہیں وہ رباعی مجرد کہلاتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: فعل مجرد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ثُلاثی مجرّد، وہ جن میں صرف تین حروف اصلی ہوں۔

(۲) رباعی مجرّد، وہ جن میں چار حروف اصلی ہوں۔

(۲) مزید فیہ

(ا) ثلاثی مزید فیہ

ایک حرف کے ساتھ	دو حرفوں کے ساتھ	تین حرفوں کے ساتھ
(۱) اَخْرَجَ	(۱) اِنْقَطَعَ	(۱) اِسْتَغْفَرَ
(۲) قَابَلَ	(۲) اِجْتَمَعَ	(۲) اِخْشَوْشَنَ
(۳) عَلَّمَ	(۳) اِحْمَرَّ	(۳) اِجْلَوَّذَ
	(۴) تَقَابَلَ	(۴) اِحْمَارَّ
	(۵) تَعَلَّمَ	

اوپر کے افعال میں تین حروف تو اصلی ہیں اور باقی زاید ؛ مثلاً : فعل اَخْرَجَ کو لو ۔ اس کی اصل تو خَرَجَ ہے ؛ اس کے علاوہ جو ہمزہ اس میں ہے وہ زاید ہے ۔ فعل اِنْقَطَعَ کی اصل قَطَعَ ہے اور دو حروف ، ہمزہ اور نون، اس میں زاید ہیں. فعل اِسْتَغْفَرَ کی اصل غَفَرَ ہے اور تین حروف، ہمزہ، سین اور تے، اس میں زاید ہیں ۔ اسی طرح باقی افعال کو قیاس کر لو ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا :

قاعدہ : فعل ثلاثی میں اگر ایک، یا دو، یا تین حروف زاید ہوں تو وہ ثلاثی مزید فیہ کہلاتے ہیں ۔

(ب) رباعی مزید فیہ

ایک حرف کے ساتھ	دو حرفوں کے ساتھ
(۱) تَدَحْرَجَتِ الْكُرَةُ	(۱) اِطْمَاَنَّ الْمَرِيْضُ
	(۲) اِحْرَنْجَمَتِ الْاِبِلُ

فعل تَدَحرَجَ کے حروف اصلی چار ہیں اور ایک حرف (ت) زاید ہے۔ افعال اِطْمَأَنَّ ، اِحْرَنْجَمَ ، میں حروف اصلی چار ہیں اور دو دو حروف زاید ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اگر فعل رباعی میں ایک یا دو حروف زاید ہوں، تو وہ رباعی مَزِیْد فِیْہِ کہلاتے ہیں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں افعال مجرد، مزید اور حروف زایدہ بتاؤ:-

(۱) دَاعَبَتِ الأُمُّ طِفْلَهَا

(۲) نَسَّقَ الْبُسْتَانِيُّ الأَزْهَارَ

(۳) زَخْرَفْتُ الدَّارَ إِكْرَامًا لِلضُّيُوفِ

(۴) أَثْنَى النَّاظِرُ عَلَى الْمُجِدِّيْنَ

(۵) فَرِحَ التِّلْمِيْذُ بِجَائِزَتِهِ

(۶) أَجَادَ الصَّانِعُ عَمَلَهُ

(۷) تَأَلَّمَ الْجَرِيحُ مِنْ جُرْحِهِ

(۸) اِنْقَادَ الْجَمَلُ لِلطِّفْلِ

(۹) اِقْشَعَرَّ الْقِطُّ مِنَ الْبَرْدِ

(۱۰) اِسْتَدْعَى الدَّاءُ فَحَضَرَ الدَّوَاءُ

(۱۱) اِتَّعَظَ الْعَاقِلُ بِغَيْرِهِ

(۱۲) تَبَرْقَعَتِ الْفَتَاةُ اِهْدَاءً بِأُمِّهَا

سبق ۲۸

اِسمُ فاعل

ب	الف
(۱) الحِصانُ مُسرِعٌ	(۱) القَمَرُ طالِعٌ
گھوڑا تیز ہے	چاند نکلا ہوا ہے
(۲) الجُندِیُّ مُعتَدِلٌ	(۲) القارِبُ سائِرٌ
سپاہی درمیانہ قد کا ہے	کشتی چل رہی ہے
(۳) شَعرُ المَحمُودِ مُستَرسِلٌ	(۳) المَلّاحُ جالِسٌ
محمود کے بال چھٹے ہوئے ہیں۔	ملّاح بیٹھا ہوا ہے

جب ہم اَکل (کھانا) کا کام کرنے والے کو کسی اسم کے ذریعے سے بیان کرنا چاہتے ہیں، تو آکِلٌ کہتے ہیں۔ اسی طرح پینے والے کو شارِبٌ کہتے ہیں۔ تمام اسماء جو کسی فعل کے کرنے والے پر دلالت کریں، اِسمِ فاعل کہلاتے ہیں۔

(۱) الف کی مثالوں میں کلمات طالِعٌ، سائِرٌ، جالِسٌ ایسے اسماء ہیں، جو طُلُوع، سَیر اور جلوس کے فاعل کے نام ہیں، اس لیے اسم فاعل کہلاتے ہیں۔ ان کلمات کے افعال، یعنی طَلَعَ، سارَ اور جَلَسَ تین تین حرفوں سے بنے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل ثُلاثی کا اِسم فاعل، فاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

(۲) ب کے نیچے کی مثالوں میں اِسم فاعل مُسرِعٌ اور مُستَرسِلٌ

ثلاثی مزید فیہ کے افعال أَسْرَعَ، اِعْتَدَلَ اور اِسْتَرْسَلَ سے نکلے ہیں۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثلاثی مجرد افعال کے علاوہ دوسرے افعال سے اسم فاعل، مضارع کے وزن پر اس طرح آتا ہے کہ حرف علامت مضارع کی جگہ میم مضموم آجاتا ہے اور ماقبلِ آخر مکسور ہو جاتا ہے ؛ جیسے : اسم فاعل مُرسِلٌ، کا مضارع یُرْسِلُ ۔یہی حالت مُعْتَدِلٌ اور مُسْتَرْسِلٌ کی ہے ۔
اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : اسم فاعل اگر فعل ثلاثی مجرد ہو، تو فاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے ، اگر فعل ثلاثی مزید فیہ، یا رُباعی ہو، تو مضارع کے وزن پر اس طرح آتا ہے کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم آتی ہے اور ماقبلِ آخر مکسور ہو جاتا ہے۔

مشق ۱

نیچے کی عبارت میں اسم فاعل بتلادو :

يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ الْحَازِمِ اَنْ يَكُونَ مُغْضِيًا عَنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ، مُسَالِمًا لِإِخْوَانِهِ، صَادِقًا فِي وُدِّهِ، مُخْلِصًا لِمُعَاشِرِيهِ، مُقْبِلًا عَلَيْهِمْ اِذَا كَانَ الزَّمَانُ مُدْبِرًا مُسْتَذْكِرًا مَنْ نَسِيَهُ وَاصِلًا مَنْ هَجَرَهُ ۔

مشق ۲

نیچے کے جملوں میں اسماء فاعل اور اُن کے حروف اور افعال بتلادو :

(۱) اَلرِّيَاضَةُ مُفِيدَةٌ — کثرت مفید ہے
(۲) اَلسِّكِّينُ حَادٌّ — چھری تیز ہے

(۳) اَلْاِخْوَانُ مُتَشَابِھَاتٌ

دونوں بھائیوں کی صورتیں ملتی ہیں

(۴) اَلْفَلَّاحُ قَانِعٌ

کسان قناعت کرنے والا ہے۔

(۵) اَلْاُمَّۃُ مُتَّحِدَۃٌ

قوم میں ایکا ہے

(۶) اَلْغُبَارُ ثَائِرٌ

غبار اوپر کو اٹھنے والا ہے

(۵) اَلْاَخَوَاتُ مُتَّفِقَاتٌ

بہنیں متفق ہیں

(۸) اَلْمَرِیْضُ مُسْتَرِیْحٌ

مریض آرام کرنے والا ہے

(۹) اَلْحِرْبَاءُ مُتَلَوِّنَۃٌ

گرگٹ رنگ بدلنے والا ہے

(۱۰) الصُّنَّاعُ مَاھِرُوْن

سب کاری گر ماہر ہیں

(۱۱) اَلْقَاضِی عَادِلٌ

قاضی عدل کرنے والا ہے

(۱۲) الھواءُ مُنْعِشٌ

ہوا تیز ہونے والی ہے

سبق ۲۹

الف الوصل اور ہمزۃ القطع

(۱)

الف الوصل

افعال میں	اسماء میں	حروف میں
(۱) قَدِ اجْتَمَعَ التَّلَامِيْذُ	(۱) يَسُرُّنِي اجْتِمَاعُنَا	اَلْ
(۲) هَلِ اسْتَخْرَجْتَ الْكِتَابَ ؟	(۲) لَا تَتَأَخَّرْ عَنِ اسْتِخْرَاجِ الْكِتَابِ	
(۳) تَأَمَّلْ وَاسْتَنْبِطْ	اِبْنٌ ۔ اِبْنَةٌ ۔ اِبْنَمٌ ۔	
(۴) قُلِ الصِّدْقَ وَاسْتَمْسِكْ بِهٖ	اِمْرِئٌ ۔ اِمْرَأَةٌ ۔ اِسْمٌ	
(۵) اِحْفَظْ مَالَكَ اُصْدُقْ فِي حَدِيْثِكَ	اِسْتٌ ۔ اَيْمُنٌ ۔ اِثْنَانِ اِثْنَتَانِ	

جو الف اپنے ماقبل کے ساتھ ملنے میں گر جاوے اور شروع کلام کے سوا نہ بولا جاوے، وہ الف الوصل کہلاتا ہے؛ مثلاً: اِجْتَمَعَ کا الف جب دوسرے کلمے کے ساتھ ملایا جاوے؛ جیسے قَدِ اجْتَمَعَ التَّلَامِيْذُ میں، تو الف نہیں بولا جاوے گا اور قد کی دال کے نیچے زیر آکر اِجْتَمَعَ کی جیم ساکن سے مل جاوے گی اور الف حذف ہو جاوے گا۔

جو مثالیں اوپر دی گئی ہیں اُن پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ:

(۱) معرفہ کے ال کا الف؛ جیسے: اَلْوَالِدُ وَ الزَّیْدِ میں ال کا الف۔

(۲) ثلاثی مجرد کے امر کا الف؛ جیسے: قَالَ اُكْتُبْ۔

(۳) الف الوصل میں افعال میں پانچ حرف کی ماضی کے ساتھ؛ جیسے: اِجْتَمَعَ؛ چھ حرف کی ماضی کے ساتھ؛ جیسے: اِسْتَخْرَجَ؛ پانچ حرف کے امر کے ساتھ؛ جیسے: اِنْتَبِهْ؛ چھ حرف کے امر کے ساتھ؛ جیسے: اِسْتَمْسِكْ؛ اور تین حرف کے امر کے ساتھ؛ جیسے: اِحْفَظْ، اُصْدُقْ آسکتا ہے۔

(۴) الف الوصل اسماء میں پانچ یا چھ حرف کے مصدر کے ساتھ آسکتا ہے؛ جیسے: اِجْتِمَاع اور اِسْتِخْرَاج۔ اس کے علاوہ یہ الف قیاسی افعال اور مصادر کے ساتھ اور اُن دس سماعی اسماء کے ساتھ بھی آسکتا ہے، جو اِبْن سے اِثْنَتَان تک اوپر کی مثالوں میں دیے گئے ہیں۔

(۵) ان متذکرہ بالا لفظوں، یعنی اِبْن سے اثنتان تک کا ابتدائی الف بولا جاتا ہے۔

اوپر کی مثالوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ الف الوصل شروع کلام میں مکسور آتا ہے، مگر اَلْ اور اَیْمُنُ میں مفتوح ہوتا ہے۔ جس فعل امر کا ماقبل آخر مضموم ہوتا ہے اُس میں یہ الف مضموم ہی آتا ہے؛ جیسے: اُصْدُقْ۔

---

(۴)

ہمزۃ القطع

علاوہ اُن صورتوں کے جو اوپر بیان ہو چکی ہیں، ہر الف جو لفظ کے شروع میں ہو ہمزۃ القطع کہلاتا ہے۔

جو الف، یا ہمزہ ایسی صورتوں میں گر کر دوسرے حرف کے ساتھ ملتا ہے،
اُس پر یہ علامت (ﺻ) دی جاتی ہے۔
اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (۱) الف الوصل وہ ہے، جو کسی لفظ کا پہلا حرف ہو اور ماقبل سے ملے تو گر جاوے۔

(۲) ہمزۃ القطع وہ ہے جو اپنے ماقبل کلمے سے ملتے وقت نہیں گرتا۔

مشق

نیچے کی عبارت میں الف الوصل اور ہمزۃ القطع بتلاؤ:

أَوْصَى بَعْضُ الْأُدَبَاءِ ٱبْنَهُ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! إِذَا ٱلْتَبَسَ عَلَيْكَ أَمْرٌ فَٱسْتَعِنْ بِمَشُورَةِ ٱمْرِئٍ عَاقِلٍ؛ وَٱعْلَمْ أَنَّ ٱلِٱتِّعَاظَ بِٱلْغَيْرِ أَمَانٌ مِنَ ٱلزَّلَلِ. يَا بُنَيَّ! أَكْرِمْ عِرْضَكَ وَٱحْتَفِظْ بِهِ جُهْدَكَ وَٱسْتَمِعْ إِرْشَادَ ٱلْقَائِلِ

سبق ۳۰

اِسمِ مفعول

الف	ب
(۱) اَلْعُصْفُوْرُ مَحْبُوْسٌ	(۱) اَلْمِعْطَفُ مُعَلَّقٌ
چڑیا قیدی ہے	کوٹ ٹنگا ہے
(۲) اَلْکِتَابُ مَفْتُوْحٌ	(۲) اللِّصُّ مُعْتَقَلٌ
کتاب کھلی ہے	چور قید ہے
(۳) اللِّوَاءُ مَرْفُوْعٌ	(۳) السَّمَكُ مُسْتَخْرَجٌ
جھنڈا اونچا ہے	مچھلی نکلے گی

اگر ہم کوئی ایسا اسم لانا چاہیں، جو ایسی چیز پر دلالت کرے جس پر حَبْس کا فعل واقع ہوا ہو، تو اُسے مَحْبُوس کہیں گے؛ جس پر فَتْح کا فعل واقع ہوا ہو، اُس کو مَفْتُوحٌ اور جس پر رَفْع کا فعل واقع ہوا ہو اُسے مَرْفُوع کہیں گے چوں کہ ان میں سے ہر ایک اسم اُس پر دلالت کرتا ہے جس پر کوئی فعل واقع ہوا ہے، اس لیے اُسے "اِسْمِ مفعول" کہتے ہیں۔ اب ہم تمہیں اُس کے بنانے کی ترکیب بتاتے ہیں:

(۱) الف کے نیچے ایک اسم مفعول مَحْبُوْسٌ ہے، جو مَفْعُوْلٌ کے وزن پر ہے۔ یہ فعل حَبَسَ سے بنا ہے، جو ثلاثی ہے۔ یہی حال مَفْتُوحٌ اور مَرْفُوعٌ کا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ فعل ثلاثی کا اسم مفعول ہمیشہ

مُفعولٌ کے وزن پر آتا ہے۔

(۲) ب کے نیچے مُعلَّقٌ، مُعتَقَلٌ اور مُستَخرَجٌ اسم مفعول ہیں، جو ثلاثی مزید فیہ کے افعال عَلَّقَ، اِعتَقَلَ اور اِستَخرَجَ سے بنے ہیں۔ ان افعال کا اسم مفعول مضارع کے وزن پر آتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ حرفِ علامتِ مضارع کی جگہ میم مضموم رکھی جاتی ہے، اور ما قبل آخر حرف کو فتحہ دے دیا جاتا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اسم مفعول وہ اسم ہے، جو لفظِ فعل سے بنایا جاتا ہے اور اُس پر دلالت کرتا ہے جس پر وہ فعل واقع ہوا ہو،

ثلاثی مجرد افعال میں یہ مفعولٌ کے وزن پر آتا ہے؛ اور غیر ثلاثی مجرد میں وزنِ مضارع پر، اس طرح کہ علامتِ مضارع کی جگہ م مضموم آتی ہے اور ماقبل آخر حرف پر فتحہ ہوتا ہے۔

مشق ۱

نیچے کی عبارت پڑھ کر اس میں اسم مفعول بتاؤ۔

اَلْاِمامُ العادِلُ قِوامُ کُلِّ مائِلٍ، و نَصَفَۃُ کُلِّ مُستَضعَفٍ، ظِلُّہٗ مَمدُودٌ، وخَیرُہٗ مَقصُودٌ، مُؤتَمَنٌ عَلَی حقوقِ رعیّتِہٖ؛ مُستَحفَظٌ عَلَی حِمَی اُمَّتِہٖ؛ قولُہٗ مَسمُوعٌ، وادبُہٗ متبوعٌ؛ مُراقِبٌ لِلّٰہِ، مُؤثِرٌ لِطاعتِہٖ، مجاھِدٌ فی سبیلِہٖ۔

مشق ۲

نیچے کے جملوں میں اسم مفعول نکالو اور یہ بتاؤ کہ ان میں سے کون افعال ثلاثی سے بنا ہے اور کون غیر ثلاثی سے :-

(۱) اَلْمَغْرُوْرُ مُعْجَبٌ بِنَفْسِهٖ

مغرور آدمی اپنے آپ کو پسند کرتا ہے

(۲) اَلْعَدُوُّ مَغْلُوْبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ

دشمن اپنے کام میں دبا رہتا ہے

(۳) کَانَ الْعَبِیْدُ مُسَخَّرِیْنَ

غلام لوگ پکڑے گئے تھے

(۴) ذُو النِّعْمَةِ مَحْسُوْدٌ

نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے

(۵) اَلْمُحِقُّ مَنْصُوْرٌ، وَالْمُبْطِلُ مَخْذُوْلٌ

سچ والا فتح پاتا ہے اور جھوٹ والا چھوڑ دیا جاتا ہے

(۶) اَلْمُهْمِلُ مُعَاقَبٌ وَالْمُجِدُّ مُثَابٌ

بیکار آدمی سزا پاتا ہے اور محنت کرنے والا انعام پاتا ہے

(۷) العددُ الاصغرُ مَطْرُوْحٌ

چھوٹا ہندسہ چھوڑ دیا جاتا ہے

(۸) زَمَنُ الامتحانِ محدودٌ

امتحان کا زمانہ گھرا ہوا ہے

(۹) مُبَارَاةُ الْکُرَةِ مُؤَجَّلَةٌ

گیند کے میچ کے لیے وقت مقرر ہے

(۱۰) اَلْمُؤْمِنُ مُصَابٌ

ایمان دار آدمی تکلیف میں ہوتا ہے۔

سبق ۳۱
ضمیر اور اس کی قسمیں

الف	ب	ج
(۱) أَنَا نَاجِحٌ	(۱) إِيَّايَ تُعَلِّمُ	(۱) أَكْرَمْتُ أَخَاكَ لِأَنَّهُ صَادِقٌ
میں کامیاب ہوں	تو خاص مجھ ہی کو پڑھاتا ہے	میں نے تیرے بھائی کا ادب کیا کیوں کہ وہ سچا ہے
(۲) أَنْتَ مُتَقَدِّمٌ	(۲) إِيَّاكَ نَعْبُدُ	(۲) اَلتُّجَّارُ رَبِحُوا فِي تِجَارَتِهِم
تو پہلا ہے	ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں	سوداگروں نے اپنی تجارت میں نفع اٹھایا
(۳) هُوَ صَادِقٌ	(۳) إِيَّاهُ أَمْدَحُ	(۳) اَلشُّجَاعُ يُقْدِمُ وَالْجَبَانُ يُحْجِمُ
وہ سچا ہے	میں اُسی کی تعریف کرتا ہوں	بہادر آگے بڑھتے ہیں اور بزدل ہٹ جاتے ہیں

یہ تو تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ ضمیر بھی اِسم معرفہ کی ایک قسم ہے اور وہ کسی خاص اور معیّن غائب، یا مخاطب، یا متکلم کی قائم مقام ہوتی ہے۔

(۱) الف کے نیچے تین ضمیریں آری ہیں: أَنَا، أَنْتَ اور هُوَ۔
پہلی ضمیر متکلم کی ہے، دوسری مخاطب کی اور تیسری غائب کی۔ ان ضمیروں کے بعد جو کلمہ آیا ہے، اُس کلمے سے یہ ضمیریں بولنے اور لکھنے میں بالکل جدا اور الگ، زبان اور قلم سے نکلتی ہیں، اسی لیے یہ ضمیریں "ضَمَائِرُ مُنْفَصِلَة" (الگ الگ ضمیریں) کہلاتی ہیں۔ یہ تینوں ضمیریں مبتدا ہیں، کیوں کہ وہ شروع کلام میں آری ہیں۔
چوں کہ تمام ضمیریں مبنی ہوتی ہیں، اس لیے وہ حالت رفع میں ہوتی ہیں۔
(۲) ب کے نیچے بھی تین ضمیریں ہیں: إِيَّايَ، إِيَّاكَ اور إِيَّاهُ۔ یہ بھی

پہلی متکلم کی ہے، دوسری مخاطب کی، تیسری غائب کی۔ ان سب کے منفصل ہونے کا بھی وہی سبب ہے، جو الف کے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے۔ گو کہ یَ، کَ اور ہٗ کی ضمیریں ان فقروں میں فعل سے پہلے ہیں، مگر ان کی اصلی جگہ فعل کے بعد ہے، کیوں کہ یہ سب مفعول ہیں۔ مفعول ہونے کے سبب سے یہ تینوں ضمیریں حالت نصب میں ہیں۔

تمام ضمائر منفصلہ ہمیشہ رفع، یا نصب کے موقعوں پر آتی ہیں، جیسا کہ تم اوپر دیکھ چکے ہو۔ یہ جر کے موقعے پر نہیں آیا کرتیں۔

(۳) ج کے نیچے جو مثالیں آ رہی ہیں اُن میں أَكْرَمْتُ میں تُ، أَخَاكَ میں كَ، لِأَنَّهٗ میں ہٗ، يَرْجُوْ میں واو اور تِجَارَتُهُمْ میں هُمْ، سب ضمیریں بولنے اور لکھنے میں اپنے اپنے کلمے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں، اس لیے "ضمائر متصلہ" (ملی ہوئی ضمیریں) کہلاتی ہیں۔ ضمائر متصلہ کبھی رفع کے موقعے پر ہوتی ہیں؛ جیسے: أَكْرَمْتُ کی تُ، کیوں کہ وہ فاعل واقع ہوئی ہیں؛ کبھی نصب کے موقعے پر؛ جیسے: لِأَنَّهٗ کی ہ، کیوں کہ وہ (یعنی ہ) أَنَّ کی اسم واقع ہوئی ہے؛ کبھی جر کے موقعے پر، جیسے: أَخَاكَ میں كَ، کیوں کہ وہ مضاف الیہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضمائر متصلہ، رفع، یا نصب، یا جر کے موقعوں پر آسکتی ہیں۔

اب اسی ج کی تیسری مثال کو دیکھو۔ اس میں ایک فعل يُقْدِمُ ہے کہ اُس کا کوئی فاعل ظاہر نہیں ہے۔ اگر غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ اُس کا فاعل وہ ضمیر ہے، جو مُسْتَتِرْ (چھپی ہوئی) ہے۔ وہ ضمیر کیا ہے؟ هُوَ، جو شجاع کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اب فعل يُحْجِمُ کو دیکھو۔ اس کا فاعل بھی ضمیر مُسْتَتِرْ ہے۔ وہ ضمیر بھی هُوَ ہی ہے، جو جبان کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضمیر یا تو ایسی ہو گی جو بولی جاتی ہو، جس کو ضمیر بارِز (ظاہر) کہتے ہیں؛ جیسے:

انا ناجحٌ یا اِیّاکَ اَکْرَمْتُ ہیں؛ یا ایسی ہوگی، جو بولی نہ جاتی ہو، جس کو ضمیر مُستَتر کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) ضمیر ایک اسم ہے، جو متکلم، یا مخاطب، یا غائب کی قائم مقام ہوتی ہے۔ اُس کی کئی قسمیں ہیں:

(ب) ایک ضمیر بارز (ظاہر) ہوتی ہے اور دوسری مُستَتِر (پوشیدہ)

(ج) ہر ضمیر بارز یا تو لکھنے اور بولنے میں اصل کلمے سے الگ ہوگی، جس کو "ضمیر منفصل" کہتے ہیں؛ یا کلمے کے ساتھ ملی ہوئی ہوگی، جس کو "ضمیر متصل" کہتے ہیں۔

(د) ضمائر منفصلہ یا تو رفع کے موقعے پر آتی ہیں، یا نصب کے موقعے پر؛ جر کے موقعے پر نہیں آتیں۔ ضمائر متصلہ رفع، نصب اور جر تینوں موقعوں پر آتی ہیں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں بتلاؤ کہ ضمائر منفصلہ اور ضمائر متصلہ کون کون سی ہیں:

(۱) سَمِعْتُ اَخِی وَهُوَ یَقْرَأُ
میں نے اپنے بھائی کو سنا اور وہ پڑھ رہا تھا

(۲) اَنْتُنَّ اُمَّهَاتُ الْمُسْتَقْبَلِ
تم سب (لڑکیاں) آیندہ کی مائیں ہو

(۳) نَحْنُ نُکْرِمُ ضَیْفَنَا
ہم اپنے مہمان کا ادب کرتے ہیں

(۴) هُمَا یَلْعَبَانِ فِی الْحَدِیْقَةِ
وہ دونوں پھلواری میں کھیل رہے ہیں

(۵) اَلْمُعَلِّمَاتُ یُهَذِّبْنَ التِّلْمِیْذَاتِ
معلم عورتیں شاگرد لڑکیوں کو مہذب بناتی ہیں

(۶) اَلْجُنُوْدُ یَمْشُوْنَ مَثْنَی
سپاہی دو دو ہو کر چل رہے ہیں

نیچے کے جملوں میں ضمائر مستترہ کو پہچانو :

(١) إِنِّي أَقُوْمُ بِوَاجِبِي
میں اپنے واجب کے واسطے کھڑا ہوا ہوں

(٢) لِتُنْجِزْ عَمَلَكَ
اپنے کام ضرور پورا کر

(٣) اَلذِّئْبُ يَعْوِي
بھیڑیا بول رہا ہے

(٤) لَا تُخَالِفْ أَبَاكَ
اپنے باپ کی مخالفت نہ کر

(٥) اَلزَّهْرَةُ ذَبُلَتْ
کلی کمھلا گئی

(٦) تُحِبُّ وَطَنَنَا
ہمارے (اپنے) وطن سے محبت کر

نیچے کے جملوں میں فاعل ظاہر کو ضمیر مستتر کردو :

(١) تُسْرِعُ السَّيَّارَةُ
ہوائی جہاز تیز چل رہا ہے

(٢) لَنْ يَتَأَخَّرَ الْقِطَارُ
ریل ہرگز دیر نہیں کرے گی

(٣) يَسْقُطُ الْمَطَرُ
بارش بند ہو جاوے گی

(٤) هَبَّتِ الرِّيَاحُ
ہوائیں چلیں

(٥) لَمْ تَحْضُرِ الْغَائِبَةُ
غائب عورت نہیں حاضر ہوئی

(٦) لَا يَنْجَحُ الْمُهْمِلُ
بیہودہ بات کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا

نیچے کی حکایت میں ضمائر مستترہ کو پہچانو۔

دَخَلَ وَلَدٌ بُسْتَانًا . قُطُوْفُهُ دَانِيَةٌ وَأَزْهَارُهَا نَاضِرَةٌ .
ایک لڑکا باغ میں داخل ہوا اس کے انگور پکے ہوئے تھے اور اس کی کلیاں تازہ تھیں۔
فَقَضَى بِهِ سَاعَةً ؛ وَلَمَّا هَمَّ بِالْخُرُوْجِ قَابَلَهُ الْبُسْتَانِيُّ .
بس وہ تھوڑی دیر وہاں ٹھیرا اور جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو باغ والا سامنے آیا

فَقَالَ لَهُ. يَا بُنَيَّ! اَلِمَ لَمْ تَقْطِفْ بَعْضَ الْاَزْهَارِ،

اُس نے اُس سے کہا کہ: اے میرے بیٹے! تو نے کچھ کلیاں کیوں نہ توڑ لیں

وَلَمْ يَكُنْ مَعَكَ اَحَدٌ؟" فَاَجَابَهُ الْوَلَدُ: " يَا سَيِّدِي!

اور تیرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا؟" لڑکے نے اُس کو جواب دیا: " اے میرے سردار!

اِنَّ ضَمِيْرِي يُرَاقِبُنِي وَاَخَافُ اَنْ اَرْتَكِبَ الْقَبِيْحَ اَمَامَهُ"

میرا ضمیر (دل) دیکھ رہا تھا اور میں ڈرتا تھا کہ اُس کے سامنے بُرا کام کروں"

سبق ۳۲

ضمیریں

غائب کی ضمیریں				
منفصل		متصل		صیغے
بحالت رفع	بحالت نصب	بحالت رفع	بحالت رفع و جر	
هُوَ وہ (ایک) مرد	اِيَّاهُ	كَتَبَ	عَلَّمَهُ اَخُوهُ	واحد مذکر
هُمَا وہ (دو) مرد	اِيَّاهُمَا	كَتَبَا	عَلَّمَهُمَا اَخُوهُمَا	تثنیہ مذکر
هُمْ وہ (سب) مرد	اِيَّاهُمْ	كَتَبُوْا	عَلَّمَهُمْ اَخُوهُمْ	جمع مذکر
هِيَ وہ (ایک) عورت	اِيَّاهَا	كَتَبَتْ	عَلَّمَهَا اَخُوهَا	واحد مؤنث
هُمَا وہ (دو) عورتیں	اِيَّاهُمَا	كَتَبَتَا	عَلَّمَهُمَا اَخُوهُمَا	تثنیہ مؤنث
هُنَّ وہ (سب) عورتیں	اِيَّاهُنَّ	كَتَبْنَ	عَلَّمَهُنَّ اَخُوهُنَّ	جمع مؤنث

مخاطب یا حاضر کی ضمیریں

منفصل		متصل		صیغے
بحالت رفع	بحالت نصب	بحالت رفع	بحالت نصب	
أَنْتَ تو (ایک) مرد	إِيَّاكَ	كَتَبْتَ	عَلَّمَكَ أَخُوكَ	واحد مذکر
أَنْتُمَا تم (دو) مرد	إِيَّاكُمَا	كَتَبْتُمَا	عَلَّمَكُمَا أَخُوكُمَا	تثنیہ مذکر
أَنْتُمْ تم (سب) مرد	إِيَّاكُمْ	كَتَبْتُمْ	عَلَّمَكُمْ أَخُوكُمْ	جمع مذکر
أَنْتِ تو (ایک) عورت	إِيَّاكِ	كَتَبْتِ	عَلَّمَكِ أَخُوكِ	واحد مؤنث
أَنْتُمَا تم (دو) عورتیں	إِيَّاكُمَا	كَتَبْتُمَا	عَلَّمَكُمَا أَخُوكُمَا	تثنیہ مؤنث
أَنْتُنَّ تم (سب) عورتیں	إِيَّاكُنَّ	كَتَبْتُنَّ	عَلَّمَكُنَّ أَخُوكُنَّ	جمع مؤنث

متکلم کی ضمیریں

منفصل		متصل		صیغے
بحالت رفع	بحالت نصب	بحالت رفع	بحالت نصب	
أَنَا	إِيَّايَ	كَتَبْتُ	عَلَّمَنِي أَخِي	واحد مذکر و مؤنث
نَحْنُ	إِيَّانَا	كَتَبْنَا	عَلَّمَنَا أَخُونَا	تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث

جو ضمائر ہم نے اوپر لکھی ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ:

(۱) رفع کی منفصلہ ضمیریں بارہ ہیں: ان میں سے پانچ غائب کی ہیں، پانچ مخاطب کی اور دو متکلم کی۔

(۲) نصب کی منفصلہ ضمیریں بھی بارہ ہیں: ان میں سے پانچ غائب کی ہیں، پانچ مخاطب کی اور دو متکلم کی۔ یوں منفصلہ ضمیریں گنتی میں چوبیس[۲۴] ہوئیں۔

(۳) متصلہ ضمیریں رفع کے لیے کُل پانچ ہیں؛ یعنی تَ[۱]، الف[۲]، واو[۳]، نَ[۴] اور یِ[۵]۔ جو ضمیریں نصب اور جر کے لیے آتی ہیں وہ تین ہیں: یعنی کَ[۱]، یَ[۲] اور ہٗ[۳]۔ جو ضمیر متصل رفع، نصب اور جر کے لیے آتی ہے، وہ صرف ایک ہے؛ یعنی نا۔ یوں متصلہ ضمیریں گنتی میں نَو[۹] ہوئیں:

متصلہ ضمیروں کی جو مثالیں اوپر لکھی گئی ہیں، اُن کو تم آسانی سے پہچان لوگے۔ اب رہ گئیں منفصلہ ضمیریں، اُن کو استعمال کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ رفع کی ضمیروں میں سے کوئی ضمیر لے لو اور اُن کو مبتدا بنا لو۔ اس طرح تم کہہ سکتے ہو کہ "اَنَا مُجْتَهِدٌ" اور "نَحْنُ مُجْتَهِدُونَ"۔ بس یوں ہی بناتے چلے جاؤ۔ رہ گئیں نصب کی ضمیریں۔ اُن میں سے کوئی سی ضمیر لو اور اُس کو مفعول بنالو۔ یوں تم کہہ سکتے ہو کہ "اِیَّاكَ اَكْرَمْتُ" اور "اِیَّاكُمْ اُعَلِّمُ"۔ اور یوں ہی اور بناتے چلے جاؤ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (۱) رفع کے لیے منفصلہ ضمیریں بارہ ہیں یعنی:

غائب کے لیے، هُوَ[۱]، هِيَ[۲]، هُمَا[۳]، هُمْ[۴] اور هُنَّ[۵]،

مخاطب کے لیے، اَنْتَ[۶]، اَنْتِ[۷]، اَنْتُمَا[۸]، اَنْتُمْ[۹] اور اَنْتُنَّ[۱۰]

متکلم کے لیے اَنَا[۱۱] اور نَحْنُ[۱۲]

(۲) نصب کی منفصلہ ضمیریں بھی، بارہ ہیں؛ یعنی:
غائب کے لیے۔ إِيَّاهُ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ اور إِيَّاهُنَّ
مخاطب کے لیے۔ إِيَّاكَ، إِيَّاكِ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُمْ اور إِيَّاكُنَّ
متکلم کے لیے۔ إِيَّايَ اور إِيَّانَا۔

(۳) رفع کے لیے پانچ ضمائر متصلہ ہیں؛ یعنی:
(۱) واحد مخاطب اور واحد متکلم کے لیے تُ
(۲) تثنیہ کے لیے الف
(۳) جمع مذکر کے لیے واو
(۴) جمع مؤنث کے لیے نون
(۵) مخاطب مؤنث کے لیے یٖ

(د) ضمیر متصل واحد رفع، نصب اور جر کے لیے صرف ایک ہے؛ یعنی نَا۔

مشق

نیچے کے جملوں میں وہ ضمائر بتلا دو جو رفع کے لیے مخصوص ہیں، جو نصب کے لیے مخصوص ہیں اور وہ ضمائر بتلا دو جو نصب اور جر دونوں کے لیے اور رفع، نصب اور جر، تینوں کے لیے آتی ہیں:

(۱) اَلْأَسَدُ حَيَوَانٌ مُفْتَرِسٌ
شیر درندہ جانور ہے

(۲) اَلْفَلَّاحُونَ هُمْ عِمَادُ الْأُمَّةِ
کاشتکار (گویا) قوم کے ستون ہیں

(۳) اَلْفَتَيَاتُ يَسُقْنَ السَّيَّارَاتِ
لڑکیاں ہوائی جہاز چلاتی ہیں

(۴) مَا كَافَأْتُ إِلَّا إِيَّاكَ
میں نے تجھ ہی کو بدلہ دیا ہے

(۵) اَلْهِنْدِيُّوْنَ اَقْبَلُوْا عَلَى التَّعْلِيْمِ
ہندوستانیوں نے سیکھنا شروع کر دیا

(۶) اَطِيْعَا نَصِيْحَةَ اَبِيْكُمَا
تم (دونوں) اپنے باپ کی نصیحت کو مانو

(۷) لَعَلَّكَ تَبْرَأُ مِنْ مَرَضِكَ
تو عن قریب اپنی بیماری سے اچھا ہو جاوے گا

(۸) اِيَّاكُمْ عَظَّمْنَا
ہم نے تمہاری ہی بڑائی کی

(۹) يَسُرُّنِيْ اَنْ أَرَى اَبِيْ
یہ بات مجھے خوش کرتی ہے کہ میں اپنے باپ کو دیکھوں گا

(۱۰) هُمَا يَتَسَابِقَانِ فِي الْحَدِيْقَةِ
وہ (دونوں) چمن میں دوڑنے میں مقابلہ کر رہے ہیں

(۱۱) كُنْتُمْ تَسْبَحُوْنَ فِي النَّهْرِ
تم (سب) نہر میں تیر رہے تھے

(۱۲) اُصْدُقُوْا فِيْ اَقْوَالِكُمْ
اپنی باتوں میں سچ بولو

نیچے کے دو جملوں میں ضمیر واحد مؤنث، تثنیہ اور جمع کا استعمال کر کے دکھلاؤ:

اَنْتَ نَجَحْتَ فِي الْاِمْتِحَانِ
تو امتحان میں کامیاب ہو گیا

اِيَّاكَ يُكَافِئُ الْمُعَلِّمُ
تجھ ہی کو استاد سزا دیتا ہے

نیچے کے دو جملوں میں واحد، تثنیہ اور جمع کی ضمیریں بتلاؤ:

(۱) هُوَ يُنْجِزُ الْوَعْدَ
وہ وعدہ پورا کرے گا

(۲) اِيَّاهُ يَقْصِدُ الْبَائِسُ
فقیر اسی کے پاس جاتا ہے

نیچے کے جملوں میں ضمائر منفصلہ کو ضمائر متصلہ میں بدل دو:

(۱) اِيَّاكَ سَمِعْتُ
میں نے تجھ ہی کو سنا

(۲) اِيَّاكُنَّ اَقْصِدُ
میں تم ہی سب (عورتوں) کے پاس جاؤں گا

(۳) إِيَّاهَا عَرَفْتُ
اُسی عورت کو میں نے پہچانا

(۴) إِيَّاهُمْ أَسْأَلُ
مَیں اُن ہی سے پوچھتا ہوں

(۵) إِيَّانَا يُكْرِمُ الْمُعَلِّمُ
اُستاد ہماری ہی عزّت کرتا ہے

(۶) إِيَّايَ يَمْدَحُ النَّاظِرُ
دیکھنے والا میری ہی تعریف کرتا ہے

نیچے کے جملوں میں ضمائر نصب متصلہ کو منفصلہ میں بدل دو:

(۱) هَجَرَكَ الصَّدِيقُ
دوست نے تجھے چھوڑ دیا

(۲) يُنَادِيكُمُ الضَّابِطُ
افسر تم سب کو بلاتا ہے

(۳) يُكَافِئُنِي الْمُعَلِّمُ
معلّم مجھے سزا دے گا

(۴) تُحِبُّكُنَّ الْمُعَلِّمَةُ
اُستانی تم سب (لڑکیوں) سے محبت کرتی ہے

نیچے لکھی ہوئی بات اپنی چھوٹی بہن، دونوں بھائیوں، سب بھائیوں اور اپنی سب بہنوں کو الگ الگ لکھ دو:

"اِحْتَرِمْ أُمَّكَ وَلَا تُخَالِفْ قَوْلَهَا وَإِيَّاكَ أَنْ تَسْخَرَ مِنْهَا۔"
اپنی ماں کا ادب کرو اور اُس کے کہے کی مخالفت نہ کرو اور خبردار اُس سے ہنسی نہ کرو۔

سبق ۳۳

نکرہ اور معرفہ

(الف) نکرہ

(۱) جَلَسْتُ فِی حَدِیْقَةٍ أَقْرَأُ فِی کِتَابٍ

میں پھلواری میں بیٹھا کتاب پڑھتا رہا

(۲) رَأَیْتُ رَجُلاً قَطَعَ زَهْرَةً مِن شَجَرَةٍ

میں نے ایک آدمی کو درخت سے کلیاں توڑتا ہوا دیکھا

(ب) معرفہ

جملہ	قسم معرفہ
(۱) أَنَا وَأَنْتَ وَهُوَ أَصْدِقَاءُ میں اور تو اور وہ دوست ہیں	ضمیر
(۲) طَارِقٌ وَحَسَّانٌ أَخَوَانِ طارق اور حسّان بھائی ہیں	علم
(۳) هٰذَا التِّلْمِیْذُ نَبِیْهٌ یہ شاگرد ہوشیار ہے	اسم اشارہ
(۴) اَلَّذِی زَارَنِی طَبِیْبٌ جو شخص مجھ سے ملا طبیب تھا	اسم موصول
(۵) اَلطَّبِیْبُ قَدْ حَضَرَ طبیب حاضر ہو گیا	مُعرّف بہ اَلْ
(۶) صَدِیْقُكَ صَاحِبُ الْکِتَابِ تیرا دوست کتاب والا ہے	معرّف بہ اضافت
(۷) یَا شُرْطِیُّ! دُلَّنِی عَلَى الطَّرِیْقِ اے پولیس والے! مجھے راستہ بتا۔	مُعرّف بہ نداء

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں حدِیقہ، کتاب، نہرہ، شجرہ نکرہ کی مثالیں ہیں، کیوں کہ وہ کسی مُعیّن چیز کے نام نہیں ہیں، مثلاً: حدیقہ سیکڑوں ہزاروں ہو سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ کہنے والے کا مقصد کس حدیقہ سے ہے۔ یہی حال اور کلموں کا ہے۔ یہ اور اسی قسم کے تمام کلمے، جو کسی معیّن چیز کے لیے نہ بولے جائیں، اسمائے نکرہ کہلاتے ہیں۔

(۲) ب کی پہلی ہی مثال میں انا، انت، ھو، متکلم، مخاطب اور غائب اسمار کے قائم مقام ہیں۔ چوں کہ یہ ایک خاص اور مُعیّن لوگوں کے لیے استعمال ہوئے ہیں، اس لیے وہ اِسم معرفہ ہیں۔ اس قسم کے تمام اسمائے ضمیر کہلاتے ہیں۔

دوسری مثال میں طارق اور حسّان خاص مُعیّن آدمیوں کے نام ہیں۔ اس قسم کے اسمائے عَلَم کہلاتے ہیں۔

تیسری مثال میں ھٰذا اسم ہے، جو ایک خاص مُعیّن چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایسے اسم کو "اسم اشارہ" کہتے ہیں۔

چوتھی مثال میں اَلَّذِی بھی اسم ہے۔ اس کے معنی اُس وقت تک نہیں معلوم ہو سکتے جب تک دوسرا جملہ اُس کے ساتھ نہ لگایا جائے۔ اس مثال میں نزا اسافی وہ دوسرا جملہ ہے، جس نے اَلَّذِی کے معنی ظاہر کیے۔ اس قسم کے اسم کو "اسم موصول" کہتے ہیں۔

پانچویں مثال میں ایک اِسم طبیب ہے اور اُس پر اَلْ داخل ہے۔ اس اَلْ نے آکر طبیب کو مُعیّن کر دیا؛ یعنی ایک خاص طبیب۔ اگر یہ اَلْ نہ ہوتا، تو ظاہر ہے کہ "طبیب" نکرہ ہوتا؛ کیوں کہ طبیب تو ہزاروں ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کے اسمار کو "مُعَرَّب بِاَلْ یا مُعَرَّب بِاللَّام"

کہتے ہیں ، یعنی اَلْ یا لام لگاکر معرفہ بنایا ہوا۔ اگر ایسے اسماء پر اَلْ داخل نہ ہو، تو وہ نکرہ ہوتے ہیں ۔

چھٹی مثال میں دو اِسم ہیں : صَدِیْقُ اور صاحِب۔ صدیق کے ساتھ ضمیر مخاطب ہے اور صاحب مُعَرَّف بِاَل ہے ۔ اسی لیے یہ دونوں معرفہ ہو گئے، ورنہ نکرہ ہی تھے ۔ اگر اِسم نکرہ کو کسی اسم معرفہ سے مضاف کر دیا جاوے، تو وہ نکرہ بھی معرفہ بن جاتا ہے ۔ اس قسم کے اسموں کو مُعَرَّف بِالْاِضافَة کہتے ہیں ۔

ساتویں مثال میں ایک اسم شُرْطِی ہے ۔ اس کے پہلے حرف ندا، یعنی یا، ہے ۔ اس حرف ندا نے شُرْطِی کو مُعیّن اور مخصوص کر دیا، ورنہ وہ نکرہ ہی تھا ۔ اس قسم کے اِسموں کو "مُعَرَّف بِالنِّدا ء" کہتے ہیں ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : (۱) اِسم کی ایک قسم نکرہ اور معرفہ ہے ۔ نکرہ اُس اِسم کو کہتے ہیں ، جو کسی خاص مُعیّن چیز کو نہ بتلاوے ؛ اور معرفہ وہ ہے، جس سے کوئی خاص مُعیّن چیز سمجھی جاوے ۔

(۲) معرفہ کی سات قسمیں ہیں : ضَمِیر، عَلَم، اِسمِ اشارہ، اسمِ موصول، مُعَرَّف بِاَلْ، مُعَرَّف بِالْاِضافَة اور مُعَرَّف بِالنِّداء ۔

مشق

نیچے کے جملوں میں نکرہ اور معرفہ بتلاؤ اور یہ بھی بتلاؤ کہ وہ سات قسموں میں کس قسم کے معرفہ ہیں :

(۱) سَرَقَ لِصٌّ دَرَّاجَةَ مَحْمُودٍ (۲) هٰذَا الْكِتَابُ نَافِعٌ

چور نے محمود کا تیتر چرایا — یہ کتاب فائدہ مند ہے

(۳) هٰذِهِ الحَدِيقَةُ جَمِيلَةٌ

یہ پھلواری خوب صورت ہے

(۴) صابِرَةُ هِيَ اللَّتي نَجَحَتْ

یہ وہی صابرہ ہے، جو کامیاب ہوئی

(۵) خطُّ الوَلَدِ اَحْسَنُ مِنْ خطِّ اَبِيهِ

بیٹے کا خط اپنے باپ کے خط سے اچھا ہے

(۶) يَذْهَبُ السَّيَّاحُ اِلَى اللَّاهُور وَدِهلي

سیاح لاہور اور دہلی جاتا ہے

(۷) مَلَأْتُ المِحْبَرَةَ مِدَادًا

میں نے دوات کو روشنائی سے بھر دیا

(۸) هٰذا هُوَ الَّذِى نَالَ الجائِزَةَ

یہ وہی ہے جس کو انعام ملا

(۹) فَتَحَ السُّلْطانُ اَجْمِيرَ

سلطان نے اجمیر کو فتح کیا

(۱۰) خاطَتْ زَيْنَبُ ثَوْابًا

زینب نے کپڑے میں غلطی کی

(۱۱) اِشْتَرَى التِّلْمِيذُ قَلَمًا

شاگرد نے قلم خریدا

(۱۲) يا سائِرُ! قِفْ هُنا

اے جانے والے! یہاں ٹھیر جا

نیچے کی عبارت کو پڑھ کر یہ بتلاؤ کہ اس میں نکرہ اور معرفہ کون کونسے ہیں اور جو معرفہ ہیں وہ کیسے کیسے ہیں:

كانَ المِصْرِيُّونَ القُدَماءُ يَهْتَمُّونَ بِبِناءِ الأَهْرامِ لِتَكُونَ

قدیم مصری لوگ اہرام (مینار) بنانے میں اہتمام کرتے تھے تاکہ

قُبُورًا لَهُمْ. اَكْبَرُهُمْ فِى مِصْرَ هَرَمُ الجِيزَةِ الاَكْبَرُ

وہ اُن کے لیے قبریں ہوں، سب سے بڑی مینار جیزہ کی بڑی مینار ہے؛

وَهُوَ بِناءٌ ضَخْمٌ قائِمٌ فِى سَفْحِ الجَبَلِ الغَرْبِي. بَناهُ المَلِكُ

اور وہ بڑی عمارت ہے، مغربی پہاڑ کی ترائی میں قائم ہے۔ اس کو بادشاہ

خُوفُو، اَحَدُ مُلُوكِ مِصْرَ القُدَماءِ. هُوَ اَحَدُ عَجائِبِ الدُّنيا

خوفو، مصر قدیم کے ایک بادشاہ نے بنایا تھا۔ وہ دنیا کے عجائبات میں سے ہے

وَعَلَى مَقْرَبَةٍ مِنْهُ تَرَى أَبَا الْهَوْلِ الْعَظِيمِ الَّذِي يُمَثِّلُ الْعَقْلَ
اور اُس کے قریب تو اُس بڑے ابوالہول کو دیکھے گا، جس کو عقل اور
وَالْقُوَّةَ، فَإِنَّ رَأْسَهُ رَأْسُ أَفْضَلِ مَخْلُوقٍ وَهُوَ الْإِنْسَانُ،
قوت سے مثال دی جاتی ہے، کیوں کہ اس کا سر سب سے بہتر مخلوق، یعنی انسان کا سا ہے۔
وَجِسْمُهُ جِسْمُ أَقْوَى حَيَوَانٍ، وَهُوَ أَسَدٌ.
اور اس کا جسم سب سے زیادہ قوی حیوان، یعنی شیر کا سا ہے۔

سبق ۳۴

اسم موصول

الف

ب	الف
(۱) اَلَّتِي وَقَفَتْ فِي الْأَمَامِ رَئِيسَةٌ	(۱) اَلَّذِي يَسِيرُ فِي الْأَمَامِ قَائِدٌ
جو آگے کھڑی ہے، وہ ہیڈ مسٹرس ہے۔	جو آگے چل رہا ہے، وہ کرنل ہے۔
(۲) اَللَّتَانِ وَقَفَتَا خَلْفَهَا مُعَلِّمَتَانِ	(۲) اَللَّذَانِ يَسِيرَانِ خَلْفَهُ ضَابِطَانِ
جو دونوں اُس کے پیچھے کھڑی ہیں، وہ دونوں معلمہ ہیں	جو دو پیچھے چل رہے ہیں، وہ کپتان ہیں
(۳) اَللَّاتِي / اَللَّائِي / اَللَّوَاتِي وَقَفْنَ فِي الْخَلْفِ تِلْمِيذَاتٌ	(۳) اَلَّذِينَ / اَلْأُلَى يَمْشُونَ فِي الْخَلْفِ جُنُودٌ
جو سب پیچھے کھڑی ہیں، شاگرد نیاں ہیں	جو لوگ پیچھے چل رہے ہیں، وہ سپاہی ہیں

ج

(۲) لَا تَأْخُذْ مَا لَيْسَ لَكَ	(۱) يُثِيبُ اللّٰهُ مَنْ يُحْسِنُ
جو (چیز) تیری نہیں ہے (اُسے) نہ لے	جو نیکی کرتا ہے (اُس کو) اللہ ثواب دیتا ہے

اِسم موصول وہ اسم ہے جو کسی مُعیّن چیز پر دلالت کرتا ہے اور اُس کے معنی اُس وقت تک صاف نہیں معلوم ہوتے جب تک کہ اُس کے ساتھ اُس اسم موصول کا صِلہ نہ مِلا یا جائے ۔ صِلہ وہ جُملہ ہے، جو اسم موصول کے بعد آتا ہے ۔

اب سُنو کہ موصول کے لیے کیا کیا لفظ استعمال کیے جاتے ہیں اور اُن کے کیا کیا معنی ہوتے ہیں :

(۱) جو مثالیں کہ الف کے نیچے دی گئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ :

اَلَّذِی : واحد مذکر کے لیے آتا ہے؛

اَللَّذَانِ : تثنیہ مذکر کے لیے آتا ہے ۔ حالت نصب اور جَر میں اُس کی جگہ اَللَّذَیْنِ آتا ہے؛

اَلَّذِیْنَ اور اَلْاُولٰی : کی جمع مذکر کے لیے آتے ہیں ۔

(۲) جو مثالیں ب کے نیچے ہیں اُن سے معلوم ہوگا کہ کلمہ :

اَلَّتِی : واحد مؤنث کے لیے آتا ہے؛

اَللَّتَانِ : تثنیہ مؤنث کے لیے آتا ہے ۔ حالت نصب و جر میں اس کی جگہ اَللَّتَیْنِ آتا ہے ۔

اَللَّاتِی ، اَللَّائِی اور اَللَّوَاتِی : جمع مؤنث کے لیے آتے ہیں ۔

(۳) جو مثالیں ج کے نیچے دی گئی ہیں اُن میں، تم دیکھو گے کہ جو مَنْ آیا ہے وہ ایسے واحد، یا تثنیہ یا جمع مذکر اور مونث کے لیے استعمال ہوا ہے، جن میں عقل ہے؛ اور کلمہ مَا ایسے واحد یا تثنیہ جمع کے لیے استعمال ہوا ہے، جن میں عقل نہیں ہے ۔

(۴) ان مثالوں کو پھر غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اَلَّذِی کے بعد فعل یَسِیْرُ آیا ہے ۔ کلمہ اَللَّذَانِ کے بعد فعل یَسِیْرَانِ آیا ہے، جو تثنیہ کا صیغہ ہے اور اَلَّذِیْنَ اور اَلْاُولٰی کے ساتھ یَمْشُوْنَ ہے ۔ ان فعلوں میں ایک ضمیر مُستَتَر، یعنی ھُوَ ہے؛

جو اَلَّذِی کی طرف پھرتی ہے۔ دوسری ضمیر تثنیہ کی الف ہے اور تیسری جمع کا
کا واو۔ یہ ضمیریں واحد، تثنیہ اور جمع میں اپنے اُن موصولوں کے مطابق ہیں،
جو اُن سے پہلے آ چکے ہیں، اس سے یہ معلوم ہوا کہ صِلہ کے جُملے کے لیے یہ ضروری ہے
کہ اُس میں ایسی ضمیر شامل ہو، جو موصول کے مطابق ہو۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اسم موصول وہ اسم ہے جو کسی مُعیّن چیز پر دلالت کرے اور
اُس کے مابعد جُملے کے اُس کے بغیر معنی صاف نہ ہو سکیں۔ یہ جُملۂ مابعد صِلہ کہلاتا
ہے۔ صِلہ کے الفاظ یہ ہیں:

اَلَّذِی، ——— واحد
اَللَّذَانِ، اَللَّذَیْنِ، — تثنیہ } مذکر کے لیے۔
اَلَّذِیْنَ، اَلْاُولٰی — جمع

اَلَّتِی ——— واحد
اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ — تثنیہ } مؤنث کے لیے۔
اَللَّاتِی، اَللَّائی، اَللَّوَاتِی، جمع

مَنْ، عاقل کے لیے؛ واحد ہو، یا تثنیہ، یا جمع۔

ما، غیر عاقل کے لیے؛ واحد ہو، یا تثنیہ، یا جمع۔

جُملۂ موصولہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اُس میں ضمیر شامل ہو اور وہ ضمیر فعل کے
مطابق ہو۔

مشق

نیچے کے جملوں میں اسماء موصولہ اور اور اُن کا صلہ بتلاؤ اور یہ بھی بتلاؤ کہ جملۂ صلہ کس کی طرف عائد ہے :

(۱) أَعْجَبَتْ بِالْبَنَاتِ اللَّاتِي يُسَاعِدْنَ أُمَّهَاتِهِنَّ فِي تَدْبِيرِ الْمَنْزِلِ

مجھے وہ لڑکیاں پسند ہیں، جو اپنی ماؤں کو گھر کے کاموں میں مدد دیتی ہیں

(۲) اَلرَّجُلُ الْعَاقِلُ هُوَ الَّذِي يَعْتَمِدُ عَلَى نَفْسِهِ فِي تَدْبِيرِ شُؤُونِهِ

وہی آدمی عقلمند ہے جو اپنے کاموں میں اپنے آپ پر بھروسا کرے

(۳) اَلسَّيَّارَةُ الَّتِي رَأَيْتُهَا أَمْسِ كَانَتْ كَالرِّيحِ فِي سُرْعَتِهَا .

جو ہوائی جہاز میں نے کل دیکھا تھا وہ تیز چلنے میں ہوا کی طرح تھا ۔

(۴) حَلَلْتُ الْمَسْأَلَتَيْنِ عَجَزْتَ أَنْتَ عَنْ حَلِّهِمَا .

میں نے وہ دونوں سوال حل کر لیے جن کو حل کرنے سے تو عاجز تھا ۔

نیچے کی عبارت میں اسماء موصولہ اور اُن کے صلہ بتلاؤ اور یہ بھی بتلاؤ کہ اُن کا جملۂ صلہ کونسا ہے اور کس کس طرف پھرتا ہے :

إِنَّ مَنْ يَزُورُ الْمُتْحَفَ الْمِصْرِيَّ يَدْهَشُ لِمَا

جو کوئی مصر کے عجائب گھر کو دیکھنے جاتا ہے، وہ اُن عجیب چیزوں کو دیکھ کر سخت

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الدَّارُ مِنْ عَجَائِبَ ؛ فَهُنَاكَ

حیران ہوتا ہے، جو اُس گھر میں رکھی ہیں ؛ وہاں وہ بہت سے اُن بادشاہوں

يَرَى كَثِيرًا مِنَ الْمُلُوكِ الَّذِينَ حَكَمُوا مِصْرَ مُنْذُ الْقِدَمِ

کو دیکھتا ہے، جنہوں نے قدیم زمانے میں مصر پر حکومت کی، اور اُن رانیوں کو،

وَالْمَلِكَاتِ اللَّائِي أَخَذْنَ بِقِسْطٍ كَبِيرٍ مِنَ الْحَضَارَةِ

جنہوں نے تہذیب میں بڑا حصہ لیا ۔

نیچے کے جملے میں صیغہ واحد مذکر مخاطب استعمال کیا گیا ہے۔ تم اُس کو تثنیہ مذکر و مؤنث اور جمع مذکر و مؤنث میں بدل کر دکھلا رو:

هَلْ أَنْتَ الَّذِي سَبَحْتَ فِي النَّهرِ وَنِلْتَ الجَائِزَةَ ؟

کیا تو وہی ہے جو دریا میں تیرا اور انعام پایا۔

سبق ۳۵

اسم اشارہ

الف

(۱) ذَا الحَدَّادُ ماهِرٌ

یہ لوہار کاریگر ہے

(۲) ذانِ النَّجَّارانِ حاذِقانِ

یہ دونوں بڑھئی کاریگر ہیں

(۳) أُولَاءِ الأَوْلادُ يَتَسابَقُونَ

یہ سب لڑکے دوڑ لگا رہے ہیں

ب

(۱) ذِهِ / تِهِ الفَتاةُ تَكْنُسُ

یہ عورت جھاڑو دے رہی ہے

(۲) تانِ البِنْتانِ أُخْتانِ

یہ دونوں لڑکیاں بہنیں ہیں

(۳) أُولاءِ التِّلْمِيذاتُ يَلْعَبْنَ

یہ سب شاگردنیں کھیل رہی ہیں

اِسم اشارہ حقیقت میں ایک طرح کا اِسم معرفہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ ایک مُعیّن چیز کی طرف دلالت کرتا ہے اور بولنے والا اُسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اب دیکھو کہ اسم اشارہ کے لیے کیا کیا لفظ استعمال کیے جاتے

ہیں اور وہ کس پر دلالت کرتے ہیں :

(۱) اوپر کی مثالوں پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ لفظ :

ذا سے واحد مذکر کی طرف ؛

ذانِ سے تثنیہ مذکر کی طرف (نصبی اور جرّی حالت میں ذَیْنِ لایا جاتا ہے) اور

اُولاءِ سے جمع مذکر کی طرف ؛

ذِہ اور تِہ سے واحد مونث کی طرف ؛

تانِ سے تثنیہ مؤنث کی طرف ، (نصبی اور جرّی حالت میں تَیْنِ) اور

اُولاءِ سے جمع مؤنث کی طرف (یوں یہ لفظ جمع مذکر و مؤنث دونوں میں مشترک ہے) اشارہ کیا جاتا ہے ۔

(۲) تمام اسماء اشارہ پر لفظ ھا داخل کر دینا جائز ہے ۔ اس صورت میں مذکر کے لیے ھٰذا ، ھٰذانِ اور ھٰؤُلاءِ اور مؤنث کے لیے ھٰذِہٖ یا ھاتِہٖ ، ھاتانِ اور ھٰؤُلاءِ کہا جاوے گا ۔

(۳) اِسم اشارہ واحد ، یعنی ذا اور تی ، پر کَ (علامت مخاطب) بڑھا کر ذاكَ اور تِيْكَ بول سکتے ہیں ؛ اور كَ کے ساتھ ل بھی بڑھ سکتا ہے ۔ اس صورت میں ذٰلِكَ اور تِلْكَ بولا جاوے گا ۔ تثنیہ اور جمع کی حالت میں صرف كَ ہی بڑھا کر ذانِكَ ، تانِكَ ، اُولٰئِكَ بولا جاوے گا ۔ اس سے جو قاعدہ نکلا ظاہر ہے ۔ الگ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

نیچے کے جملوں میں اسماء اشارہ بتلاؤ اور یہ بیان کرو کہ وہ کس پر دلالت کر رہے ہیں :

(۱) ذِہٖ سَيَّارَةٌ سَرِيْعَةٌ
یہ ہوائی جہاز تیز ہے

(۲) قَرَأْتُ هٰذَا الْكِتَابَ
میں نے یہ کتاب پڑھی

(۳) مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ ؟
تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے ؟

(۴) أُولَاءِ طَلَبَةٌ مُهَذَّبُوْن
یہ سب طالب علم مہذب ہیں

(۵) ذَاكَ الْجَوَادُ سَابِقٌ
یہ گھوڑا آگے بڑھنے والا ہے

(۶) تُحَلِّقُ هَاتَانِ الطَّيَّارَتَانِ فِي الْجَوِّ
یہ دونوں ہوائی جہاز فضا میں منڈلاتے ہیں

(۷) تَانِكَ الشَّاتَانِ سَمِيْنَتَانِ
یہ دونوں بکریاں موٹی ہیں

(۸) تَرْعٰى هٰؤُلَاءِ الْفَلَّاحَاتُ الْمَاشِيَةَ
یہ سب کسان عورتیں چوپاروں کو چراتی ہیں

(۹) يُحَيِّيْ أُولٰئِكَ الْجُنُوْدُ قَائِدَ هُمْ
یہ سب لشکر والے اپنے افسر کو سلام کرتے ہیں

(۱۰) ذَانِ النَّجْمَانِ لَامِعَانِ
یہ دونوں ستارے چمک رہے ہیں

نیچے کے جملے کو مفرد، اور تثنیہ مذکر اور مؤنث میں بدل دو، پھر جمع مذکر و مؤنث میں بدلو اور جو ضروری تبدیلیاں ہوں وہ بھی کر دو :

هٰذَا هُوَ التِّلْمِيْذُ الَّذِيْ صَدَقَ فِيْ قَوْلِهٖ ۔

یہ وہی شاگرد ہے جس نے سچ بولا :

سبق ۳۶

اسم ظرف

الف

(۱) تُفْتَحُ الْمَدَارِسُ يَوْمَ السَّبْتِ
مدرسے سنیچر کے دن کھلتے ہیں

(۲) نَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ صَبَاحًا
ہم مدرسے کی طرف صبح کو جاتے ہیں

(۳) نَمْكُثُ فِي كُلِّ دَرْسٍ سَاعَةً
ہم ہر سبق میں ایک گھنٹہ ٹھیرتے ہیں

(۴) عَاشَ أَبِي فِي دِهْلِي حِينًا
میرا باپ تھوڑی دیر دہلی رہا

(۵) لَا أُهْمِلُ وَاجِبَاتِي أَبَدًا
مَیں اپنے ضروری کاموں میں کبھی دیر نہیں کرتا

(۶) مَكَثَ أَخِي فِي الْبَلَدِ زَمَنًا
میرا بھائی شہر میں دیر تک ٹھیرا

ب

(۱) وَقَفَ الضَّابِطُ أَمَامَ التَّلَامِيذِ
کپتان شاگردوں کے سامنے کھڑا ہوا

(۲) يَسِيرُ الْقَائِدُ بَيْنَ الْجُنُودِ
افسر فوج لشکر کے درمیان چلتا ہے

(۳) جَاءَ الْمَوْتُ بَغْتَةً
موت اچانک آگئی

ج

(۱) تَنَزَّهْتُ فِي الْبُسْتَانِ
مَیں نے باغ میں سیر کی

(۲) جَلَسَ أَبِي فِي الْمَنْزِلِ
میرا باپ گھر میں بیٹھا

ہم جُملۂ فعلیہ کو اکثر اس طرح کہہ جاتے ہیں کہ نہ ہم فعل کا زمانہ بتلاتے ہیں، نہ اُس کے واقع ہونے کی جگہ؛ مثلاً: کہہ جاتے ہیں کہ تُفْتَحُ الْمَدَارِسُ یا وَقَفَ الضَّابِطُ ۔ مگر جب زمان اور مکان (جگہ) کا ذکر کرنا ہو تو وہ جملہ کہیں گے جو الف اور ب کے نیچے پہلا جملہ ہے ۔ اِن جملوں میں یَوْمَ "زمان"

کو بتلاتا ہے اور اَمَام ”مکان“ کو۔ جو اسم زمان کو بتلاتا ہے وہ ”ظرفِ زمان“ کہلاتا ہے اور جو اسم مکان کو بتلاتا ہے وہ ”ظرفِ مکان“ کہلاتا ہے۔

اگر غور کرو تو حقیقت میں یہ دونوں مفعول فیہ ہیں، اس لیے ہمیشہ منصوب ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے پہلے فِی آجاوے، تو وہ اپنا عمل کرکے ان کو مجرور کردے گا؛ جیسا کہ ج کے نیچے کی دو مثالوں میں ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: ہر وہ اسم، جو کسی فعل کا زمانہ بتلاوے ظرف زمان کہلاتا ہے، اور جو کسی فعل کی جگہ کو بتلاوے، وہ ظرف مکان۔ چونکہ وہ مفعول فیہ ہوتے ہیں، اس لیے ہمیشہ منصوب ہوتے ہیں۔ اگر اُن پر فی آجاوے تو وہ مجرور ہو جاتے ہیں۔

مشق

نیچے کی عبارت پڑھ کر اُس میں ظروف زمان و مکان بتلاؤ:

ذَهَبْنَا اِلَى النَّهْرِ الْعَظِيْمِ الْجَدِيْدَةِ فُتِحَتْ فِي فَنْجَابَ

ہم گزشتہ جمعے کو نئی بڑی نہر دیکھنے گئے جو پنجاب میں کھلی ہے؛

يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمَاضِي. فَرَكِبْنَا الْقِطَارَ صَبَاحًا، وَوَصَلْنَا

ہم صبح کے وقت ریل میں سوار ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد

بَعْدَ زَمَنٍ قَلِيلٍ. فَشَاهَدْنَا النَّهْرَ الْعَظِيْمَةَ. ثُمَّ اِنْتَهَيْنَا

پہنچ گئے۔ ہم نے بڑی نہر دیکھی آخر ہم

اِلَى حَدِيْقَةٍ هُنَا، نَمْرَحُ بَيْنَ اَشْجَارِهَا وَاَزْهَارِهَا.

وہاں کے باغ میں گئے اور اُس کے درختوں اور پھولوں میں ٹہلتے رہے۔

ثُمَّ عُدْنَا اِلَى اللَّاهُوْرِ مَسَاءً فَرِحِيْنَ مَسْرُوْرِيْنَ

پھر ہم صبح کو خوش خوش لاہور کی طرف واپس آگئے۔

سبق ٣٧

کانَ اور اُس کی اَخوات کا مبتدا اور خبر پر آنا

الف	ب
(١) اَلْهَوَاءُ مُعْتَدِلٌ	(١) كَانَ الْهَوَاءُ مُعْتَدِلًا
ہوا معتدل ہے	ہوا معتدل تھی
(٢) اَلْمَطَرُ غَزِيرٌ	(٢) أَصْبَحَ الْمَطَرُ غَزِيرًا
بارش زیادہ ہے	بارش زیادہ ہوگئی
(٣) الشَّجَرُ مُخْضَرٌّ	(٣) أَضْحَى الشَّجَرُ مُخْضَرًّا
درخت سبز ہے	درخت سبز ہوگیا
(٤) اَلْقِطَارُ مُسَافِرٌ	(٤) أَمْسَى الْقِطَارُ مُسَافِرًا
ریل چلی جارہی ہے	ریل چلی گئی (شام کے وقت)
(٥) اَلْبَرْدُ شَدِيدٌ	(٥) ظَلَّ الْبَرْدُ شَدِيدًا
سردی سخت ہے	سردی سخت ہوگئی
(٦) اَلْقَمَرُ مُنِيرٌ	(٦) بَاتَ الْقَمَرُ مُنِيرًا
چاند چمک رہا ہے	چاند چمک رہا تھا (رات بھر)
(٧) اَلْبُسْتَانُ مُثْمِرٌ	(٧) صَارَ الْبُسْتَانُ مُثْمِرًا
باغ پھل دار ہے	باغ پھل دار ہوگیا
(٨) اَلْجُنْدِيُّ وَاقِفٌ	(٨) لَيْسَ الْجُنْدِيُّ وَاقِفًا
سپاہی کھڑا ہے	سپاہی نہیں کھڑا تھا

مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں؛ جیسا کہ اُن جملوں سے معلوم ہوتا ہے، جو الف کے نیچے ہیں۔

مگر جو جملے ب کے نیچے ہیں اُن میں مبتدا پر، قاعدے کے موافق، رفع ہے، لیکن خبر پر نصب ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ مبتدا کے پہلے کچھ الفاظ؛ مثلاً: کَانَ، اَصْبَحَ، وغیرہ آرہے ہوئے ہیں۔ اُن کے عمل سے مبتدا پر تو رفع ہی رہا، لیکن خبر پر نصب آگیا۔

ان فعلوں کے پہلے آنے، یا لگانے، کو اُن کا "داخل ہونا" یا "داخل کرنا" کہتے ہیں۔ اردو میں تو ان سب لفظوں کا، جو مضارع پر داخل ہوتے ہیں، ترجمہ "تھا" اور "ہوگیا" کیا جاتا ہے؛ مگر ان میں تھوڑا تھوڑا سا فرق ہے، جو ہم ابھی بتاتے ہیں۔ چوں کہ ان سب کا مفہوم ایک ہی سا ہے اور سب کا عمل بھی ایک ہی ہے، اسی واسطے یہ سب افعال، فعلِ کانَ کے اَخَوات (بہنیں) کہلاتے ہیں۔

اب ان لفظوں کے معنی میں جو فرق ہے، وہ سُنو:

(۱) کانَ کے معنی "تھا" کے ہیں، اور یہ جملے کو گزرے ہوئے زمانے کے لیے خاص کردیتا ہے۔
(۲) اَصْبَحَ کے معنی "ہوگیا" کے ہیں، مگر یہ جملے کو صبح کے وقت کے لیے خاص کردیتا ہے۔
(۳) اَضْحٰی 〃 〃 〃 دوپہر 〃 〃 〃 〃
(۴) اَمْسٰی 〃 〃 〃 شام 〃 〃 〃
(۵) ظَلَّ 〃 〃 〃 دن 〃 〃 〃
(۶) بَاتَ 〃 〃 〃 رات 〃 〃 〃
(۷) صَارَ 〃 〃 مبتدا کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دیتا ہے۔
(۸) لَیْسَ خبر کی نفی کر دیتا ہے۔

یہ آٹھوں فعل (یعنی کانَ، اَصْبَحَ، اَضْحٰی، اَمْسٰی، ظَلَّ، بَاتَ،

صَارَ اور لَیْسَ) جو فعل کانَ کے اخوات (بہنیں) کہلاتے ہیں ، اُن کا عمل یہ ہے کہ وہ اپنے مبتدا کو، جو اُن کا اِسْم کہلاتا ہے، مرفوع ہی رہنے دیتے ہیں ، مگر خبر کو نصب دے دیتے ہیں ؛ اور لَیْسَ کے سوا باقی تمام فِعلوں کو، خواہ وہ مضارع ہوں، یا امر، زمانۂ گزشتہ میں خاص کر دیتے ہیں ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : (۱) فعلِ کانَ اور اُس کے اَخَوات جب کسی مبتدا پر داخل ہوتے ہیں ، تو اپنے اِسْم (یعنی مبتدا) کو رفع دیتے ہیں اور خَبَرْ کو نصب ۔

(۲) یہ افعال مضارع اور امر پر عمل کر کے اُن کو گزرے ہوئے زمانے میں خاص کر دیتے ہیں ۔

یہ بھی یاد رکھو کہ کانَ وغیرہ کی جو صورتیں اوپر تم نے پڑھی ہیں وہ سب ان افعال کی ماضی (کے پہلے صیغے) کی صورتیں ہیں ۔ لَیْسَ کے سوا ان سب کے مضارع بھی ہوتے ہیں ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ ماضی کا یہی پہلا صیغہ آوے ، بلکہ ضرورت کے لحاظ سے ماضی اور مضارع کا ہر صیغہ آسکتا ہے ؛ مشق کے بعد ماضی اور مضارع کی گردانیں غور سے پڑھو اور سمجھو ؛

مشق ۱

نیچے کے جملوں میں کانَ اور اس کے اخوات کے اِسم اور خبر بتاؤ:

۱- کَانَ اللّٰہُ حَکِیْمًا	اللہ حکمت والا ہے
۲- اَصْبَحَ مَاءُ کُمْ غَوْرًا	تمہارا پانی زمین میں بیٹھ گیا
۳- ظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ خَاضِعِیْنَ	اُن کی گردنیں جھکنے والی ہوگئیں
۴- صَارَ الْغُلَامُ مَجْنُوْنًا	لڑکا دیوانہ ہوگیا
۵- بَاتَتِ النِّسَاءُ بَاکِیَاتٍ	عورتوں نے روتے ہوئے رات گزاری
۶- لَیْسُوا النَّاسُ سَوَاءً	لوگ برابر نہیں ہیں
۷- اَمْسَی الطَّبِیْبُ عَاجِزًا	طبیب عاجز ہوگیا
۸- اَضْحَی الْھَوَاءُ حَارًّا	ہوا گرم ہوگئی

مشق ۲

نیچے کے ہر جملے میں کانَ اور اُس کے اَخوات میں سے کوئی فعل داخل کرو اور جملے کو صحیح شکل میں لاؤ:

۱- الصَّبِیُّ عَاقِلٌ	۵- الطَّالِبُ فَائِزٌ
۲- الْبَرْقُ لَامِعٌ	۶- الْجَیْشُ سَائِرٌ
۳- الْمَکَانُ قَدِیْمٌ	۷- النَّجْمُ مُضْطَرِبٌ
۴- الْاَوْلَادُ نَائِمُوْنَ	۸- الطُّیُوْرُ سَاکِنَةٌ

سبق ۳۸

کانَ کے باقی اَخوات

الف	ب
(۱) اَلْقَمَرُ طَالِعٌ	(۱) مَا زَالَ الْقَمَرُ طَالِعًا
چاند نکلا ہوا ہے	چاند نکلا رہا
(۲) الزَّائِرُ جَالِسٌ	(۲) مَا فَتِئَ الزَّائِرُ جَالِسًا
آنے والا بیٹھا ہے	آنے والا بیٹھا رہا
(۳) اَلطِّفْلُ نَائِمٌ	(۳) مَا بَرِحَ الطِّفْلُ نَائِمًا
بچّہ سو رہا ہے	بچّہ سوتا رہا
(۴) اَلطَّبِيبُ مُسَافِرٌ	(۴) مَا انْفَكَّ الطَّبِيبُ مُسَافِرًا
طبیب سفر کر رہا ہے	طبیب سفر کرتا رہا
(۵) اَلْحَرُّ شَدِيدٌ	(۵) لَا اَخْرُجُ مَادَامَ الْحَرُّ شَدِيدًا
گرمی سخت ہے	جب تک گرمی سخت رہے گی میں نہیں نکلوں گا

تم پچھلے سبق میں پڑھ آئے ہو کہ کانَ اور اُس کے اَخوات مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ وہیں اُن کے معنی بھی سمجھ چکے ہو۔ مگر وہاں ہم نے ان سب افعال کو بیان نہیں کیا؛ یہ افعال ابھی اور باقی ہیں؛ وہ یہاں بیان کیے جاتے ہیں :-

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں ہر ایک جملے میں مبتدا

اور خبر دونوں ہیں اور مبتدا کی خبر کو صاف دکھلا رہے ہیں ۔

(۲) ب کے نیچے جو پہلے چار جُملے ہیں اُن میں مبتدا اور خبر پر یہ افعال داخل ہوئے ہیں : زَالَ ، فَتِئَ ، بَرِحَ ، اِنْفَكَّ ۔ ان میں سے ہر ایک افعال کے پہلے لفظ ما آیا ہے ، جو نفی کے معنی دیتا ہے ۔ اب ان کے معنی پر غور کرو ، تو معلوم ہوگا کہ جن افعال کے پہلے ما آیا ہے وہ استمرار کے معنی پیدا کرتے ہیں ، اور بولنے کے وقت تک مبتدا کی خبر بتلاتے ہیں ۔ پس مازَالَ اَلْقَمَرُ طالعًا کے یہ معنی ہوئے کہ جب تک ہم نے یہ بات کہی ، اُس وقت تک چاند نکلا ہوا تھا ۔ ان سے فعل مضارع آتا ہے ، مگر امر نہیں آتا ۔

اب رہ گئی ب کی پانچویں مثال ؛ اس میں مبتدا اور خبر پر فعل دامَ داخل ہوا ہے اور اُس سے پہلے بھی ماء نافیہ ہے (یعنی نفی کرنے والا ما) اس (مادامَ) سے مدت کا بیان مقصود ہوتا ہے ۔ پس اس جُملے کے یہ معنی ہوئے کہ جب تک سخت گرمی رہے گی ، میں نہیں نکلوں گا ۔ اس کے لیے ہمیشہ فعل ماضی استعمال ہوتا ہے ۔

تمہیں یاد ہوگا کہ کانَ اور اُس کے اَخَوات کا عمل یہ ہے کہ وہ مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب ۔ اس صورت میں مبتدا کو اِسم کہتے ہیں اور خبر کو اس کی خبر ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : کانَ اور اُس کے اَخَوات کا عمل کانَ کا سا ہے ؛

یعنی وہ مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب ۔ علاوہ اُن افعال کے ، جو بیان ہو چکے ، باقی افعال یہ ہیں : زَالَ ، بَرِحَ ، فَتِئَ ، اِنْفَكَّ ،

یہ ضروری ہے کہ ان کے پہلے مانافیہ (یا نفی کرنے والا) ما آوے۔ اس صورت میں جملے کے معنی میں استمرار پیدا ہو جاتا ہے۔ دام کے پہلے اگر مانافیہ آوے، تو اُس سے مُدّت کا بیان مقصود ہوتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں اسم اور خبر بتلاؤ اور ہر ایک کی علامت اعراب بتادو :-

(۱) مَا انْفَكَّ الْبَحْرُ هائِجًا
سمندر برابر جوش میں رہا

(۲) لَا يَبْرَحُ الْقَمَرُ طالِعًا
چاند برابر نکلا رہے گا

(۳) مازَالَتِ الرِّياحُ شَدِيْدَةً
ہوائیں برابر سخت رہیں

(۴) لَا يَفْتَأُ الْجانِيْ سَجِيْنًا
مجرم برابر قید رہا

(۵) مَا فَتِئَ الْمِصْباحانِ مُضِيْئَيْنِ
دونوں چراغ برابر روشن رہے

(۶) لا اَشْتَرِي مادامَ الثَّمَنُ غالِيًا
میں نہیں خریدوں گا جب تک کہ قیمت گراں رہے گی

(۷) لَا تَنْفَكُّ التِّلْمِيْذاتُ لاعِباتٍ
شاگرد لڑکیاں برابر کھیلتی رہیں

(۸) الشُّرَكاءُ لَا يَزالُونَ مُوافِقِيْنَ
شریک لوگ برابر ملے رہے

سبق ۳۹

كَانَ کے باقی اَخَوات : مَازَالَ مَابَرِحَ، مَافَتِیَٔ، مَاانْفَكَّ

الف	ب
(۱) اَلْقَمَرُ طَالِعٌ	(۱) مَازَالَ الْقَمَرُ طَالِعًا
چاند نکلا ہوا ہے	چاند نکلا رہا
(۲) الزَّائِرُ جَالِسٌ	(۲) مَافَتِیَٔ الزَّائِرُ جَالِسًا
آنے والا بیٹھا ہے	آنے والا بیٹھا رہا
(۳) الطِّفْلُ نَائِمٌ	(۳) مَابَرِحَ الطِّفْلُ نَائِمًا
بچہ سو رہا ہے	بچہ سوتا رہا
(۴) الطَّبِيْبُ مُسَافِرٌ	(۴) مَاانْفَكَّ الطَّبِيْبُ مُسَافِرًا
طبیب سفر کر رہا ہے	طبیب سفر کرتا رہا
(۵) اَلْحَرُّ شَدِيْدٌ	(۵) لَا اَخْرُجُ مَادَامَ الْحَرُّ شَدِيْدًا
گرمی بہت ہے	جب تک شدید گرمی رہے گی میں نہیں نکلوں گا

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ كَانَ اور اُس کے اخوات مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو پیش اور خبر کو زبر دیتے ہیں۔ کچھ اخوات وہاں مذکور نہیں ہوئے تھے، وہ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

الف کے نیچے تین مثالیں ہیں۔ اُن میں كَانَ یا اُس کے اخوات نہیں ہیں۔

ب کے نیچے جو پہلے چار جملے ہیں اُن میں مبتدا اور خبر پر یہ افعال داخل ہوئے ہیں:

مَا زَالَ ، مَا فَتِئَ ، مَا بَرِحَ ، مَا انْفَكَّ ۔

(مازال، یعنی نہیں زائل ہوا۔ مراد یہ ہے کہ قائم رہا۔)

ان میں سے ہر ایک فعل کے پہلے ما آیا ہے، جو "نہیں" کے معنی دیتا ہے، اور دونوں لفظوں کے ملنے سے فعل میں "استمرار" کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں، اور بولنے کے وقت تک مبتدا کی خبر بتلاتے ہیں؛ پس مَا زَالَ الْقَمَرُ طَالِعًا کے یہ معنی ہوئے کہ جب تک ہم نے یہ کہا اُس وقت تک چاند نکلا رہا، غروب نہیں ہوا تھا۔ ان سے فعل مضارع آتا ہے، مگر امر نہیں آتا۔

ب کی پانچویں مثال میں مبتدا اور خبر پر مادام داخل ہوا ہے۔ اور اس میں "ما" نفی کے معنی نہیں رکھتا، بلکہ مدّت کو ظاہر کرتا ہے۔ پس اس جملے کے یہ معنی ہوئے کہ جب تک سخت گرمی رہے گی میں نہیں نکلوں گا۔ اس کے لیے ہمیشہ فعل ماضی استعمال ہوتا ہے۔

جب جملے میں کَانَ آوے، تو مبتدا کو "اِسْمُ كَانَ" کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: کان کے اخوات کا عمل وہی ہے، جو کانَ کا؛ یعنی مبتدا پر پیش اور خبر پر زبر۔

مشق

نیچے کے جملوں میں اسم و خبر بتلا دو:

(۱) مَا انْفَكَّ الْبَحْرُ هَائِجًا — سمندر برابر زوروں پر رہا

(۲) لَا يَبْرَحُ الْقَمَرُ طَالِعًا — چاند نہیں نکلا رہا

(۳) مَابَرِحَ الْقَلْعَةُ قَائِمًا

قلعہ برابر قائم رہا

(۴) مازالتِ الرِّیاحُ شَدِیدَۃً

سخت ہوائیں چلتی رہیں

(۵) لَا یَفْتَأُ الْجَانِی سَجِیْنًا

قیدی برابر قید رہا

(۶) ما فَتِئَ المِصْباحانِ مُضِیْئَیْنِ

دونوں چراغ برابر جلتے رہے

(۷) لَا اَشْتَرِی مادامَ الثَّمَنُ غالِیًا

جب تک قیمت زیادہ رہے گی میں نہیں خریدوں گا

(۸) لَا تَنْفَکُّ التِّلْمِیْذاتُ مُجْتَهِداتٍ

شاگرد (لڑکیاں) برابر محنت کرتی رہیں۔

(۹) اَلشُّرَکاءُ لَا یَزالونَ مُخْتَلِفِیْنَ

شریک برابر مخالف رہے

(۱۰) لَا تَشْتَعِلْ مادُمْتَ مَرِیضًا

جب تک تو بیمار رہے غصہ میں نہ آ

سبق ۴۰

إِنَّ اور اُس کی اَخَوات مبتدا اور خبر کے شروع میں

ب	الف
(۱) إِنَّ الْهَوَاءَ مُعْتَدِلٌ	(۱) اَلْهَوَاءُ مُعْتَدِلٌ
بے شک ہوا میں نہ گرمی ہے، نہ سردی۔	ہوا میں نہ گرمی ہے نہ سردی
(۲) يَسُرُّنِي أَنَّ الْجَيْشَ مُنْتَصِرٌ	(۲) اَلْجَيْشُ مُنْتَصِرٌ
مَیں خوش ہوں کہ فوج نے فتح پالی	فوج نے فتح پالی
(۳) كَأَنَّ الْكِتَابَ صَاحِبٌ	(۳) اَلْكِتَابُ صَاحِبٌ
گویا (جیسے) کتاب ہمنشین ہے	کتاب ہمنشیں ہے
(۴) تُمْطِرُ السَّمَاءُ لٰكِنَّ الشَّمْسَ مُشْرِقَةٌ	(۴) اَلشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ
(آسمان سے) بارش ہو رہی ہے، مگر سورج نکلا ہوا ہے	سورج نکلا ہوا ہے
(۵) لَيْتَ النَّهْرَ هَادِئٌ	(۵) اَلنَّهْرُ هَادِئٌ
کاش دریا دھیما ہوتا	دریا دھیما ہے
(۶) لَعَلَّ السَّيَّارَةَ حَاضِرَةٌ	(۶) اَلسَّيَّارَةُ حَاضِرَةٌ
شاید قافلہ حاضر (موجود) ہو	قافلہ حاضر (موجود) ہے

جس جملے میں مبتدا اور خبر ہوتے ہیں اُن میں خبر جو ہوتی ہے وہ مبتدا کی بابت ہمیں کچھ بتاتی ہے۔ اوپر کے جملوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(۱) جو جملے ب کے نیچے ہیں اُن میں مبتدا اور خبر دونوں ہیں اور دونوں

مرفوع ہیں : مگر،

(۲) جو جملے ب کے نیچے ہیں اُن میں مبتدا پر، بجائے رفع کے ، نصب ہے اور خبر پر عام قاعدے کے مطابق ، رفع ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مبتدا کے پہلے بعض الفاظ ؛ مثلاً : اِنَّ ، کَاَنَّ ، وغیرہ داخل ہیں ۔ ان کے عمل سے مبتدا پر نصب آگیا ، مگر خبر پر رفع ہی رہا ۔

یہ الفاظ بھی حروف کہلاتے ہیں؛ اور چوں کہ ان سب کا وہی عمل ہے، جو اِنَّ کا ہے ؛ اس لیے یہ سب اِنَّ کے اَخوات کہلاتی ہیں ۔

اِنَّ اور اُس کے اَخوات کے معنی یہ ہیں:-

(۱) و (۲) اِنَّ اور اَنَّ کے معنی ہیں "تحقیق"؛ ان دونوں کو حروف تاکید کہتے ہیں ۔ مبتدا کی خبر میں جو کچھ کہا گیا ہے اُس میں تاکیدی معنی پیدا کر دیتے ہیں ۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ؛ طریق استعمال میں یہ فرق ہے کہ اِنَّ کلام کے شروع میں آتا ہے اور اَنَّ کلام کے درمیان میں ۔

(۳) کَاَنَّ کے معنی ہیں " جیسا کہ، گویا کہ "۔ یہ حَرفِ تَشْبِیہ کہلاتا ہے مبتدا کو اپنی خبر کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے ؛ یعنی ایک کو دوسرے جیسا بنا تا ہے ۔

(۴) لٰکِنَّ کے معنی ہیں " لیکن ، مگر " اس کو حَرفِ اِستِدراک کہتے ہیں : بات سُننے والے کے دل میں اگر کوئی شبہہ رہ گیا ہو ، تو اُس کو دُور کرتا ہے ؛ جیسے : تم نے کہا کہ تُمْطِرُ السَّمَاءُ (بارش ہو رہی ہے) تو سُننے والے کو شبہ ہوگا کہ پھر تو سورج چھپا ہوا ہوگا ۔ تم نے اس شبہ کو یہ کہہ کر مٹا دیا کہ لٰکِنَّ الشَّمسَ مُشرِقَةٌ (لیکن سورج نکلا ہوا ہے)

(۵) لَیتَ کے معنی ہیں " کاش "، یہ حرف تَمَنّی کہلاتا ہے ۔ اپنے مبتدا کے لیے خبر میں ایک تمنّا بیان کرتا ہے ۔ عموماً یہ تمنّا ایسی ہوتی ہے کہ اُس کا

حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے۔

(۶) لَعَلَّ کے معنی ہیں "شاید، ممکن ہے کہ"۔ یہ اپنے مبتدا کے لیے خبر میں اُمید کے پورا ہونے کا امکان پیدا کر دیتا ہے؛ جیسے ب کے نیچے کے آخری جملے میں قافلے کا موجود ہونا۔

چوں کہ کانَ اور اُس کے اَخوات اور اِنَّ اور اُس کے اَخوات کا عمل بہت کچھ ملتا جلتا ہے، اس لیے آسانی کے لیے ہم نیچے دونوں میں سے چند کا مقابلہ کیے دیتے ہیں:

پہلے تو اس کو دھیان میں رکھو کہ کانَ اور اُس کے اَخوات مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں؛ اور اِنَّ اور اُس کے اخوات، بالکل کانَ کے اُلٹ، مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع۔ اب دیکھو:

کانَ اور اُس کے اخوات کا عمل	اِنَّ اور اُس کے اخوات کا عمل
كَانَ الْقَمَرُ طَالِعًا چاند نکلا ہوا تھا	اِنَّ الْقَمَرَ طَالِعٌ بے شک چاند نکلا ہوا ہے
صَارَتِ الْحَدِيْقَةُ جَنَّةً پھلواری، باغ بن گئی	كَاَنَّ الْحَدِيْقَةَ جَنَّةٌ (گویا) پھلواری باغ جیسی بن گئی
ظَلَّ الْجَوُّ مُعْتَدِلًا ہوا نہ گرم رہی نہ سرد	لَيْتَ الْجَوَّ مُعْتَدِلٌ کاش ہوا نہ گرم ہوتی نہ سرد
لَيْسَ الْبُسْتَانُ مُثْمِرًا باغ پھل دار نہیں ہے	لَعَلَّ الْبُسْتَانَ مُثْمِرٌ شاید باغ میوہ دار ہو جاوے

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: جب مبتدا اور خبر پر إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ میں سے کوئی حرف داخل ہو تو مبتدا پر نصب آجاتا ہے اور خبر پر رفع۔

مبتدا کو إِنَّ وغیرہ کا اسم اور خبر کو اُس کی خبر کہتے ہیں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں إِنَّ اور اُس کے خوات کے اسم اور خبر کو پہچانو:

(۱) إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

اللہ ضرور جاننے والا ہے۔

(۲) لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ!

کاش جوانی لوٹ آتی

(۳) إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

زید ضرور کھڑا ہے

(۴) لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بعد ذٰلِكَ أَمْرًا

شاید اللہ اس کے بعد کوئی بات پیدا کردے۔

(۵) بَلَغَنِيْ أَنَّ سَعِيْدًا مُسَافِرٌ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعید سفر میں جانے والا ہے

(۶) غَابَ الْمَسْعُوْدُ لٰكِنَّ جَاءَنِيْ سَعِيْدًا

مسعود غائب ہوگیا لیکن سعید میرے پاس آیا۔

(۷) كَأَنَّ مَحْمُوْدًا أَسَدٌ

گویا کہ محمود شیر ہے

سبق ۴۱

خبر کی قسمیں

ب	الف
(۱) كَانَتِ السَّفِينَةُ سَائِرَةً	(۱) اَلسَّفِينَةُ سَائِرَةٌ
کشتی چلی جا رہی تھی	کشتی چل رہی ہے
۲ } اَضْحَتِ السَّفِينَةُ تَسِيرُ فِي النَّهْرِ	۲ } اَلسَّفِينَةُ تَسِيرُ فِي النَّهْرِ
کشتی دریا میں چلتی رہی	کشتی دریا میں چلتی ہے
ظَلَّتِ السَّفِينَةُ سَيْرُهَا سَرِيعٌ	اَلسَّفِينَةُ سَيْرُهَا سَرِيعٌ
کشتی کی چال تیز ہوتی گئی	کشتی کی چال تیز ہے
۳ } بَاتَتِ السَّفِينَةُ وَسْطَ النَّهْرِ	۳ } اَلسَّفِينَةُ وَسْطَ النَّهْرِ
کشتی رات کے وقت دریا کے بیچ میں رہی	کشتی دریا کے بیچ ہے
مَا زَالَتِ السَّفِينَةُ فِي الْمَاءِ	اَلسَّفِينَةُ فِي الْمَاءِ
کشتی دریا ہی میں رہی	کشتی پانی میں ہے

تم پڑھ چکے ہو کہ جو خبر کہ ایک لفظ میں ہو اور واحد تثنیہ اور جمع ہونے میں مبتدا کے موافق ہو، وہ مُفرد کہلاتی ہے۔ اب ہم خبر کی اور باقی قسمیں بتاتے ہیں:

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں اُن میں سے پہلی میں تو مبتدا کی وہ خبر بتائی گئی ہے، جو مفرد ہے؛ یعنی صرف ایک لفظ سَائِرَةٌ، دوسرے

مبتدا کی خبر ایک تو تَسِیْرُ فِی النَّھر بتلاری ہے، جو حقیقت میں جملۂ فعلیہ ہے؛ پھر دوسرے مبتدا کی خبر سَیْرُھَا سَرِیْعٌ ہے۔ یہ خبر اصل میں ایسا جملۂ اسمیہ ہے، جو خود مبتدا اور خبر سے مرکب ہے۔ اب اِن دونوں جملوں میں ایک ضمیر ہے، جو مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے اور اُسی کے مطابق ہے۔ اب فِعل، تَسِیْرُ کو لو؛ اس میں بھی ایک ضمیر مستتر (پوشیدہ) ہے، یعنی ھِیَ، جو سَفِیْنَۃٌ کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اب دوسری خبر، یعنی سَیْرُھَا سَرِیْعٌ کو دیکھو؛ اس میں دوسرے مبتدا کے ساتھ ایک ضمیر، ھا، لگی ہوئی ہے۔ یہ بھی سَفِیْنَۃٌ کی طرف راجع ہوتی ہے ان مثالوں میں جو خبریں ہیں وہ جُملہ کہلاتی ہیں۔

اب دو جُملے اور رہ گئے؛ اُن کا حال سُنو۔ ان میں سے ایک خبر ہے، وَسَطَ النَّھرِ، جو ظرف مکان ہے؛ اور دوسرے کی خبر ہے فِی الْمَاءِ، جو جار مجرور ہے؛ دونوں حالتوں میں یہ خبریں شِبْہِ جُملہ (یعنی جُملے کی مانند) ہیں۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ مبتدا کی خبر مفرد بھی ہو سکتی ہے، جملہ بھی اور شِبْہ جُملہ بھی۔

(۲) جو مثالیں ب کے نیچے ہیں، اُن سب کے مبتدا میں افعال ناقصہ (کَانَ، اَضْحیٰ، ظَلَّ، بَاتَ، مَازَالَ) داخل ہیں، اور اُن کی خبریں اُن تینوں قسموں کی ہیں، جن کا ابھی اوپر ذکر آچکا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مبتدا کی تمام خبریں کَانَ اور اُس کے اخوات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح اِنَّ اور اُس کے اخوات بھی خبر ہو سکتے ہیں؛ مثلاً: ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِنَّ السَّفِیْنَۃَ سَائِرَۃٌ اور اِنَّ السَّفِیْنَۃَ لَتَسِیْرُ النَّھرَ، وغیرہ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) خبریں (۱) مفرد بھی ہو سکتی ہیں (۲) جُملۂ فعلیہ اور اسمیہ

بھی، بشرطے کہ اُن میں ایسی ضمیر ہو، جو مبتدا کی طرف عائد ہو اور اُس کے مطابق ہو، اور (۳) شبہ جملہ بھی، بہ شرطے کہ وہ ظرف ہو، یا جار مجرور۔

(ب) جو چیز کسی مبتدا کی خبر ہو سکتی ہے، وہ کَانَ اور اُس کی اخوات اور اِنَّ اور اُس کے اخوات کی بھی خبر ہو سکتی ہے۔

مشق

بتلاؤ کہ نیچے کے جملوں میں کس کس طرح کی خبریں ہیں:

(۱) مَقْتَلُ الرَّجُلِ بَيْنَ فَكَّيْهِ
آدمی کے قتل کی جگہ اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے

(۲) اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
اعمال نیتوں سے ہیں

(۳) اَلرَّحْمَةُ فَوْقَ الْعَدْلِ
انصاف سے رحمت اونچی ہے

(۴) اَلْمَرْءُ بِاَدَبِهِ
آدمی اپنے ادب سے پہچانا جاتا ہے

(۵) اَلْحُقُولُ مُخْضَرَّةٌ
کھیت ہرے ہیں

(۶) اِنَّ الْجَائِزَةَ ثَمِينَةٌ
انعام قیمتی ہے

(۷) مَجْدَافَا الزَّوْرَقِ سَلِيمَانِ
کشتی کے دونوں چپو سالم ہیں

(۸) اَلْجَدُّ فِي الْجِدِّ وَالْحِرْمَانُ فِي الْكَسَلِ
خوش قسمتی کوشش میں ہے اور محرومی سستی میں

(۹) يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ
اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے

(۱۰) اَلْبَرَكَةُ فِي الْبُكُورِ
برکت سویرے جاگنے میں ہے

(۱۱) جَمَالُ الْفَتَاةِ فِي عَقْلِهَا
عورت کی خوبصورتی اُس کی عقل میں ہے

(۱۲) اَلْمَرِيضُ مُسْتَرِيحٌ
مریض آرام سے ہے

(۱۳) اَلْاَرْضُ تَدُورُ حَوْلَ الشَّمْسِ
زمین سورج کے گرد گھومتی ہے

(۱۴) اِنَّ الْاِقْتِصَادَ مِنْ اَسْبَابِ الْغِنٰى
جُزرسی دولتمندی کے اسباب میں سے ہے

سبق ۴۲

حروفِ جرّ

(۱) يَصْعَدُ الْبُخَارُ مِنَ الْإِنَاءِ

برتن سے بھاپ اُٹھتی ہے۔

(۲) يَنْزِلُ الْجُنْدِيُّ عَنِ الْجَوَادِ

سپاہی گھوڑے سے اُترتا ہے

(۳) يَنْظُرُ مَنْصُورٌ إِلَى الْقَمَرِ

منصور چاند کو دیکھتا ہے

(۴) تَجْرِي السَّفِينَةُ عَلَى الْمَاءِ

کشتی پانی کے اوپر چلتی ہے

(۵) يَسْبَحُ السَّمَكُ فِي النَّهَرِ

مچھلی دریا میں تیرتی ہے

(۶) يَكْتُبُ التِّلْمِيذُ بِالْقَلَمِ

شاگرد قلم سے لکھتا ہے

(۷) تَنْثُرُ الْبِنْتُ الْحَبَّ لِلدَّجَاجِ

لڑکی مرغی کے لیے دانہ ڈالتی ہے

(۸ و ۹) وَاللهِ / تَاللهِ قَرَأْتُ دَرْسِي

قسم خدا کی میں نے اپنا سبق پڑھا

(۱۰) طَارِقٌ كَالْأَسَدِ

طارق شیر جیسا ہے

(۱۱) نَامَ حَسَّانُ حَتَّى الصَّبَاحِ

حسّان صبح تک سویا

(۱۲) رُبَّ رَجُلٍ كَرِيمٍ لَقِيتُ

میں بہت سے بڑے آدمیوں سے ملا

(۱۳، ۱۴ و ۱۵) جَاءَنِي كُلُّ صَدِيقِي { حَاشَا / خَلَا / عَدَا } مَنْصُورٍ

میرے پاس سب دوست آوے، سوا منصور کے۔

(۱۶ و ۱۷) مَا رَأَيْتُ مُسْلِمًا { مُنْذُ / مُذْ } يَوْمِ الْجُمُعَةِ

میں نے مسلم کو جمعے کے دن سے نہیں دیکھا۔

اِسْم، بعض حالت میں، مرفوع ہوتا ہے؛ مثلاً: جب وہ فاعل ہو؛ اور بعض حالت میں منصوب ہوتا ہے؛ مثلاً: جب وہ مفعول ہو۔ مگر اوپر کی مثالوں پر غور کرنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ:

(۱) یہ جملے دو کلموں سے مل کر بنے ہیں؛ پہلا حرف ہے اور دوسرا اسم۔ ان میں حروف یہ ہیں: مِن، اِلیٰ، عَنْ، فِی، وغیرہ۔ اور اسماء یہ ہیں: اِناء، قَمَر، جواد، نَھر، وغیرہ۔

(۲) جتنے اسماء ان حروف کے بعد آرہے ہیں وہ مجرور ہیں۔ چوں کہ ان حروف ہی کے عمل سے ان کے بعد آنے والے اِسم مجرور ہوگئے ہیں، اس لیے اُن کو "حروف الجر" کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اِسم ذیل کے حروف میں سے کسی کے بعد آرہے وہ مجرور ہوجاتا ہے۔ یہ حروف، جو گنتی میں سترہ ہیں، یہ ہیں:

مِنْ، اِلیٰ، عَنْ، عَلیٰ، فِی، بِ، لِ، حَتّٰی، وَ، تَ، كَ، رُبَّ، حاشا، خَلا، عَدا، مُنْذُ اور مُذْ۔

ان میں سے پہلے گیارہ حروف تو بہت استعمال ہوتے ہیں؛ باقی چھ حروف ذرا کم۔

مشق

نیچے کے جملوں میں اسماء مجرورہ پہچانو اور اُن پر جر آنے کا سبب بتلا دو:-

(۱) فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَائِفًا
پس صبح کی شہر میں ڈرتے ہوئے

(۲) اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَاءُ۔
اللہ قوت دیتا ہے اپنی مدد کے ساتھ جس کو چاہے

(۳) فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ

پس کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو جمع کریں گے اُس دن کہ جس میں شک نہیں

(۴) وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

اور پکڑو مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ

(۵) مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

کون ہے بڑا ظالم اُس شخص سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے

(۶) قُلْتُ تَاللّٰهِ انِّيْ سَقِيْمٌ

میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں بیمار ہوں

(۷) مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِصْبَاحٍ

اُس کے نور کی مثال چراغ کی سی ہے

(۸) وَاللّٰهِ هٰذَا الْعَجِيْبُ

خدا کی قسم یہ عجیب ہے

(۹) مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُنْذُ عَامٍ

مَیں نے زید کو سال بھر سے نہیں دیکھا

(۱۰) مَا لَاقَيْتُهٗ مُذْ أُسْبُوْعٍ

مَیں اُس سے ایک ہفتہ سے نہیں ملا

(۱۱) رُبَّ كَرِيْمٍ لَقِيْتُ

مَیں بہت سے بزرگوں سے ملا ہوں

(۱۲) جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ

(۱۳) ″ ″ خَلَا زَيْدٍ

(۱۴) جَاءَنِي الْقَوْمُ عَدَا زَيْدٍ

(۱۵) رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ

مَیں نے کمان سے تیر چھوڑا

(۱۶) أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسِهَا

میں نے مچھلی اُس کے سر تک کھا دی

(۱۷) اِغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ

تم اپنے مونہوں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو دو ۔

دوسرا حصّہ

سبق ۴۳

اعراب اور بناء کی قسمیں

ب	الف
(۱) لَمْ أَقُمْ مُنْذُ سَاعَةٍ	(۱) يُسَافِرُ الْقِطَارُ
میں ایک گھنٹے سے نہیں ٹھیرا	ریل چل رہی ہے
(۲) أَيْنَ ذَهَبَ الْخَادِمُ ؟	(۲) إِنَّ الْقِطَارَ لَنْ يُسَافِرَ
نوکر کہاں گیا ؟	یقیناً ریل نہیں جا رے گی
(۳) سَافَرْتُ أَمْسِ بِالسَّيَّارَةِ	(۳) لَمْ يُسَافِرْ أَخِي فِي الْقِطَارِ
میں کل قافلے کے ساتھ گیا	میرا بھائی ریل میں نہیں گیا

جو تین جملے الف کے نیچے ہیں اُن میں ایک کلمہ یسافر ہے، جو مضارع ہے۔
اس کے آخر حرف پر ضمّہ بھی آیا، فتحہ بھی اور جزم بھی۔ ایک اور کلمہ قِطار ہے،
اس کے بھی آخری حرف پر کہیں ضمّہ آیا ہے، کہیں نصب اور کہیں کسرہ۔
ظاہر ہے کہ یہ دونوں کلمے مُعْرَب ہیں۔
جو اسم ہے۔ اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:
قاعدہ : اِسم کے اخیر حرف پر ضمّہ، یا فتحہ، یا کسرہ آتا ہے اور
فعل پر ضمّہ یا فتحہ یا جزم۔

مشق

نیچے کے جملوں میں اسماء اور افعال پر کس قسم کے اعراب ہیں:

(۱) تُصْنَعُ الْمَنْسُوجَاتُ فِي لَاهُورَ
لاہور میں کپڑا بنا جاتا ہے

(۲) اَلْعُصْفُورُ تُغَرِّدُ فَوْقَ الْغُصْنِ
چڑیا شاخ پر چہچہاتی ہے

(۳) لَمْ يَرْسُمِ الْمُصَوِّرُ الصُّورَةَ الْمُكَبَّرَةَ
مصور نے کوئی بڑی تصویر نہیں بنائی

(۴) لَنْ أَشْرَبَ غَيْرَ الْمَاءِ النَّقِيِّ
میں صاف پانی کے سوا ہرگز کچھ نہیں پیوں گا

سبق ۴۴

صحیح اور معتل

الف

سَمِعَ الْوَلَدُ — جَلَسَتْ فَاطِمَةُ

تَكْتُبُ مَحْمُودَةُ — لَا تَشْرَبِ الْمَاءَ

ب

وَجَبَ الْحُكْمُ
حکم واجب ہوا

يَسَرَ الْأَمْرُ
کام آسان ہوگیا

قَالَ الرَّسُولُ
قاصد نے کہا

تَسِيرُ السَّفِينَةُ
کشتی چلتی ہے

دَعَا الدَّاعِي
بلانے والے نے بلایا

رَضِيَتْ زَيْنَبُ
زینب خوش ہوگئی

سِرْ إِلَى الْبَيْتِ
گھر کو جا

اوپر کے تمام جُملوں میں افعال آوے ہیں۔ مگر الف اور ب کے جُملوں کے فعلوں میں کچھ فرق ہے۔ الف کے نیچے جتنے افعال ہیں اُن کے اصلی حرفوں میں الف واو اور ی کہیں نہیں ہیں، مگر ب کے نیچے جو افعال ہیں اُن میں الف، واو اور ی تینوں موجود ہیں۔

(۱) عربی کے حروف ہجار میں الف، واو اور ی کے سوا سب حروف صحیح، یعنی تندرست، سمجھے جاتے ہیں۔ اُن میں سے جو حرف لفظ میں جس جگہ ہوتا ہے وہاں سے نہ تو ہٹتا ہے اور نہ کسی دوسرے حرف سے بدلتا ہے۔ ان کو "حروف صحیحہ" یا "حروف الصَّحِیحَۃ" کہتے ہیں اور جس فعل میں مادّے کے سب حروف صحیح ہوں، اُسے فعل صحیح کہتے ہیں؛ جیسے: سَمِعَ، جَلَسْتَ، شَرِبَ وغیرہ۔

(۲) ب کے نیچے کے افعال میں الف، واو اور ی ہیں۔ ان حروف کو علیل، یعنی بیمار، سمجھا جاتا ہے، اور ان کو حروفُ العِلّۃ کہتے ہیں، کیوں کہ یہ حروف ایسے ہیں کہ کبھی کبھی بدل جاتے ہیں اور کبھی بالکل گر کر غائب ہی ہو جاتے ہیں۔

(۳) دیکھو وَجَبَ، یَسَّرَ میں پہلا حرف، حرفِ علت ہے؛ قَالَ اور تَسِیرُ میں دوسرا حرف علّت کا ہے اور دَعا اور رَضِیتُ میں تیسرا حرف علّت کا ہے۔ قال اور دعا کے اصلی حرف علی الترتیب ق، ل، د، ع، و ہیں، دونوں جگہ و بدل کر الف ہو گیا۔ سِرْ فعل امر ہے تَسِیرُ کا۔ اس میں سے ی گر کر بالکل غائب ہی ہو گئی۔ جس فعل کے اصلی حرفوں میں کوئی حرف علت ہو، اُسے فعل معتل کہتے ہیں۔

(۴) تم نے یہ بھی دیکھا کہ فعل معتل میں حرف علّت یا پہلی جگہ ہوتا ہے یا دوسری جگہ، یا تیسری جگہ اگر حرف علّت، پہلی جگہ ہو تو اُسے

مِثال کہتے ہیں، دوسری جگہ ہو تو اَجْوَفَ اور تیسری جگہ ہو تو ناقِص ۔

(۵) فعل صحیح کے مختلف افعال کی گردانیں تو تم دیکھ اور کر چکے، فعل معتل کی گردانوں میں حرفِ عِلَّت کے بدل جانے، یا گر جانے سے صورت میں تھوڑا سا فرق ہو جاتا ہے ۔ یہ فرق نیچے گردانوں سے سمجھ میں آجاوے گا، جو نمونے کے طور پر دی جاتی ہیں :

(۱) وَجَبَ (مثال واوی) کی گردان

وَجَبَ وَجَبَا وجَبُوا ، وَجَبَتْ وَجَبَتَا وَجَبْنَ ،
وَجَبتَ .. . . وجَبْنَا

(۲) قَالَ (اَجْوَف واوی) کی گردان

قَالَ قَالَا قَالُو، قَالَتْ قَالَتَا قُلْنَ
قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُم . . . . قُلْنَا

(۳) رَضِیَ (ناقص یائی) کی گردان

رَضِیَ رَضِیَا رَضُوا ، رَضِیَتْ رَضِیَتَا رَضِیْنَ
رَضِیْتَ رَضِیْتُمَا . . . . رَضِیْنَا

(۴) وَجَبَ سے مضارع کی گردان

یَجِبُ یَجِبَانِ یَجِبُونَ ، تَجِبُ تَجِبَانِ یَجِبْنَ ،
تَجِبُ تَجِبَانِ تَجِبُونَ ، تَجِبِینَ تَجِبَانِ تَجِبْنَ
اَجِبُ نَجِبُ

(۵) قَالَ سے مضارع کی گردان

یَقُولُ یَقُولَانِ یَقُولُون، تَقُولُ تَقُولَانِ یَقُلْنَ ،
تَقُولُ تَقُولَانِ تَقُولُون، تَقُولِین تَقُولَانِ تَقُلْنَ ،
اَقُول نَقُول

(۶) رَضِیَ سے مضارع کی گردان

یَرْضَی یَرْضَیانِ یَرْضُوْنَ ، تَرْضَی تَرْضَیانِ یَرْضَیْنَ،
تَرْضَی تَرْضَیانِ تَرْضُوْنَ ، تَرْضَیْنَ تَرْضَیان تَرْضَیْنَ،
اَرْضَی نَرْضَی

(۷) وَجَبَ سے امر حاضر کی گردان

جِبْ جِبا جِبُوْا ، جِبِی جِبَا جِبْنَ۔

(۸) قالَ سے امر حاضر کی گردان

قُلْ قُولا قُولُوا ، قُولِی قُولا قُلْنَ

(۹) رَضِیَ سے امر حاضر کی گردان

إِرْضَ إِرْضَیا إِرْضَوْا ، إِرْضَي إِرْضَیا إِرْضَیْنَ۔

سبق ۴۵

مُعْرَب اور مَبْنی

الف

(۱) هَلْ يَكْتُبُ زُهَيْرٌ ؟

کیا زہیر لکھ رہا ہے ؟

(۲) إِنَّ زُهَيْرًا لَنْ يَكْتُبَ

بے شک زُہیر نہیں لکھے گا

(۳) لَمْ يَكْتُبْ غَيْرُ زُهَيْرٍ

زُہیر کے سوا کسی نے نہیں لکھا ۔

ب

(۱) هَلْ جاءَ الْآنَ صاحِبُكَ ؟

کیا ابھی تیرا دوست آیا ہے

(۲) هَلْ صاحِبُكَ جاءَ الْآنَ ؟

کیا تیرا دوست ابھی آیا ہے ؟

(۳) اَلْآنَ صاحِبُكَ قَدْ جاءَ

ابھی تیرا دوست آیا ہے

اوپر جو جُملے لکھے ہیں، وہ اِسْم، فعل اور حرف سے مل کر بنے ہیں ۔ ان جُملوں پر غور کرو تو یہ باتیں معلوم ہوں گی :

(۱) الف کے نیچے کی مثالوں میں زُهَير اسم ہے ۔ اُس کے آخری حرف کی حرکت ہر جُملے میں بدلی ہوئی ہے ۔ پہلے جملے میں وہ مضموم ہے، دوسرے میں مفتوح اور تیسرے میں مکسور ۔ يَكْتُبُ، فعل مضارع ہے ۔ اُس کے آخری حرف کی حرکت بھی ہر جملے میں بدلی ہوئی ہے ۔ پہلے جملے میں وہ مضموم ہے، دوسرے میں مفتوح اور تیسرے میں مجزوم (یعنی ساکن) ۔

جن کلموں کے آخری حرف کی حرکتیں بدلتی رہتی ہیں اُن کو مُعْرَب، یعنی اعراب والا کہتے ہیں ۔

(۲) ب کے نیچے کی مثالوں میں ایک کلمہ اَلْآنَ ہے، جو اسم ہے۔ دوسرا کلمہ جاءَ ہے، جو فعل ہے۔ دیکھو! ان تینوں جملوں میں ان دونوں، (اَلْآنَ اور جاءَ) کی حرکت کہیں نہیں بدلی۔

جن کلموں کے آخری حرف کی حرکت نہیں بدلتی، اُن کو مَبْنِی، (یعنی ٹھیرا ہوا یا ایک ہی جگہ قائم) کہتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: جن کلموں سے مل کر جملہ بنتا ہے اُن کلموں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ کلمے جن کی آخری حرکت ترکیب کے بدلنے کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ ایسے کلمے مُعْرَب کہلاتے ہیں۔

(۲) وہ کلمے جن کے آخری حرف کبھی نہیں بدلتے اور ترکیب کے بدل جانے کا اثر اُن پر نہیں ہوتا۔ ایسے کلمے مبنی کہلاتے ہیں۔

مشق

نیچے کے کلموں میں بتاؤ کہ ان میں کون کونسے افعال اور اسماء مُعْرَب اور مَبْنِی ہیں:

(۱) اَلتِّلْمِيذَاتُ يَلْعَبْنَ اَلْكُرَةَ
شاگرد لڑکیاں گیند کھیل رہی ہیں

(۲) اِنَّ التِّلْمِيذَاتِ لَمْ يَلْعَبْنَ بِالْكُرَةِ
شاگرد لڑکیوں نے گیند نہیں کھیلی

(۳) اِنْ يَجْتَهِدْ زُهَيْرٌ يَنَلْ جَائِزَةً
اگر زہیر کوشش کرے گا تو انعام پا دے گا

(۴) اِنَّ مُسْلِمًا يَجْتَهِدُ كَيْ يَنَالَ اَحْسَنَ جَائِزَةٍ
مسلم کوشش کرتا ہے تاکہ اُسے سب سے اچھا انعام ملے

نیچے کے جملوں کے سب کلموں پر اعراب دو اور بتاؤ کہ ان میں سے کون مُعْرَب ہے اور کون مَبْنی :

وجد محسن فی الطریق سائلا فقیرا یطلب من الناس صدقة ویتضرع الی الله أن یجزی المحسن خیرا . فوضع المحسن فی کفه روبیة .

ایک احسان کرنے والے نے راستے میں ایک مانگنے والے فقیر کو پایا کہ وہ لوگوں سے صدقہ مانگ رہا ہے اور اللہ سے دعا کر رہا ہے کہ احسان کرنے والے کو اچھا بدلہ دے . تو اُس نے اُس کے ہاتھ پر روپیہ رکھ دیا .

سبق ۴۶

مَنْعِ صَرْف کے اسباب

(الف) : اِسمِ عَلَم

الف —————— (اِسم)

۱ - فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ أُخْتَانِ

۲ - يُوسُفُ وَزَيْدٌ صَدِيقَانِ

۳ - سَافَرَ أَبُوهُ مِنْ إِلٰهٰ آبَادَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ

۴ - سَلْمَانُ وَدَحْلَانُ مَلِكَانِ

۵ - يَزِيدُ وَأَحْمَدُ جَالِسَانِ

۶ - يَذْهَبُ زُفَرُ إِلَى مُضَرَ .

ب ______________ (صفت)

۱۔ الحانوتُ مَلْآنُ فاكِهَةً
۲۔ عَلِيٌّ اَعْقَلُ وَاَكْرَمُ مِنْ اَخِيهِ
۳۔ سِرْنا اُحادَ ثُمَّ مَثْنیٰ
۴۔ رَاَيْتُ تِلْمِيذاتٍ اُخَرَ

ج ______________ عَلَم، الف تانیث کے ساتھ

۱۔ طُوبیٰ لِمَنْ عَمِلَ عَمَلاً صالِحاً
۲۔ لَا تَمْشِ بِكِبْرِياءَ وَخُيَلاءَ

د ______________ منتہی الجموع

۱۔ فِي دِهْلِي شَوارِعُ فَسِيحَةٌ
۲۔ تَنَزَّهْتُ فِي بَساتِينَ جَمِيلَةٍ

ھ ______________ جزوی صورت میں

۱۔ سِرْتُ فِي حَدائِقَ جَمِيلَةٍ
۲۔ سِرْتُ فِي الْحَدائِقِ الْجَمِيلَةِ
۳۔ سِرْتُ فِي حَدائِقِ الْجَزِيرَةِ

تم ایک سبق میں مُعْرَب اور مَبْنِي کا حال پڑھ چکے ہو اور تمہیں معلوم ہے کہ مُعْرَب وہ ہے جس پر فتحہ، کسرہ، ضمہ (اور تنوین) سب آتے ہیں۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اسم اور صفت ایسے مُعْرَب ہوتے ہیں کہ ان پر فتحہ اور

ضمّہ تو آتے ہیں، مگر کسرہ اور تنوین نہیں آسکتے. کسرہ کے موقعے پر بھی فتحہ آتا ہے، اور تنوین کی جگہ صرف ایک ہی زبر یا پیش آتا ہے، تنوین نہیں آتی. جس مُعرب پر سب حرکتیں آئیں، وہ مُنْصَرِف کہلاتے ہیں، اور جن پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے وہ غَیرمُنْصَرِف کہلاتے ہیں،

اس سبق میں ہم تمہیں یہ بتائیں گے کہ کون سے اور کیسے اسماء اور صفات غیر منصرف ہوتے ہیں.

(۱) الف کے نیچے چھ ایسے عَلَموں کی مثالیں ہیں جو "غیر منصرف" ہیں. ان کی کیفیت (مثالوں کی ترتیب کے موافق) یہ ہے کہ:

(۱) عَلَم مؤنث: خواہ اُن میں تانیث کی ت آئے؛ جیسے: حَمْزَۃُ اور فاطِمَۃُ، خواہ نہ آئے؛ جیسے: زَیْنَبُ؛ خواہ مرد کا نام ہو؛ جیسے: حَمْزَۃُ؛ خواہ عورت کا؛ جیسے: فاطِمَۃُ اور زَیْنَبُ

(۲) عَلَم عُجْمِی: عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان کا لفظ ہو؛ جیسے: یوسُفُ، اِبْراهِیْمُ، کرشن، کہ عبرانی اور ہندی الفاظ ہیں.

(۳) مُرَکَّب مَزْجِی: دو الگ الگ کلموں کو ملا کر جو ایک نام بنایا جائے؛ جیسے: حَضْرَمُوتُ، اِلٰہ آباد کہ حضر اور موت اور اِلٰہ اور آباد کو ملا کر بنایا گیا ہے.

(۴) عَلَم: جس کے آخر میں الف اور نون ہو؛ جیسے: عُثْمانُ اور مَرْوانُ.

(۵) عَلَم: جو وزن فعل پر ہو؛ جیسے: یَزِیْدُ، اَحْمَدُ. پہلا یَبِیْعُ کے اور دوسرا اَشْرَبُ کے وزن پر ہے

(۶) عَلَم: جو وزن فُعَلَ سے معدول ہو، یعنی بغیر کسی قاعدہ صرفی کے،

بنا ہو؛ جیسے عُمَرُ، زُفَرُ۔ ان کی اصل عامِر اور زافِر (فاعِل کے وزن پر) تھی۔ دونوں کو اُن کے اصلی وزن سے معدول کر کے ایک نئے وزن، یعنی فُعَلَ، پر بنا لیا ہے۔

(۲) ب کے نیچے تین مثالوں میں ایسی تین صفتیں آ رہی ہیں، جو غیر منصرف ہیں۔ ان کی کیفیت (مثالوں کی ترتیب کے موافق) یہ ہے:

(۱) صفت، جس کے آخر میں الف اور نون ہو؛ جیسے: مَلآن۔

(۲) صفت، جو فعل کے وزن پر ہو؛ جیسے: اَعْقَلُ، اَنْبَہُ۔ یہ دونوں اَشْرَبُ کے فعل کے وزن پر ہیں۔

(۳) صفت، جو کسی اور لفظ سے معدول ہو اور ایک سے لے کر دس تک کے عدد کے لیے فُعالُ کے وزن پر آ رہے؛ جیسے: ثُلاثُ؛ یا مَفْعَلَ کے وزن پر آوے؛ جیسے: مَثْنیٰ۔ اسی طرح اور لفظوں کی حالت ہے۔

(۳) ج کے نیچے جو اسماء ہیں، وہ اس لیے غیر منصرف ہیں کہ اُن کے آخر میں تانیث کا الف مقصورہ ہے؛ جیسے: طُوبیٰ، ذِکریٰ؛ یا تانیث کا الف ممدودہ ہے؛ جیسے: کِبْریاء، خُیَلاء۔

(۴) د کے نیچے کے اسماء اس لیے غیر منصرف ہیں کہ وہ مُنتہی الجُموع کے، یعنی مَفاعِلُ کے، وزن پر ہیں؛ جیسے: شَوارِعُ؛ اور مَفاعِیلُ کے وزن پر؛ جیسے: بَساتِیْنُ۔ اس صیغے کے وزن پر جو اسماء آ رہیں گے، وہ غیر منصرف ہوں گے۔

(۵) ہ کے نیچے ایک کلمہ حَدائِقَ ہے، جو غیر منصرف ہے۔ پہلی مثال میں وہ مجرور ہے، مگر بجائے کسرہ کے فتحہ کے ساتھ۔ دوسری مثال میں اُس پر اَلْ داخل ہے، اس لیے اُس پر کسرہ آ گیا۔ تیسری مثال میں وہ مضاف ہے، اس لیے جر کا آنا جائز ہو گیا۔ یہی حال تمام غیر منصرف اسموں کا ہے کہ

جب وہ مجرور ہوتے ہیں، تو اُن پر فتحہ آتا ہے؛ مگر جب اُن پر اَلْ داخل ہو، یا وہ مضاف ہوں، تو اُن پر کسرہ کے ساتھ جر کا آنا جائز ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: ذیل کی صورتوں میں اسم غیر منصرف ہوتا ہے:

(۱) عَلَم جب وہ مؤنث، یا عجمی، یا مرکب مزجی ہو، یا الف ن زایدہ پر ختم ہوتا ہو، فعل کے وزن پر ہو، یا فُعَل کے وزن پر معدول ہو۔

(ب) اسم جب الف تانیث (مقصورہ یا ممدودہ) کے ساتھ مونث ہو۔

(ج) اسم، جس کی جمع منتہی الجموع (یعنی مفاعِلُ اور مَفاعِیلُ) کے وزن پر ہو۔

(۲) صفت غیر منصرف ہوگی، اگر وہ الف ن زایدہ پر ختم ہو، یا اَفْعَلُ کے وزن پر ہو، یا معدول ہو۔

(۳) ہر اسم یا صفت، جو غیر منصرف ہو، وہ ضمّہ کے ساتھ مرفوع، فتحہ کے ساتھ منصوب اور بجاء کسرہ کے، فتحہ کے ساتھ مجرور ہوتا ہے۔ لیکن اگر اُس پر اَلْ داخل ہو، یا وہ مضاف ہو، تو کسرہ کے ساتھ اُس پر جر آجاتا ہے۔

مشق

نیچے کی عبارتوں میں اسماء غیر منصرف بتلاؤ اور اُن کا سبب بیان کرو:

(۱) استتب الامر لمعاویة ابن ابی سفیان فی الشام بعد مقتل عثمان بن عفّان، وانتقل مقر الخلافة الی دمشق۔

(۲) ینتقل الحجاج مِن الهند الی جدة فی مرکب خاصة. ثم یسیرون فی طریق معبدة الی مکة؛ و یقصد کثیر منهم بعد الفراغ مِن الحج الی یثرب، لزیارة الروضة النبویة علی صاحبها الصلوٰة والسلام.

(۳) برهن الهندیون علیٰ انهم لیسوا بافل مِن سواهم اقداما. فقد نجح اوّل طیار الهندی فی رحلته مِن کراجی الی لندن، و قد عُنِیت الحکومة علی اثر ذٰلک بانشاءِ فی الٰہ آباد و دہلی خاصة للطیران.

سبق ۴۷
اسماءِ ستّہ اور اُن کے اعراب

الف

(۱) جَلَسَ اَبُو مَنْصُوْرٍ
منصور کا باپ بیٹھا

(۲) رَاَيْتُ اَبَا مَنْصُوْرٍ
میں نے منصور کے باپ کو دیکھا

(۳) نَظَرْتُ اِلَى اَبِي مَنْصُوْرٍ
میں نے منصور کے باپ کی طرف دیکھا

ب

(۱) يَقْرَأُ اَخُوْكَ فِي الْكِتَابِ
تیرا بھائی کتاب میں پڑھ رہا ہے۔

(۲) اِنَّ اَخَاكَ حَفِظَ الدَّرْسَ
تیرے بھائی نے سبق حفظ کر لیا

(۳) كِتَابُ اَخِيْكَ مُفِيْدٌ
تیرے بھائی کی کتاب مفید ہے

ج

(۱) مَنْصُوْرٌ فُوْهُ مَفْتُوْحٌ
منصور کا مُنہ کھلا ہوا ہے

(۲) اِنَّ فَاهُ صَغِيْرٌ
اُس کا مُنہ چھوٹا ہے

(۳) وَضَعَ الْكُوْبَ عَلٰى فِيْهِ
اُس نے گلاس اپنے مُنہ پر رکھا

د

(۱) حَمُو الْمَرْأَةِ جَالِسٌ
عورت کا دیور (یا جیٹھ) بیٹھا ہوا ہے۔

(۲) اِنَّ حَمَاهَا يُلَاعِبُ اِبْنَهَا
اُس کا دیور (یا جیٹھ) اُس کے بیٹے کو کھلا رہا ہے۔

(۳) هِيَ تُقَدِّمُ لِحَمِيْهَا الْقَهْوَةَ
وہ اپنے دیور کو قہوہ پیش کر رہی ہے۔

ھ

(۱) طَارِقٌ ذُوْ مَالٍ كَثِيْرٍ
طارق بڑے مال کا مالک ہے

(۲) اِنَّ ذَا الْمَالِ مَسْرُوْرٌ
صاحب مال خوش ہے

(۳) يَتَوَدَّدُ النَّاسُ اِلٰى ذِي الْمَالِ
لوگ مال والے سے محبت کرتے ہیں۔

اَبٌ (باپ) اَخٌ (بھائی) فُو (مُنہ) ذو (صاحب، مالک) حَمٌ (جیٹھ یا دیور) هَنٌ (شرمگاہ) یہ چھئوں کلمے اَسْماءِ سِتَّه یا اسماءِ سِتَّۃ مُکَبَّرَہ کہلاتے ہیں۔

(۱) ان میں سے پہلا کلمہ اَبو، الف کی تین مثالوں میں آیا ہے۔ پہلی مثال میں یہ کلمہ مرفوع ہے، دوسری میں منصوب اور تیسری میں مجرور۔

(۲) حالت رفع میں ان چھئوں اسماء کے آخر میں، بہ جاءِ ضمہ کے، واو، نصب کی حالت میں بہ جاءِ فتحہ کے الف اور جرّ کی حالت میں کسرہ کے بدلے ي لگائی جاتی ہے۔

(۳) اوپر کی مثالوں میں ہم نے ان چھ میں سے پانچ اسماء لکھے ہیں، اور وہ سب مضاف ہیں۔ یہ بھی غور کرو کہ ان کے مضاف الیہ میں متکلم کی ی نہیں ہے۔ اگر وہ مضاف نہ ہوتے، تو ضمہ کے ساتھ مرفوع ہوتے، فتحہ کے ساتھ منصوب اور کسرہ کے ساتھ مجرور ہوتے ایسی صورت میں (کہ مضاف نہ ہوتے) تینوں صورتوں میں یوں کہا جاتا کہ جَلَسَ اَبٌ، رَاَیْتُ اَبًا اور نَظَرْتُ اِلٰی اَبٍ۔ یہی حالت اور باقی مثالوں میں بھی ہوتی۔ اگر ان اسموں کے آخر میں متکلم کی ی ہو، تو ظاہر ہے کہ کسی اعراب کی ضرورت ہی نہیں اور یہ ابی، اخی، حمی، هنی اور فی ہو جائیں گے اور ذو کے بعد متکلم کی ی آ ہی نہیں سکتی۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: اَسْماءِ سِتَّه (یا سِتّه مُکَبَّرَہ) اَبٌ، اخٌ، فُو، ذو، حَمٌ اور هَنٌ کا رفع واو سے، نصب الف سے اور جرّ ی سے آتا ہے، بہ شرطے کہ یہ متکلم کی ی کے ساتھ مضاف نہ ہوں۔

مشق

نیچے کے جملوں میں اسماء ستّہ میں سے جو کوئی آئے ہوں، وہ بتلادو اور اُن کے اعراب کی علامتیں بیان کرو:

(۱) ذُو الاِحْسانِ مَحْبُوبٌ
صاحب احسان محبوب ہوتا ہے

(۲) لا تَتَنَفَّسْ مِنْ فِيكَ
اپنے مُنہ سے سانس نہ لے

(۳) ساعِدْ اَخاكَ فِي الشَّدائِدِ
اپنے بھائی کی تکلیف میں مدد کر

(۴) لا تَمْلَأْ فَاكَ بالطَّعامِ
اپنے مُنہ کو کھانے سے نہ بھر

(۵) اَلْوَطَنُ ابُو الْجَمِيعِ
وطن سب کا باپ ہے

(۶) يَسْكُنُ فارُوقٌ دارَ حَمِيهِ
فاروق اپنے سمدھی کے گھر رہتا ہے

(۷) يَحْوِي فُوكَ اَعْضاءَ الْمَضْغِ
تیرے مُنہ میں چبانے کے اعضا ہیں

(۸) لَعَلَّ اَباكَ يَحْضُرُ
شاید تیرا باپ حاضر ہو جاوے

(۹) صارَ حَمُوكَ هَرِمًا
تیرا سمدھی بوڑھا ہوگیا

(۱۰) عَلِيٌّ يَقْتَدِي بِاَبِيهِ
علی اپنے باپ کے پیچھے پیچھے ہے

(۱۱) اَحِبَّ لِاَخِيكَ ما تُحِبُّ لِنَفْسِكَ
اپنے بھائی کے لیے اُسی کو پسند کر، جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے

(۱۲) إِنَّ ذَا الْجاهِ كَثِيرُ الاَصْدِقاءِ
صاحب مرتبہ کے بہت دوست ہوتے ہیں

سبق ۴۸

مستثنیٰ

(۱)

مستثنیٰ اِلّا کے ساتھ

(الف)

(۱) جَلَسَ التَّلَامِیذُ اِلَّا تِلْمِیذًا

(۲) اَجْلَسَ الْمُعَلِّمُ التَّلَامِیذَ اِلَّا تِلْمِیذًا

(۳) صَفَحَ الْمُعَلِّمُ عَنِ التَّلَامِیذِ اِلَّا تِلْمِیذًا

(ب)

(۱) مَا وَقَفَ التَّلَامِیذُ اِلَّا تِلْمِیذٌ ــ تِلْمِیذًا

(۲) مَا اَوْقَفَ الْمُعَلِّمُ التَّلَامِیذَ اِلَّا تِلْمِیذًا ــ تِلْمِیذًا

(۳) مَا نَظَرْتُ اِلَی التَّلَامِیذِ اِلَّا تِلْمِیذًا ــ تِلْمِیذٍ

(ج)

(۱) مَا وَقَفَ اِلَّا تِلْمِیذٌ

(۲) مَا اَوْقَفَ الْمُعَلِّمُ اِلَّا تِلْمِیذًا

(۳) مَا اَوْقَعَ الْمُعَلِّمُ الْعِقَابَ اِلَّا عَلٰی تِلْمِیذٍ

جتنی مثالیں اوپر لکھی گئی ہیں، اُن سب میں اِلَّا کے بعد جو اسم آرہے ہیں، وہ اپنے ماقبل سے مخالف ہیں۔ مثال پہلی ہی مثال میں ہم نے تَلَامِیذ کے بیٹھنے (جَلَسَ) کا ذکر کیا ہے اور اِن میں سے ایک تلمیذ کو کلمۂ "اِلَّا"

لا کر "مستثنیٰ" کر دیا ہے۔ اس صورت میں اِلّا سے ماقبل جو کچھ ہے وہ "مُستثنیٰ منہُ" کہلاتا ہے اور اُس کا مابعد "مُستثنیٰ"

(۱) الف کے نیچے کی مثالیں "جُملۂ تامّہ" کی ہیں؛ کیوں کہ اُن کا "مُستثنیٰ منہُ" بیان کر دیا گیا ہے، اور "مثبت" ہے، اس لیے کہ پہلے اُس کی نفی نہیں کی گئی۔ اب مستثنیٰ منہُ، یعنی تلامیذُ، کو دیکھو تو یہ پاؤ گے کہ تینوں میں وہ مرفوع، منصوب اور مجرور آئے ہیں اور اِلّا کے بعد جو مستثنیٰ ہے، یعنی تلمیذًا، وہ ہر جگہ منصوب ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اِلّا کے ساتھ جو کچھ مستثنیٰ ہوگا وہ لازمی طور پر منصوب ہوگا، بہ شرطے کہ کلام تام ہو اور مثبت ہو۔

(۲) ب کے نیچے سب جُملے منفی ہیں، کیوں کہ اُن میں سے ہر ایک میں پہلے نفی کا ما آیا ہے، اور چوں کہ ہر ایک میں مستثنیٰ منہُ بھی بیان ہوا ہے، اس لیے ہر جُملہ "جملۂ تامّہ" بھی ہے۔ اب مستثنیٰ کو دیکھو تو پاؤ گے کہ وہ اپنے رفع، نصب اور جر میں اپنے مستثنیٰ منہ کے موافق ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مستثنیٰ منہُ کا "بدل" ہے، اس لیے ہمیشہ منصوب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کلام منفی اور تام ہو تو مستثنیٰ میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ وہ "بدل" ہوگا، اور دوسرے یہ کہ منصوب ہوگا۔

(۳) ج کے نیچے جو مثالیں ہیں وہ منفی اور ناقص کلام کی ہیں؛ کیوں کہ اُن میں مستثنیٰ منہ نہیں بتایا گیا ہے۔ مگر سب مستثنیٰ اپنے عاملوں کے موافق آئے ہیں؛ چنانچہ پہلا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، دوسرا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب اور تیسرا حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کلام منفی ناقص ہو، تو مستثنیٰ عامل کے موافق ہوتا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ :

قاعدہ : (الف) اِلّا کے ساتھ مستثنیٰ وہ اِسم ہے جو اِلّا کے بعد آتا ہے؛ اور وہ حکم میں اپنے ماقبل کے خلاف ہوتا ہے۔

(ب) اِلّا کے ساتھ مستثنیٰ کی تین حالتیں ہوتی ہیں؛

(۱) اگر کلام تام اور مثبت ہو تو اُس پر نصب آنا لازمی ہے؛

(۲) اگر کلام تام اور منفی ہو تو اُس پر نصب آنا جائز ہے؛ اور یہ بھی جائز ہے کہ اُس کو مستثنیٰ منہُ کا بدل سمجھا جاوے۔

(۳) اگر کلام منفی ناقص ہو تو اُس کا اعراب عامل کے موافق ہوگا۔

مشق

نیچے کی عبارت میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہُ بتلاؤ اور یہ بتلاؤ کہ اُن کی حرکات کیا کیا ہیں :-

(۱) اَلْاَصْدِقَاءُ اِلَّا أَقَلَّهُمْ يُنْكِرُونَكَ وَقْتَ الشِّدَّةِ ، فَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَى صَاحِبٍ بَلَوْتَهُ .

(۲) ما نجح العامِلُونَ اِلَّا العامل المعتمد عَلَى نفسه، وما خاب المجتهدون اِلَّا المُجْتَهِدَ الَّذِى خانَهُ الحَظُّ اوفَاتَتْهُ الْفُرْصَةُ .

(۳) لَمْ اَفْرَحْ بِشَيْءٍ اِلَّا فَضِيلَةٍ تَزِينُنِى، وَلَمْ اَنْدَمْ عَلَى فَائِتٍ اِلَّا مَكْرُمَةً لَمْ أَتَّخِذْهَا عِنْدَ سَائِلٍ ذِى حَاجَةٍ

---

(۲)

مستثنیٰ غیر اور سِوَی کے ساتھ

(الف)
أَثْمَرَتِ الاشجارُ غَيْرَ شَجَرَةٍ ــــ سِوَى شَجَرَةٍ
رَأَيْتُ ثَمَرًا عَلَى الأَشْجارِ غَيْرَ شَجَرَةٍ ــــ سِوَى شَجَرَةٍ

(ب)
ماغَابَ التَّلاميذُ غَيْرَ تِلْمِيذٍ ــــ سِوَى تِلْمِيذٍ
لَا تَفْرَحْ بِصَدِيْقٍ غيرِ الْكِتابِ ــــ سِوَى الْكِتابِ

(ج)
لَا يفوزُ غَيْرُ المُجْتَهِدِ ــــ سِوَى الْمُجْتَهِدِ
لَا تُصاحِبْ غيرَ الصَّادِقِ ــــ سِوَى الصَّادِقِ
لَا تَعْتَمِدْ عَلَى غيرِ نَفْسِكَ ــــ سِوَى نَفْسِكَ

جب ہمیں اِلَّا کے ساتھ مستثنیٰ کے اعراب کا حال معلوم ہوگیا، تو غَیْرَ اور سِوَی کے حرکات کا حال معلوم ہونا آسان ہوگیا ہے۔

(۱) الف کے نیچے کی مثالیں کلام تام مثبت کی ہیں، ب کی تام منفی، اور ج کی ناقص منفی۔ ان مثالوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غَیْر اور سِوَی کے بعد مستثنیٰ مجرور ہوتا ہے، کیوں کہ وہ غَیْر اور سِوَی کا مضاف الیہ ہوتا ہے۔

(۲) الف کی مثالوں میں کلمہ غَیْر منصوب ہے۔ ب میں پہلے تو مستثنیٰ منہُ کے موافق بدل کا سا اعراب ہے؛ دوسرے استثنار کے ساتھ منصوب ہے۔ ج میں وہ اپنے ماقبل کے عامل کے موافق مرفوع، منصوب اور مجرور ہے۔ اس لیے ان کی بھی وہی حالت ہے، جو اِلَّا کے ساتھ مستثنیٰ

کی۔ سِوَی کا اعراب ہر صورت میں مقدّر ہے، کیوں کہ اُس کے آخر میں الف ہے۔

(۳)

مستثنیٰ خَلَا، عدا اور حاشا کے ساتھ

(۱) حَضَرَ الضُّیُوفُ خَلَا ضَیْفًا ــ ضَیْفٍ	ماخلا ضیفاً
(۲) نَجَحَ التَّلَامِیْذُ عَدَا تِلْمِیْذًا ــ تِلْمِیْذٍ	ماعدا تِلمِیذًا
(۳) اَعْطَیْتُ الْفُقَرَاءَ حاشا فقیرًا ــ فَقِیْرٍ	ماحاشا فَقِیْرًا

اوپر کی مثالوں کو دیکھو؛ ان میں مستثنیٰ کو خَلا، عدا اور حاشا کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ پہلی جگہ مستثنیٰ منصوب ہے، کیوں کہ وہ مفعول بہ واقع ہوا ہے۔ اس صورت میں خَلا، عدا اور حاشا افعال ہیں۔ دوسری جگہ مجرور ہے اور خَلا، عدا اور حاشا حروفِ جر ہیں۔ تیسری جگہ مستثنیٰ منصوب ہے، کیوں کہ خلا، عدا اور حاشا کے اوپر ما داخل ہوا ہے۔ اس حالت میں یہ افعال ہوگئے ہیں، اور اُن کا مابعد مفعول بہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خَلا، عدا اور حاشا کے ساتھ جو مستثنیٰ ہوتا ہے، اس پر نصب اور جر دونوں آسکتے ہیں؛ اور اگر اُن سے پہلے ما آءے تو نصب کا آنا لازمی ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) غَیر اور سِوَی کے ساتھ جب مستثنیٰ آءے تو اُس کا مابعد ہمیشہ مجرور ہوگا، کیوں کہ وہ مضاف الیہ ہوتا ہے۔ غَیر اور سِوَی کا حُکم وہی ہوتا ہے جو اِلَّا کے بعد کا۔

(ب) اگر خَلَا، عدا اور حاشا کو افعال مان لیا جاءے تو مستثنیٰ

کے مابعد پر اس وجہ سے نصب آرے گا کہ وہ مفعول ہوگا؛ اور اگر اُن کو حروف جر مانا جارے، تو اُن کا مابعد مجرور ہوگا۔ اگر اُن سے پہلے ما آرے، تو مابعد پر نصب ہی آرے گا۔

نیچے کے جملوں میں مستثنیٰ پر حرکات دو اور اُن کی وجہ بتلا دو:-

(۱) حللت المسائل الامسألة ۔
(۲) لم تنضبح الفاکھة إلّا التفاح ۔
(۳) حضر التلامیذ عدا المریض ۔
(۴) لم اقل شیأً غیر الصدق ۔
(۵) لا ینصر الا المظلوم ۔
(۶) لا تصاحب سوی المھذبات ۔
(۷) لم اھتم بشیء إلّا الواجب ۔
(۸) طار الحمام خلا حمامة ۔

سبق ۴۹

حال

(الف)
(۱) اَقْبَلَ الجُندِیُّ رَاکِبًا
(۲) رَکِبَ الجُندِیُّ الجَوادَ مُسْرَجًا

(ب)
(۱) جاءَ الجُندِیُّ ، وَالسَّیفُ مَسْلُولٌ ـــ وَقَدْ لَمَعَ السَّیفُ
(۲) جاءَ الجُندِیُّ ، سَیفُهُ مَسلُولٌ ـــ یَلمَعُ سَیفُهُ
(۳) جاءَ الجُندِیُّ ، وسَیفُهُ مَسلُولٌ ـــ وَقَدْ لَمَعَ سَیفُهُ

ج
(۱) اَقْبَلَ الجُندِیُّ فَوقَ الْجَوادِ
(۲) اَقبلَ الجُندِیُّ علی جَوادٍ

اگر یہ کہا جاوے کہ "اَقْبَلَ الجُندِیُّ" تو سننے والے کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ آیا وہ سوار ہوکر آیا ہے، یا پیدل ۔ اس کی حالت کو ظاہر کرنے کے لیے کوئی اِسم یا جُملہ کہنا پڑے گا؛ مثلاً: کہیں گے کہ "رَاکِبًا"؛ جس جُملے یا اسم سے یہ کیفیت بیان کی جاوے اُسے حال کہتے ہیں ۔

اب اوپر کی مثالوں پر غور کرو :

(۱) الف والوں میں دو حال ہیں: رَاکِبًا اور مُسْرَجًا ۔ پہلا کلمہ فاعل یعنی جُندِیٌ کا حال بتلاتا ہے، اور دوسرا مفعول، یعنی جَواد ، دونوں حال مفرد ہیں ۔ اس سے معلوم

ہوا کہ جب کوئی فعل واقع ہوتا ہے تو "حال" فاعل یا مفعول کی کیفیت ظاہر کرتا ہے، اور وہ لفظ مفرد ہوتا ہے ۔

(۲) ب والی مثالوں میں ہم نے جُندی کے آنے کی حالت کو پہلے تو تین اسمیہ جُملوں میں بیان کیا ہے، پھر تین فعلیہ جُملوں میں۔ پہلا جُملہ واو سے شروع ہوتا ہے جو "واو الحال" کہلاتا ہے (کیوں کہ وہ حال کے جُملے میں واقع ہے) ۔ دوسرے جُملے میں ضمیر (یعنی سیفُہٗ کی ہ) ہے، جو جُندی کی طرف راجع ہے ۔ تیسرے جُملے میں واو کے ساتھ ضمیر بھی شامل ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حال مفرد بھی ہوتا ہے، اور جُملہ بھی، خواہ وہ جُملہ صرف ایک واو ہو، یا فقط ضمیر ہو، جو صاحب الحال کی طرف راجع ہو، یا واو اور ضمیر دونوں ہوں ۔ یہ تینوں "رابط" کہلاتے ہیں ۔

(۳) ج کے نیچے کی مثالوں میں جُندی کی کیفیت بیان کی گئی ہے ۔ پہلی مثال میں حال (فوقَ الجوادِ) مضاف، مضاف الیہ ہے، دوسری میں حال (علیٰ جوادٍ) جار مجرور ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "حال" ظرف ہوتا ہے، یا جار مجرور، ان تینوں حالتوں میں یہ مبتدا کی خبر کی طرح ہے ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ : (الف) کسی فعل کے واقع ہونے کے وقت اگر فاعل، یا مفعول بہٖ کی کیفیت بیان کی جا رہے، تو وہ حال کہلاتا ہے ۔

(ب) حال کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں :

۱ - اسم مفرد،

۲ - جملہ اسمیہ یا فعلیہ، جس میں ایک رابطہ ہوتا ہے، جو اکیلا واو، یا اکیلی ضمیر، یا دونوں ایک ساتھ ہوتے ہیں،

۳۔ ظرف یا جار مجرور ہوتے ہیں ۔

مشق ۱

نیچے کی عبارت میں حال بتلاؤ، جو فاعل یا مفعول کی کیفیت کو بیان کرتا ہے:

(۱) إذا بصوتِ مُعلِّمكَ مُقبِلاً، وانت جالس، فقم له مُؤدَّباً واجبَ الاحترام، ثم اجلس أمامه معتدلاً، لا تلهو عن سماع قوله.

(۲) بزغ القمرُ وقد احاطت به النُّجُومُ، فكان كالملك بين رعيته، وارسلَ ضوءَهُ لامعاً علىَ صفحة النهر، فكُنت وانا اسيرُ معهُ فى سيّارتى مسروراً بهذا المنظر البديع.

(۳) من أدَّبك صغيراً فقد أحسَنَ اليكَ وانتَ كبيرٌ.

مشق ۲

نیچے کی عبارت میں الحال مُفرد، جُملة الحالیه اسمیه و فعلیه، ظرف اور جار و مجرور جو حال واقع ہوا ہے، بتلاؤ:

يقوم الفلّاحُ من نومه مُبكّراً، ويذهب إلى حقلة وهو مُمتلئٌ نشاطاً وقوّةً، فيقضي يومَهُ يَشُقُّ الارض ويسقي الزرع. ثمّ يترك عملهُ وقد غابت الشمس، ويعود الى القرية وراء إبله قانعاً، مسروراً، فإذا ما خيّم الظلامُ رايتهُ على باب داره يَتحدّثُ الى اهله فى شؤون الزراعة.

سبق ۵۰

تمییز

الف

(۱) اِشْتَرَیتُ رَطْلاً عِنَباً . رَطْلَ عِنَبٍ . رَطْلاً مِن عِنَبٍ .

(۲) بِعْتُ إِرْدَبّاً أَرُزّاً . إِرْدَبَّ أَرُزٍّ . إِرْدَبّاً مِن أَرُزٍّ .

(۳) اِشْتَرَیتُ مِتْراً حَرِیراً . مِتْرَ حَرِیرٍ . مِتْراً مِن حَرِیرٍ .

ب

(۱) لَبِثْنَا فِي الإِسْكَنْدَرِیَّة ثَلاثَةَ ..... عَشَرَةَ أَیّامٍ .

(۲) رَأَیتُ أَحَدَ عَشَرَ ...... تِسْعَةً وتِسْعِینَ جُنَیهاً .

(۳) سَافَرَ فِي السَّفِینَةِ مِائَةُ... مِائَتَا.... أَلْفُ... رَاكِبٍ .

ج

(۱) أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً .

(۲) كَمُلَ المُعَلِّمُ خُلُقاً .

جب تم یہ کہو کہ "اِشْتَرَیتُ رَطْلاً" تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ تم نے کیا خریدا؟ کیوں کہ کلمہ "رطل" مبہم ہے؛ کئی طرح کی چیزیں ایک رطل خریدی جاسکتی ہیں. مگر جب تم یہ کہو کہ عِنَباً (انگور) تو معلوم ہوا کہ رطل سے تمہاری کیا مراد تھی. اسی لیے کلمۂ عِنَباً کو تَمْیِیز کہتے ہیں اور کلمۂ رطل کو مُمَیَّز.

(۱) الف کے نیچے تین مثالیں مُمَیَّز کی ہیں: پہلی میں کلمہ رطل

وہ اسم ہے، جو وزن پر دلالت کرتا ہے؛ دوسری میں ممیزؔ اردب ہے، جو ایک پیمانے کا نام ہے؛ اور تیسری میں کلمہ شبر ہے، جو ناپ بتاتا ہے۔ اس کے بعد تمییز پر غور کروگے تو پاؤگے کہ اُس کی تین صورتیں ہیں: پہلی منصوب ہے، دوسری اضافت کے ساتھ مجرور ہے، اور تیسری مِن سے مجرور۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمییز وزن، پیمانہ اور مساحت ہے اور اُس میں تین وجوہ مذکورہ کا ہونا جائز ہے۔

(۲) ب کے نیچے جو تین مثالیں ہیں اُن تینوں میں مُمیّز عدد ہے۔ پہلی مثال میں تین سے لے کر دس تک کا کوئی عدد ہے۔ اس کی تمییز جمع مجرور آتی ہے۔ دوسری مثال میں گیارہ سے لے کر ننانوے (99) تک کا کوئی عدد ہے، اور اُس کی تمییز مفرد منصوب آتی ہے۔ تیسری مثال میں سو سے لے کر نو سو اور ہزار تک کا عدد ہے۔ اس کی تمییز مفرد مجرور آتی ہے۔ اس سے تم کو تینوں صورتوں میں عدد کی تمییز کی کیفیت معلوم ہوگئی۔

(۳) ج کے نیچے کی مثالوں میں گو مُمیّز مذکور نہیں ہے، لیکن ہم اسے سمجھ جاتے ہیں۔ پہلی مثال میں "بہت سی چیزوں کا میرے پاس ہونا" ظاہر ہوتا ہے۔ ہم نے اس کو صرف لفظ مَالًا سے مُمیّز کیا ہے۔ دوسری مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسی چیز مکمل ہوگئی ہے، جس کا تعلق معلم سے ہے ہم نے اُس چیز کو جو ہمارے دل میں ہے، خُلُقًا کہہ کر جتا دیا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ ۵: (الف) تمییز وہ اسم ہے جو کسی پہلے بیان کیے ہوئے اسم کی مراد کو بیان کرتا ہو؛ خواہ یہ پہلے کا بیان کیا ہوا اسم بولا گیا ہو یا نہ بولا گیا ہو، اسی کو مُمیّز کہتے ہیں۔

(ب) جو مُمیّز بولا جائے اگر وہ وزن، پیمانہ، مساحت پر دلالت کرے،

تو اُس کی تمییز تین طرح آتی ہے (۱) نصب کے ساتھ، (۲) جر بالاضافت کے ساتھ، یا (۳) مِن کے ساتھ۔

(ج) مُمَیَّز اگر بولا گیا ہو اور وہ عدد پر دلالت کرے، تو اُس کی تمییز:

(۱) تین سے لے کر دس تک جمع مجرور ہوتی ہے:

(۲) گیارہ سے ننانوے (۹۹) تک مفرد منصوب، اور

(۳) سَو اور ہزار اور اُس سے زیادہ، مفرد مجرور ہوتی ہے،

(د) مُمَیَّز اگر نہ بولا گیا ہو، بلکہ دل ہی میں سمجھا گیا ہو، تو اُس کی تمییز ہمیشہ مفرد منصوب آتی ہے۔

مشق

نیچے کی عبارت میں تمییز اور اُس کی نوعیت بتلادو:-

خَرَجَ فقیرٌ مِن بلدہٖ. فنزل وادیاً قد تفجَّرَت أرضُهُ عیوناً، وطابت هواءً. فاقام به ثلاثَ سنواتٍ عامِلاً. ثُمَّ اشْتَرى فَدَّاناً ارضاً، زَرَعَهُ فاکِهَةً وَبَقْلاً. فجادَ ثمراً. ولَمْ تَزَلْ ثروتُهُ تتضاعفُ حتیٰ بَلَغَتْ مائةَ فَدَّانٍ؛ فصار من اَکْثَرِ الناسِ مالاً واعظمهم نعمةً

سبق ۵۱

مُنادیٰ

الف

(۱) یَا عَبْدَ الرَّحِیْمِ!
(۲) یَا کَرِیْمَ الْاَخْلَاقِ!
(۳) یَا اَمِیْرَ الشُّعَرَاءِ!

ب

(۱) یَا حَمِیْدًا فِعْلُهٗ!
(۲) یَا مُجِیْدًا عَمَلُهٗ!
(۳) یَا سَاعِیًا فِی الْخَیْرِ!

ج

(۱) یَا غَافِلًا اِنْتَبِهْ
(۲) یَا مُسْرِفًا اِسْتَنْدَمْ

د

(۱) یَا حُسَیْنُ اِقْعُدْ
(۲) یَا سَعِیْدَانِ!
(۳) یَا سَعِیْدُوْنَ!

ه

(۱) یَا غُلَامُ! لَا تَلْعَبْ هُنَا
(۲) یَا فَتَیَانِ! لَا تَبْرَحَا مَکَانَکُمَا
(۳) یَا مُسَافِرُوْنَ! هٰذَا اِفْطَارُکُمْ

جب ہم کسی کو بلانا چاہتے ہیں، تو اُس کا نام لے کر، یا کسی اور طرح، پکارتے ہیں؛ مثلاً: یا سَعِیْدُ، یا خَادِمُ، یا صَاحِبَ الْکِتَابِ، وغیرہ۔ یا حرفِ ندا

ہے اور اُس کا مابعد مُنادیٰ۔

(۱) الف کی مثالوں میں ہر مُنادیٰ اسم مضاف ہے۔ پہلی مثال میں مُنادیٰ عَلَم ہے اور دوسری تیسری میں صفت۔

(۲) ب کے نیچے کی مثالوں میں مُنادیٰ اسم ہے، اور اُس کے ساتھ معنی کو صاف کرنے کے لیے کوئی لفظ لگا یا گیا ہے؛ کیوں کہ حمیداً کے معنی صاف نہیں معلوم ہوتے، جب تک کہ اُس کا کوئی فعل نہ بتلا یا جائے مُجِیْداً بھی بغیر عَمَلاً کے صاف سمجھ میں نہیں آتا؛ نہ ساعیًا بغیر فی الْخَیْر کے۔ اس قسم کے جتنے مُنادیٰ ہیں شَبِیْہ بالمُضاف کہلاتے ہیں؛ کیوں کہ اُن کو کسی مابعد کی ضرورت ہے اور اس لحاظ سے وہ مضاف سے بہت مشابہ ہیں۔

(۳) ج کی مثالوں میں مُنادیٰ اسم نکرہ ہے کہ کسی خاص شخص کو نہیں پُکارا گیا۔ غافِلاً سے یا غافِلُ اور مُسْرِفاً سے یا مُسْرِفُ مُراد ہے۔ اس حالت میں مُنادیٰ کو "نکرہ غَیْرِ مَقْصُودَہ" کہتے ہیں۔

غور کرو تو ان تینوں مثالوں (ا، ب، ج) میں مُنادیٰ کو منصوب ہی پاؤ گے۔

(۴) د کی مثالوں میں حُسَین، سعیدان اور سعیدون عَلَم ہیں، اور اس لحاظ سے مُفرد ہیں، کہ نہ وہ مضاف ہیں، نہ شبیہ بالمضاف۔

(۵) ھ کی مثالوں میں ہر مُنادیٰ نکرہ ہے، مگر ایسا کہ ہم نے اُس سے ایک خاص ذات مراد لی ہے؛ مثلاً غلام سے وہ خاص لڑکا، جو کھیل رہا ہے، فِتْیان سے وہ خاص لوگ، جو جا رہے ہیں، اور مُسَافِرُون سے وہ خاص مسافر، جو ریل کے سامنے کھڑے ہیں۔ چوں کہ اس اسم نکرہ سے ہم خاص لوگ مراد لیتے ہیں، اس لیے اسے "نکرہ مقصودہ" کہتے ہیں۔

اگر د اور ھ کی مثالوں پر غور کرو، تو د میں رفع کی علامتوں میں سے ایک، یعنی ضمہ، پا رو گے؛ دوسری د میں الف اور تیسری د میں واو۔ چوں کہ مُنادیٰ ایک طرح پر مفعول بہ ہے، اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں حالتوں میں وہ "مبنی علی الرّفع" ہیں اور "محلّاً نصب" میں ہیں۔

یہ یاد رکھو کہ جس طرح یَا حرفِ ندا ہے، ویسے ہی اَیَا، ھَیَا، اَیْ اور اَ بھی حرفِ ندا ہیں، یہ سب "یا" کے اخوات کہلاتے ہیں۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) مُنادیٰ وہ اسم ہے جو کسی حرفِ ندا کے بعد آتا ہے۔ حرفِ ندا یہ ہیں: یَا، اَیَا، ھَیَا، اَیْ اور اَ۔

(ب) ذیل کی تین حالتوں میں مُنادیٰ منصوب ہوتا ہے:

۱۔ جب وہ مضاف ہو،

۲۔ جب وہ شبیہ بالمضاف ہو،

۳۔ جب وہ نکرہ غیر مقصودہ ہو، یعنی اس سے کوئی خاص مُعیّن شخص یا چیز مُراد نہ ہو۔

(ج) ان دو حالتوں میں مُنادیٰ مبنی علی الرّفع اور محلِ نصب میں ہوتا ہے:

(۱) جب وہ علم مُفرد ہو، نہ مضاف ہو، نہ شبیہ بالمضاف۔

(۲) جب وہ نکرہ مقصودہ ہو، یعنی ایسا نکرہ کہ اس سے کوئی مُعیّن شخص، یا چیز مُراد ہو۔

مشق

نیچے کے جملوں میں منادیٰ معرب اور مبنی بتلاؤ اور بناء اور اعراب اور اُن کے اعراب کی وجہ بیان کرو:-

(۱) ساعِدِيْ أُمَّكِ يا فاطِمَةُ!
(۲) يا عَظِيْمًا يُرجى لِكُلِّ عَظِيْمٍ!
(۳) هَلُمَّ إِلَيْنَا يا شُرْطِيُّ!
(۴) يا أُمَّهاتِ الْمُسْتَقْبَلِ!
(۵) يا جَبَلُ اَكَمْ شاهَدْتَ مِنْ دُوَلٍ
(۶) يا شَرِيْفًا أَصْلُهُ الّا تَفْخَرَ بِأَصْلِكَ
(۷) يا مُجِدُّ وَتَّ اِتَّقُوا بِالنَّجاحِ
(۸) يا شَرِيكانِ اِلّا تَختَلِفا

سبق ۵۲
تاکید لفظی اور معنوی

الف ——— لفظی	ب ——— معنوی
(۱) سَبَقَ سَبَقَ حُسَيْنٌ	(۱) أَقْبَلَ الْمَلِكُ نَفْسُهُ — عَيْنُهُ
(۲) سَبَقَ حُسَيْنٌ حُسَيْنٌ	(۲) اِشْتَرَيْتُ الْقَصْرَ كُلَّهُ — جَمِيْعَهُ — عامَّتَهُ
(۳) سَبَقَ حُسَيْنٌ سَبَقَ حُسَيْنٌ	(۳) وَصَلَ الْقِطارانِ كِلاهُما
(۴) نَعَمْ نَعَمْ هُوَ السّابِقُ	(۴) اِرْتَفَعَتِ الطَّيّارَتانِ كِلْتاهُما
(۵) إِذْهَبْ أَنْتَ	(۵) إِذْهَبْ أَنْتَ نَفْسُكَ
(۶) ذَهَبْتُ أنا	(۶) ذَهَبْتُ أَنا نَفْسِي
(۷) رَأَيْتُكَ أَنْتَ	(۷) رَأَيْتُكَ نَفْسَكَ
(۸) وَثِقْتُ بِهِ هُوَ	(۸) وَثِقْتُ بِهِ نَفْسِهِ

بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ کسی سے کوئی بات کہی جاتی ہے، تو وہ بات کا کوئی حصّہ، یا پوری بات، نہیں سمجھتا اور اُسے کچھ شک رہ جاتا ہے۔ اُس کا شک رفع کرنے کے لیے بات کو زور دے کر کہا جاتا ہے؛ مثلاً: تم یہ کہو کہ اَقْبَلَ الْوَزِیْرُ۔ اس میں سُننے والے کو یہ شک رہ گیا کہ آنے والا خود وزیر ہے، یا اُس کا وکیل؛ تو تُم لفظ وزیر کو دُہرا کر کہو گے کہ اَقْبَلَ الْوَزِیْرُ الْوَزِیْرُ یا اسی کا ہم معنی کوئی اور جُملہ کہو گے؛ جیسے: اَقْبَلَ الْوَزِیْرُ نَفْسُہٗ پہلی صورت کو "تاکید لفظی" کہتے ہیں، دوسری کو "تاکید معنوی" اور کلمۂ وزیر کو "موکَّد"۔

(۱) جو مثالیں الف کے نیچے ہیں وہ سب تاکید لفظی کی ہیں۔ پہلی میں تاکید لفظی فعل (سَبَقَ) کے دُہرانے سے پیدا ہوئی ہے، دوسری میں اسم (حُسَیْن) کے دُہرانے سے، تیسری میں پورے جُملے (سَبَقَ حُسَین) کے دُہرانے سے، اور چوتھی میں لفظ نَعَمْ کے دُہرانے سے۔ تاکید ضمیر مُستتر سے کی جائے (جیساکہ پانچویں مثال میں ہے) یا ضمیر بارز متصل سے (جیساکہ بعد کی مثالوں میں ہے) تو اسے ضمیر رفع منفصل سے موکَّد کیا جاتا ہے؛ جیساکہ مثالوں سے واضح ہے۔

(۲) ب کے نیچے جتنی مثالیں ہیں وہ تاکید معنوی کی ہیں۔ پہلی مثال میں تاکید کا لفظ نَفْسٌ، یا عَیْنٌ ہے؛ دوسری میں کُلٌّ، یا جَمِیْعٌ یا عَامَّۃٌ ہے؛ تیسری میں کِلَا ہے، جو مثنیٰ مذکر کے لیے آتا ہے؛ اور چوتھی میں کِلْتَا۔ جو تثنیہ مؤنث کے لیے آتا ہے۔ ان ساتوں الفاظ کے لیے لازمی ہے کہ وہ کسی ایسی ضمیر سے متصل ہوں جو موکَّد کی طرف راجع ہوتی ہو اور اُس کے موافق ہو؛ جیساکہ پہلی چاروں مثالوں سے واضح ہے۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ کسی ایسی ضمیر کو موکَّد کریں جو نَفْسٌ یا عَیْنٌ سے متصل ہو، تو اگر ضمیر مرفوع ہو تو اُس کی تاکید پہلے ضمیر رفع منفصل کی لائیں، جیساکہ پانچویں اور چھٹی مثال سے ظاہر ہے؛ اور اگر ضمیر منصوب اور مجرور ہے، تو اُس کی تاکید بغیر

ضمیر منفصل کے آ رے گی، جیسا کہ ساتویں اور آٹھویں مثال سے واضح ہے۔
اگر الف اور ب دونوں مثالوں پر غور کریں، تو معلوم ہوگا کہ تاکید ہمیشہ تینوں اعراب میں اپنے ماقبل کی تابع ہوتی ہے۔
اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ : تاکید وہ تابع ہے، جو اپنے ماقبل کی تقریر کو مخاطب کے دل نشین کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ لفظی؛ جو کسی اسم، یا فعل، یا حرف، یا جملے کو دو بارہ لانے سے ظاہر کی جاتی ہے۔ اگر مؤکّد ضمیر مستتر یا متصل ہو تو اسے ضمیر رفع منفصل سے واضح کیا جاتا ہے۔

۲۔ معنوی؛ ان سات الفاظ سے ظاہر کی جاتی ہے: اَلنَّفْسُ[1]، اَلْعَیْنُ[2]، کُلٌّ[3]، جَمِیْعٌ[4]، عَامَّةٌ[5]، کِلَا[6]، اور کِلْتَا[7]۔ واجب ہے کہ یہ الفاظ ایسی ضمیر سے متصل ہوں جو مؤکّد کے مطابق ہو۔

جائز ہے کہ تاکید ضمیر مستتر کی اور ضمیر رفع کی جو نَفْسٌ اور عَیْنٌ سے متصل ہوا کی جائے، بہ شرطے کہ ضمیر رفع منفصل سے تاکید ہو؛ لیکن یہ شرط ضمائر نصب و جر کی ضمائر متصلہ کے لیے ضروری نہیں ہے۔

مشق ۱

نیچے کی عبارت میں مؤکّد اور مؤکِّد بتلادو:-

ذَهَبْتُ مع اَصْدِقَائِیْ كُلِّهِمْ لِحُضُوْرِ حَفْلَةِ الرِّيَاضَةِ البدنية، فَرَأَيْنَا نَحْنُ أَنْفُسُنَا التَّلَامِيْذَ يَتَسَابَقُوْنَ ۔ وَقَدْ وَزَّعَ الْوَزِيْرُ نَفْسُهُ عَيْنُهُ الْجَوَائِزَ عَلَى الْفَائِزِيْنَ ۔ وَكَانَتْ مَدْرَسَتُنَا الاولىٰ۔

فَسُرِرْتُ سُرُوْرًا كَثِيْرًا، وَلَا رَيْبَ اَنَّهَا جَدِيْدَةٌ جَدِيْدَةٌ بِهٰذَا الْفَوْزِ الْبَاهِرِ ۔

مشق ۲

نیچے کے جملوں میں اسمائے مؤکّدہ کے اعراب بتلاؤ اور اُن کا سبب بیان کرو :۔

(۱) وَزَّعَ الْوَزِيْرُ نَفْسُهُ الْجَوَائِزَ ۔

(۲) اَطِعْ وَالِدَيْكَ كِلَيْهِمَا ۔

(۳) يَفْرَحُ الصِّغَارُ كُلُّهُم بِاللَّعِبِ ۔

(۴) زُرْتُ هٰذِهِ الْمَدِيْنَةَ عَيْنَهَا ۔

(۵) قَابَلْتُ هٰذَا الرَّجُلَ عَيْنَهُ بِالْاَمْسِ ۔

(۶) دَقَّتَا الْكِتَابِ كِلْتَاهُمَا مُبَرْقَشَتَانِ ۔

(۷) يَزُوْرُ السَّائِحُوْنَ جَمِيْعُهُم الْجَامِعَ ۔

(۸) الْفَتَيَاتُ عَامَّتُهُنَّ يَمِلْنَ اِلَى الزِّيْنَةِ ۔

سبق ۵۳

عطف: اُس کے حروف اور اُن کے معنی

(۱) سافرَ نُعمانُ ومَنصُورُ
(۲) دَخَلَ الْاُمَرَاءُ فَالوُزَرَاءُ
(۳) قابَلْتُ الْوَكِيلَ ثُمَّ الْوَزِيرَ
(۴) سَافِرْ فِي السَّيَّارَةِ أَوِ الْقِطَارِ
(۵) اَحْضَرَ حَسَّانُ اَمْ طَارِقُ
(۶) نَجَحَ يُوسُفُ بَلْ اِبْرَاهِيمُ
(۷) اِشْتَرَيْتُ الْكِتَابَ لَا الْقَلَمَ
(۸) مَا حَضَرَ الْمَلِكُ لٰكِنَّ الْوَزِيرُ

کبھی ہم ایک کلمے کے بعد دوسرا کلمہ لاکر اُس کو اعراب میں پہلے کلمے کا تابع کر دیتے ہیں، اور ان دونوں کے درمیان میں کوئی حرف، مثل واو یا ف وغیرہ، کے لاتے ہیں؛ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ نَجَحَ ابراھیم ویُوسُفُ اس میں کلمۂ حَسَنٌ کو "معطوف" اور کلمۂ سعد کو "معطوف عَلَيْهِ" اور ان دونوں کے بیچ کی واو کو "حرف عطف" کہتے ہیں۔

اب حروف عطف اور اُن کے معنی کا حال سُنو:-

(۱) اوپر کی آٹھ مثالوں میں سے پہلی مثال میں حرف عطف واو ہے، جو نعمان اور منصور دونوں کے ایک ساتھ سفر کرنے کو ظاہر کرتا ہے؛ یعنی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُن دونوں میں سے کسی ایک نے پہلے سفر شروع کیا ہے۔ یہاں واو "مطلق الجمع" (بالکل یک جا) کے واسطے ہے۔ دوسری مثال میں حرف عطف ف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمَرَاء پہلے داخل ہوئے اور اُن کے بعد وزراء۔ یہاں ف "ترتیب اور تعقیب" (آگے پیچھے)

کے لیے ہے۔ تیسری مثال میں حرف عطف "ثُمَّ" ہے۔ اس سے معلوم ہوتا کہ پہلے تو وکیل سے مقابلہ ہوا، اُس کے تھوڑی دیر کے بعد وزیر سے۔ یہاں جو "ثُمَّ" ہے وہ "ترتیب مع التراخی"، ترتیب میں کچھ دیر کا ہے۔ چوتھی مثال میں حرف عطف "اَوْ" ہے، جو ماقبل اور مابعد کے درمیان میں "تخییر" (چُننا) کے معنی پیدا کرتا ہے۔ پانچویں مثال میں حرف عطف "اَمْ" کا مطلب "طَلَبُ تَعْیِیْن" (ٹھیک طرح مقرر کرنے کو چاہنا) ہے۔ کیوں کہ کہنے والا نہیں جانتا کہ حسّان حاضر ہوا یا طارق، اور کہنے والے نے اس کا تعیّن کرانا چاہا ہے۔ چھٹی مثال میں حرف عطف "بَلْ" ہے۔ یہ اپنے ماقبل کا ذکر کرکے مابعد کو ثابت کرتا ہے۔ اس عطف کو "اضرابی" عطف کہتے ہیں۔ مثال کا یہ مطلب ہے کہ کہنے والا ابراہیم کی کامیابی کو ثابت کرتا ہے اور یوسف کا صرف ذکر ہی کرکے خاموش ہو جاتا ہے۔ ساتویں مثال میں حرف عطف "لَا" ہے، جو قلم کے خریدنے کی نفی کرتا ہے۔ یوں یہ عطف اپنے مابعد کے حکم کی نفی کرتا ہے۔ آٹھویں مثال میں حرف عطف "لٰكِنَّ" ہے۔ یہ اُس وہم کے رفع کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے، جو سننے والے کو بادشاہ کے موجود نہ ہونے سے وزیر کی عدم موجودگی کا ہوتا۔ ایسے عطف کو "اِستدراکی" عطف کہتے ہیں۔

(۲) غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ سب مثالوں میں معطوف اور معطوف علیہ کا اعراب ایک ہی ہے۔ جو حالت دو اسماء کے درمیان عطف کی ہے: وہی دو افعال کے درمیان کے عطف کی بھی ہوگی اور دونوں کے اعراب ایک ہی ہوں گے؛ یعنی دوسرا کلمہ اعراب میں پہلے کلمے کا تابع ہوگا۔ مثلاً: يَفُوزُ وَيَنْجَحُ الْمُجْتَهِدُ، اور لَنْ يَفُوزَ وَيَنْجَحَ الكسلانُ۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ ۵: (۱) معطوف ایک ایسا تابع ہے کہ اُس کے اور اُس کے

متبوع کے درمیان میں کوئی ایک حرف عطف ہوتا ہے۔ حروف عطف یہ ہیں:
واو، ف، ثُمَّ، اَوْ، اَمْ، بَلْ، لَا، لٰکِنَّ۔
(۲) معطوف کا اعراب وہی ہوتا ہے، جو معطوف علیہ کا۔

مشق ۱

نیچے کے جملوں میں معطوف اور معطوف علیہ بتلاؤ اور اُن کے اعراب اور سبب بیان کرو:-

(۱) نَظِّمْ كُتُبَكَ وَاَدَوَاتَكَ
(۲) رَحَلَ الطَّيَّارُ اِلٰى دِهْلِىَ ثُمَّ بُمْبَىَ
(۳) تكون الدَّجَاجه بَيْضَةً ثُمَّ فَرْخًا ثُمَّ دجاجة
(۴) يَضْطَافُ النَّاسُ بَلِ الاغنياء فِي اُدُرْبا
(۵) سَأَشْتَرِي سَاعَةً اَوْ دَرَّاجَةً
(۶) اَيُّكُمَا اَكْبَرُ، اَنْتَ اَمْ اَخُوكَ؟
(۷) دَعَوْتُ عثمان لَا اَخَاهُ
(۸) مَا سَافَرَ سعيدٌ لٰكِن ابوه

مشق ۲

نیچے کے جملوں میں افعال کے معطوف اور معطوف علیہ بتلاؤ اور اُن کا سبب بیان کرو۔

(۱) يَشْتَغِلُ الْعَامِلُ نَهَارَهُ ثُمَّ يَسْتَرِيحُ
(۲) يَسُرُّنِي اَنْ تَجِدَّ فَتَنْجَحَ
(۳) يَنَامُ رَشِيدٌ وَيقومُ مُبَكِّرًا
(۴) أَقْرَأُ دُرُوسِي فَأَفْهَمُهَا
(۵) لَمْ اَكْتُبِ الرسالة وَاُرْسِلْهَا بِالْبَرِيْدِ
(۶) لَنْ تَفُوزَ وَتَنَالَ الجائزة اِلَّا بِالجِدِّ

سبق ۴۵

مفعول مَعَہٗ

واوِ معیت، واوِ عطف

الف

(۱) سَافَرَ مَحْمُودٌ وَجَمُنَا
(۲) مَشَى مُخْتَارٌ وَشَارِعَ الْقَلْعَةِ
(۳) زَارَنِي رَشِيدٌ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ

ب

(۱) أَقْبَلَ الْوَزِيرُ وَالْمَلِكُ — وَالْمَلِكَ
(۲) تَحَرَّكَ الْجُنْدُ وَالْقَائِدُ — وَالْقَائِدَ
(۳) زَارَنِي حَسَنٌ وَصَاحِبُهُ — وَصَاحِبَهُ

ج

(۱) تَقَابَلَ الْمَلِكُ وَالْوَزِيرُ
(۲) تَصَادَمَ الْقِطَارُ وَالسَّيَّارَةُ
(۳) تَخَاصَمَ مَسْعُودٌ وَإِسْمَاعِيلُ

جب یہ کہا جاوے کہ سَافَرَ مَحْمُودٌ وَجَمُنَا (محمود اور دریائے جمنا نے سفر کیا) تو اس میں جو واو ہے وہ جمنا اور محمود کو عطف دے کر ایک کو دوسرے کے ساتھ شامل کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے؛ بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ محمود نے جمنا کے قریب، کنارے کے ساتھ ساتھ، سفر کیا۔ اس لیے اس واو کو واوِ معیت (ساتھ والا واو) کہتے ہیں، اور اس کے بعد جو اسم ہے اسے "مفعول مَعَہٗ"۔ یہ واو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ واو صرف عطف ہی کا نہیں ہوتا۔

بلکہ مَعِیَّت کا بھی ہوتا ہے۔

اب ان دونوں کا فرق سنو:

(۱) الف کی مثالوں کے معنی پر غور کرو۔ واو کے مابعد جو کلمے جمنا، شارع القلعۃ، اور طلوع الشمس ہیں، اُن کا عطف اپنے ماقبل سے صحیح نہیں ہوگا؛ کیوں کہ دریائے جمنا آدمیوں کی طرح سفر نہیں کرتا، نہ قلعے کی سڑک چلتی ہے، اور نہ طلوع الشمس کسی کے پاس جاتا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ یہ واو "واو مَعِیَّت" ہے۔ اس کے بعد جو اسم ہے اُس پر نصب آوے گا، کیوں کہ وہ مفعول معہٗ ہے، جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

(۲) ب کی تینوں مثالوں پر غور کرو، تو پاروگے کہ ہر مثال میں جو واو ہے وہ عطف کی صلاحیت رکھتا ہے؛ کیوں کہ وزیر اور مَلِک آسکتا ہے، فوج اور سپہ سالار حرکت کرسکتے ہیں، حسن اور اُس کا دوست ملاقات کے لیے جاسکتے ہیں۔ پھر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ اس واو میں واو معیت بننے کی بھی صلاحیت ہے؛ کیوں کہ کہا جاسکتا ہے کہ اَقْبَلَ الْوَزِیْرُ مع الْمَلِكِ اور تَحَرَّكَ الْجُنْدُ مع القائِدِ وغیرہ؛ اس لیے اس کے مابعد کا عطف جائز ہے، اور نصب بھی؛ کیوں کہ وہ مفعول ہوگا۔

(۳) ج کی مثالوں کے معنی پر غور کرو، تو معلوم ہوگا کہ مُقَابِلَۃ (سامنے ہونا) صرف ایک آدمی (یعنی بادشاہ سے) نہیں ہوسکتا۔ اس عمل کے لیے ضروری ہے کہ ایک اور آدمی بھی ہو۔ اسی لیے تَصَادُم (ٹکرانا) دو چیزوں میں ہوسکتا ہے۔ یہی حال تَخَاصُم (جھگڑے) کا ہے، وہ بھی دو آدمیوں کے درمیان میں ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہوجاتا ہے کہ واو کے مابعد جو کلمہ ہے، اُسے اُس کے ماقبل کے ساتھ عطف دیا جاوے، تاکہ

معنی صحیح ہو جاویں۔ ظاہر ہے کہ ایسی مثالوں میں واو "عطف" ہی کا ہوگا۔
اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) ہر وہ اسم جو ایسے واو کے بعد آوے جس کے معنی "مَعَ" کے ہوں اور یہ ظاہر کرے کہ کیا کام کیا گیا، وہ "مفعول مَعَہٗ" کہلاتا ہے، اور منصوب ہوتا ہے۔

(ب) اگر واو ایسے موقعے پر آوے کہ اُس کے ماقبل اور مابعد کے درمیان عطف ہونا مناسب نہ ہو، تو وہ "واو معیت" ہوگا۔ لیکن اگر کوئی ایسا سبب موجود ہو کہ وہ عطف بن سکے، تو جائز ہے کہ وہ واو معیت اور عطف دونوں کا ہو جاوے۔ فعل کے بعد بھی عطف آ سکتا ہے۔

مشق

نیچے کے جملوں میں بتلاؤ کہ واو کیسے ہیں اور اُس کی وجہ بھی بتلاؤ:

(۱) یَصْحُو الفلّاحُ من نومِہٖ وَالْفَجْرُ
(۲) فرحت بنجاح احمد واسمٰعیل
(۳) اختصم التاجر وشریکہ الی القاضی
(۴) تساوی اللیل والنہار
(۵) تزورُ السّائحون والسائحات ہند
(۶) اتحد المعلم وتلامیذہ فی الرای
(۷) تسیر السفینۃ وضفۃ النہر
(۸) لا تلعب القط والفار

سبق ۵۵
بدل

الف

(۱) نَالَ الْجَائِزَةَ التِّلْمِيذُ حَسَنٌ
(۲) زُرْتُ الْمُدِيرَ سَعِيدًا
(۳) فَرِحْتُ بِالْأَمِيرِ فَادٍ رِحَانَ

ب

(۱) ظَهَرَ الْقَمَرُ، نِصْفُهُ
(۲) رَأَيْتُ سَعِيدًا، وَجْهَهُ
(۳) جَلَسْتُ فِي الْحُجْرَةِ رُكْنِهَا

ج

(۱) نَفَعَنِي الْمُعَلِّمُ، عِلْمُهُ
(۲) سَمِعْتُ الْبُلْبُلَ، صَوْتَهُ
(۳) نُسَرُّ بِالْوَطَنِ، رُقِيِّهِ

د

(۱) لِأَخِي سَيَّارَةٌ . دَرَّاجَةٌ
(۲) اشْتَرَيْتُ كِتَابًا - قَلَمًا
(۳) عَرَشْتُ بِالْخَشَبِ - الْحَدِيدِ

بعض وقت بول چال میں ہم کوئی ایسا لفظ بول جاتے ہیں جس سے حقیقت میں ہماری غرض نہیں ہوتی ۔ پھر اس کے ساتھ ہی ایسا لفظ بولتے ہیں جس سے ہماری اصل غرض ہوتی ہے ؛ مثلاً : اگر ہم کہیں کہ " وَضَعَ النَّحْوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ " تو حقیقت میں ہماری غرض امیر المومنین سے نہیں ہے ، بلکہ علی سے ہے ۔ ہمارا امیر المومنین کہنا صرف ایک تمہید ہے ۔ کہنا تو صرف یہ ہے کہ " وَضَعَ النَّحْوَ عَلِيٌّ " ۔ ایسی صورت میں پہلے کلمے (أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ) کو " مُبْدَل مِنْه " کہتے ہیں ، اور دوسرے (عَلِيٌّ) کو " بَدَل " ۔

اب دیکھو کہ بَدَل کی کتنی قسمیں ہیں اور اُن کا عمل کیا ہے :

(۱) الف کی تینوں مثالوں کے آخر میں ایک اسم آیا ہے، جو اپنے ماقبل کا "بَدَل" ہے؛ چنانچہ حَسَنٌ بَدَل ہے تِلْمِیْذ کا، سَعِیْداً بَدَل ہے مُدِیْر کا، اور نادرخان بَدَل ہے امیر کا. پہلے کلمے (تِلْمِیْذ وغیرہ) سے جو شخصیت مراد ہے، وہ دوسرے کلمے (حَسَن وغیرہ) سے موافق اور مطابق ہے. اس قسم کے بدل کو "بَدَلِ مطابق" کہتے ہیں.

(۲) ب کی تینوں مثالوں کے آخر میں ایک اِسم آیا ہے، جو اپنے ماقبل کا بَدَل ہے. غور سے دیکھو تو بَدَل اپنے مُبْدَل مِنْهُ کے کسی ایک حصّے پر دلالت کرتا ہے؛ مثلاً: نصف ایک حِصّہ ہے قمر کا، وجہ ایک جزء ہے سَعِیْد کا، رُکن ایک ٹکڑا ہے حجرہ کا. اس قسم کے بدل کو "بدل بعض من کُل" کہتے ہیں. یہ بھی خیال رہے کہ ان سب مثالوں میں ایک ضمیر پوشیدہ ہے، جو مُبْدَل مِنْهُ کی طرف راجع ہوتی ہے اور اُس کے مطابق بھی ہے.

(۳) ج کی تینوں مثالوں کے آخر میں ایک اسم آیا ہے، جو اپنے ماقبل کا بَدَل ہے، مگر "عِلم" نہ تو مُعَلِّم ہے، نہ اُس کا کوئی حِصّہ؛ صَوت نہ خود بُلبُل ہے، نہ اُس کا کوئی جزء؛ مُرَاقِی اصل میں نہ وطن ہے، نہ اُس کا کوئی ٹکڑا. لیکن بَدَل اور مُبْدَل مِنْه میں کوئی نہ کوئی مناسبت ضرور ہے. مثلاً: علم منسوب ہے مُعلّم سے، صوت منسوب ہے بُلبُل سے، وغیرہ. اس قسم کا بدل "بدل الاشتمال" کہلاتا ہے. اس میں بھی ایک پوشیدہ ضمیر ہے، جو مُبدل منہ کی طرف راجع اور اُس کے مطابق ہے.

(۴) د کی تینوں مثالوں میں ایک اسم آیا ہے، جو اپنے ماقبل کا بدل ہے، مگر اپنے معنی میں اس سے پوری طرح الگ ہے: مثلاً: دَرّاجة اور

چیز ہے اور سَیّارۃ اور چیز ہے۔ اسی طرح قلم کو کتاب سے کوری مناسبت نہیں ہے، اور حدید اور خشب بھی الگ الگ چیزیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ بولنے والا پہلا لفظ غلط بول گیا، جو مبدل منہ تھا۔ پھر اُسے اپنی غلطی معلوم ہوئی تو اُس نے دوسرا وہ صحیح لفظ بولا، جو حقیقت میں وہ کہنا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس قسم کے بدل کو "بَدَل غَلَطٌ" یا "بدل مُبایِن" کہتے ہیں۔

اب پھر ساری مثالوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ بَدَل کا وہی اعراب ہے، جو مُبدَل مِنْہ کا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) بدل ایسا تابع ہے جس سے پہلے تمہید کے لیے ایک اِسم آتا ہے، مگر اُس سے اصلی مراد نہیں ہوتی۔ بَدَل چار قسم کا ہوتا ہے: بَدَل مُطابِق، (۲) بَدَلُ بعضٍ مِنْ کُلٍّ (۳) بَدَلُ اشتمال، (۴) بَدَلُ غلط، یا بدل مُبایِن۔

(ب) بَدَل بَعض اور بَدَل اشتمال میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو مُبدَل مِنہ کی طرف راجع ہوتی ہے اور اُسی کے مطابق ہوتی ہے۔

مشق

نیچے کے جُملوں میں بدل کی قسمیں بتلا دو:۔

(۱) نالتِ الآنسۃُ فاطمۃ الجائزۃ	(۶) فُتِحَ شارعٌ لاھور
(۲) رایتُ السفینۃ شِراعَھا	(۷) شَرِبتُ الماءَ، لَبَنَ
(۳) سَرَّنِی المریضُ شفاؤُہٗ	(۸) قرأتُ الکتابَ ثُلُثَیہِ
(۴) قصدتُ الی المنزل المدرسۃَ	(۹) اَکلتُ الخُبزَ نِصفَھا
(۵) الامیر اعظم جاہ ولیّ عھد حیدرآباد	(۱۰) کان سیّد احمد من اکبر المصلحین

سبق ۵۶

استفہام (سوال) اور جواب کے حروف

(۱)

	استفہام	جواب
الف	(۱) هل راكبٌ منصورٌ طيّارةً؟	(اثبات کے لیے) نَعَمْ، أَجَلْ
	(۲) هَلِ الطّيّارةُ مُرِيحَةٌ؟	(انکار کے لیے) لا
	(۳) هل وَصلَ الطيّارُ اليومَ؟	
ب	(۱) أَسافَرْتَ فِي الطّيّارةِ؟	(اثبات کے لیے) نَعَمْ، أَجَلْ
	(۲) أَسَفَرُ الطّيّارةِ مُرِيحٌ؟	(انکار کے لیے) لا
	(۳) أَمَنصورٌ سافَرَ أَم طارِقٌ؟	نام لے کر جواب دیا جاوے گا
	(۴) أَسَيّارةً راكِبٌ، أَمْ قطاراً؟	
	(۵) أَلَمْ تَزُرْ بُستانَنَا؟	(اثبات کے لیے) بَلَى
	(۶) أَلَيسَ البُستانُ جَمِيلاً؟	(انکار کے لیے) نَعَمْ، أَجَلْ

کسی بات کے دریافت کرنے کے لیے عربی میں شروع کلام میں استفہام (سوال) کے واسطے کوئی حرف بڑھا دیتے ہیں۔ یہ حروف کیا ہیں، ان کا استعمال کیا ہے، اور ان کا جواب کیوں کر دیا جاتا ہے؟ سنو:

(۱) الف کے نیچے جو مثالیں ہیں وہ حرف استفہام "هَل" سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ لفظ سوال کے لیے مخصوص ہے۔ پہلی مثال میں

منصور کے ہوائی جہاز پر سوار ہونے کو پوچھا گیا ہے۔ اگر اس کا جواب اثبات (ہاں) میں ہے، تو نَعَمْ یا اَجَلْ میں سے کوئی لفظ کہیں گے، اور اگر نفی (انکار) میں ہے، تو "لا" کہیں گے۔ یہی حال باقی اور مثالوں کا ہے۔

(ب) کے نیچے جو چھ فقرے ہیں، وہ ہمزہ سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ بھی سوال کی علامت ہے۔ ہمزہ کی جگہ "هَلْ" بھی کہا جا سکتا ہے پہلی اور دوسری مثال میں ہمزہ کے مابعد کے متعلق سوال ہے؛ تو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ "هَلْ سَافَرتَ فِي الطيارة؟" "هل سَفَرُ الطيارة مُريحٌ؟" ان سوالوں کے جواب وہی ہو سکتے ہیں جو الف کی مثالوں کے۔ تیسری اور چوتھی مثالوں میں حرف عطف "اَمْ" آیا ہے۔ ان میں جو ہمزہ ہے، وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جواب میں اُن اسماء میں سے ایک کی تعیین کی جائے، جو اُس جملے میں آرہے ہیں۔ اس صورت میں اگر منصور نے سفر کیا ہے تو اُس کا نام لیا جائے گا، ورنہ طارق کا۔ یہی صورت چوتھی مثال کی ہے۔ پانچویں اور چھٹی مثالوں میں ہمزۂ استفہام کے بعد ہی کلمۂ نفی (لَمْ، لَيْسَ) بھی موجود ہے۔ اگر ہم کو باغ کے دیکھنے، یا باغ کے خوبصورت ہونے کا اقرار ہے تو ہمارا جواب بَلٰی ہوگا؛ اگر انکار ہے تو نَعَمْ یا اَجَلْ (میں سے کوئی لفظ)

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: (الف) هَلْ یا ہمزہ، دو حرف استفہام ہیں۔ اُن کا جواب دو کلموں، نَعَمْ اور اَجَلْ میں سے ایک، ہے، اور انکاری جواب صرف ایک حرف لاَ ہے۔

(ب) جس جملے میں ہمزۂ استفہامیہ کے ساتھ حرف عطف اَمْ ہو اور اُس کے بعد ایک، یا ایک سے زیادہ، چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا ہو، تو جواب میں نام کی تعیین کی جائے گی۔

(ج) اگر ہمزۂ استفہامیہ کے بعد کوئی حرفِ نفی ہو اور اُس کا جواب اثبات (اقرار) میں دینا ہو تو صرف حرف بَلٰی کہا جاوے گا؛ اور اگر جواب نفی میں ہو تو نَعَمْ یا اَجَلْ میں سے کوئی ایک لفظ جواب ہوگا۔

سبق ۵۸

اِستفہام کے اور حروف

---

(١) مَنِ التِّلْمِيْذُ الْاَوَّلُ ؟

(٢) مَا هٰذَا الْكِتَابُ ؟

(٣) مَتَى اِشْتَرَيْتَهُ ؟

(٤) اَيَّانَ تُسَافِرُ ؟

(٥) اَيْنَ تَقْضِي الصَّيْفَ ؟

(٦) كَيْفَ قُمْتَ إِخْوَانُكَ ؟

(٧) كَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ ؟

(٨) أَيُّ إِخْوَانِكَ أَكْمَلُ ؟

استفہام کے دو حروف، هَلْ اور ہمزہ کے علاوہ کچھ اور اسما بھی استفہام کے لیے آتے ہیں اُن کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں:

(١) مَنْ: یہ صرف "عاقل" (عقل والے) کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ جیسا کہ پہلی مثال میں ہے۔

(٢) مَا: یہ "غیر عاقل" (جس میں عقل نہ ہو) کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ جیسا کہ دوسری مثال میں ہے۔

(٣) مَتَى: زمانۂ ماضی کی تعیین کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ جیسا کہ تیسری مثال میں ہے۔ نیز زمانۂ مستقبل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے؛

جیسے: "مَتیٰ تُسَافِرُ ؟ (تو کب سفر کرے گا؟)

(۴) أَیَّانَ: زمانۂ مستقبل کی تعیین کے واسطے استعمال ہوتا ہے؛ جیسا کہ چوتھی مثال میں ہے۔

(۵) أَیْنَ: مکان کی تعیین کے واسطے آتا ہے؛ جیسا کہ پانچویں مثال میں ہے۔

(۶) کَیْفَ: حال کی تعیین کے واسطے آتا ہے؛ جیسا کہ چھٹی مثال میں ہے۔

(۷) کَمْ: عدد کی تعیین کے واسطے آتا ہے؛ جیسا کہ ساتویں مثال میں ہے۔

(۸) أَیُّ: اوپر کے اسمار استفہام میں سے کسی کی جگہ استعمال ہوسکتا ہے۔ اور یہ جس کی طرف مضاف ہوتا ہے اُس کو خاص کر دیتا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ أَیُّ رَجُلٍ، تو یہ عاقل کے لیے ہوا، اور اگر ہم کہیں کہ أَیُّ کتاب تو یہ غیر عاقل کے لیے ہوا۔

اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ:

قاعدہ: استفہام کے لیے جس طرح دو حرف ھَلْ اور ہمزہ ہیں، اُسی طرح یہ اسمار بھی ہیں: مَنْ، مَا، مَتیٰ، أَیَّان، أَیْنَ، کَیْفَ، کَم اور أَیّ۔ یہ سب کسی چیز کے تعیّن کو چاہتے ہیں۔

مشق ۱

نیچے کے سوالوں کے جواب دو اور یہ بتاؤ کہ تعیین کے ساتھ کیا جواب دیا ہے اور بغیر تعیین کے کیا جواب ہے:-

(۱) ھَلْ زُرْتَ دَارَ الْإِقَامَةِ؟
(۲) أَصَعِدْتَ عَلَى قِمَّةِ الجامع؟
(۳) مَتیٰ یَأْتِي السَّیَّاحُ إِلَى الھند؟
(۴) أَرَأَیْتَ حَضَرَتَ أَمْ مَاشِیًا؟
(۵) أَيُّ الفواکہ أَحَبُّ إِلَیْكَ؟
(۶) أَمُسَافِرٌ أَبُوكَ غَدًا؟

(۷) کَیفَ تُرسِلُ خطاباً بالبَرِیدِ؟ (۸) من بنیٰ هٰذه المَدرسة؟
(۹) أَرَکِبتَ طیّارةً؟ (۱۰) أین تقضی عُطلَةَ الصَّیفِ؟
(۱۱) کَم نافِذةً فی الحجرة؟ (۱۲) أَ أَنتَ اکبرُ ام اَخُوكَ؟

مشق ۲

نیچے کے سوالوں کے جواب اثبات اور نفی میں دو :-

(۱) اَلَم تَرکَب طیّارةً؟ (۴) اَلَیسَ لَكَ سیّارةٌ؟
(۲) أَلَیسَتِ الرِیاضَةُ مُفیدةً؟ (۵) اَلَم تَسمَعْ نَصِیحَةَ والِدَیكَ؟
(۳) أَلَم تَغِب عنِ المدرسة أمسِ؟ (۶) أَلَیسَتِ الاسئِلَةُ سَهلَةً؟

مشق ۳

نیچے کے جوابوں کو سوال کی صورت میں لاؤ :-

(۱) فتحَ دهلی قطبُ الدین (۸) نَعَم رَأَیتُ القَلعَةَ
(۲) ثمنُ الکتاب ثلاث روبیة (۹) لا۔ لَم أَرَ الغوّاصةَ
(۳) کُتُبُ المطالعةِ احبُّ اِلَیَّ (۱۰) حَضَرتُ الی المدرسة راکبادرّاجةً
(۴) سُکنی القری أَفضل (۱۱) مدرسةٌ تَنفُشُها الامیریّة
(۵) بَلیٰ، حَضَرتُ الحَفلَةَ (۱۲) لا، لَم یسافرْ ابی
(۶) نَعَم، لیس لَدَیّ نُقُودٌ (۱۳) بلیٰ، ادرکتُ القطارَ
(۷) اَجَل، سافرَ القِطارُ (۱۴) لیس خطُّكَ جیداً

مشق ۳

نیچے جو کلمات قوسین میں ہیں اُن کی جگہ کو دی اور ایسی علامت استفہام رکھو جو جملوں کے معنی کے موافق ہو :-

(۱) (فِی أَيِّ زمنٍ) یکون الامتحانُ ؟

(۲) (فِی ایِّ مکانٍ) وَضَعْتَ الدَّرَّاجَةَ ؟

(۳) (أَیُّ انسانٍ) ساعَدَكَ ؟

(۴) (علی ایَّةِ حالةٍ) حَضَرْتَ الی المدرسة ؟

(۵) (أَیُّ شیءٍ) مَعَكَ

(۶) (بِأَیِّ ثَمَنٍ) إِشْتَرَيْتَ الكتابَ ؟

تعلیلات

سبق ۵۸

لفظ میں تبدیلی

تم سبق ۴۴ میں معتل، یعنی حرفِ علّت والے لفظوں، کا حال پڑھ چکے ہو۔ اِس سے تمھیں معلوم ہو چکا ہے کہ جن لفظوں میں حرفِ علّت (الف، واو، ی) میں سے کوئی آجاتا ہے، اُس کی شکل کو کچھ بدل کر بولا جاتا ہے۔ یہی حالت اُن لفظوں کی ہوتی ہے جن میں کوئی ہمزہ (ء) آوے یا ایک ہی جنس کے دو حرف آ رہیں۔ چوں کہ ان تینوں حالتوں میں لفظ کو مُنہ سے ادا کرنے میں ایک طرح کی دقّت یا تکلیف سی ہوتی ہے، اس لیے لفظ کی شکل بدل کر بولنے کے لیے آسان کر لیتے ہیں۔

یہ تو تم جان ہی چکے ہو کہ جس لفظ میں کوئی حرفِ علّت ہوتا ہے اُسے معتل کہتے ہیں؛ اسی طرح جس لفظ میں ہمزہ ہو اُسے مہموز کہتے ہیں اور جس لفظ میں ایک ہی جنس کے دو حرف ہوں اُسے مضاعف کہتے ہیں۔

تلفظ کو آسان کرنے کے لیے تبدیلی کئی طرح سے ہوتی ہے۔

(۱) کسی حرف کی حرکت کو دور کر کے اُسے ساکن کر دیا جاوے؛ جیسے: د ع و مادّے سے اگر مضارع 'یَدْعُوُ' بولنا ہو تو واو کو ساکن کر کے یَدْعُوْ بولتے ہیں؛ یا یوں کہ ایک حرف کی حرکت کو دوسرے پر ڈال دیا جائے؛ جیسے: ق و ل مادّے کے مضارع 'یَقْوُلُ' میں واو کا ضمّہ ق کو دے کر یَقُوْلُ کہتے ہیں۔

(۲) کسی حرف یا حرکت کو بالکل گرا دیا جاوے؛ جیسے: و ع د مادّے

کے مضارع یَوْعِدُ کو یَعِدُ بولتے ہیں۔

(۳) ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا جائے؛ جیسے: ق و ل مادّے کی ماضی، قَوَلَ اور ب ی ع مادے سے بَیَعَ ہونی چاہیے، مگر دونوں میں واو اور ی کو الف سے بدل کر قَالَ اور بَاعَ بولتے ہیں۔ اسی طرح وزن مادّے سے اسم آلہ مِوْزان نہیں، بلکہ مِیْزان بناتے ہیں۔

(۴) جس لفظ میں ایک ہی جنس کے دو حرف ہوں اُن دونوں کو ایک دوسرے سے ملا کر بولا جائے؛ جیسے: مَدَدَ کو مَدَّ اور حاجِجٌ کو حاجٌّ بولتے ہیں۔

(۵) کسی لفظ میں دو ہمزہ ہوں تو اُن کے بیچ میں ایک الف اور زیادہ کر دیا جائے؛ جیسے: أَ أَنْتَ کو أَا أَنْتَ (آ أَنْتَ) بولتے ہیں۔

(۶) کسی لفظ کے ہمزہ کو اس طرح ادا کیا جائے کہ یا تو وہ ہمزہ اُس طرح ادا ہو جو اُس پر حرکت ہو (جیسے: مُسْتَهْزِءُوْنَ میں ہمزہ کو اُس کے ضمّے کی وجہ سے مُسْتَهْزِوُوْنَ کہیں)، یا اُس ہمزہ کو اُس سے پہلے حرف کی حرکت دے کر ادا کریں؛ جیسے: اسی لفظ مُسْتَهْزِءُوْن کو ز کے کسرہ کے لحاظ سے مُسْتَهْزِيُوْنَ کی طرح ادا کریں۔

(۷) لفظ میں حرفوں کی جگہ بدل دی جائے؛ جیسے: ء ی س مادّے کی ماضی أَيِسَ ہونی چاہیے، مگر اُسے يَئِسَ بولتے ہیں۔ ایسی صورتیں بہت کم ہوتی ہیں۔

تم دیکھتے ہو کہ یہ سب قاعدے معتل، مہموز اور مضاعف میں کام آتے ہیں۔ جو قاعدہ معتل میں کام آتا ہے اُسے تعلیل کہتے ہیں، جو مہموز میں کام دیتا ہے اُسے تخفیف کہتے ہیں، اور جو مضاعف میں لگتا ہے اُسے ادغام۔

تعلیل، تخفیف اور ادغام کے یوں تو بہت سے قاعدے ہیں، مگر ہم آئندہ سبقوں میں بڑے بڑے اور ضروری قاعدے بتائیں گے۔ وہ ایسے ہیں کہ ان کو سمجھ لینے کے بعد تم جہاں ضرورت ہوگی خود ہی لفظ کی صورت کو صحیح طور پر بدل کر بول لوگے۔

سبق ۵۹

تعلیل

ہماری زبان معتل لفظوں کو آسانی سے ادا کرنے کے لیے جس طرح بدل لیتی ہے اُسے تعلیل کہتے ہیں۔ یہ تو تمھیں معلوم ہی ہے کہ معتل تین طرح کا ہوتا ہے: مثال، اجوف اور ناقص۔ ہر ایک کی تعلیل کے چند قاعدے ہیں:

(الف) مثال (یعنی فَ کلمہ حرفِ علّت)

(۱) اگر واو ساکن ہو اور اُس کا ماقبل حرف مکسور ہو، تو وہ واو بدل کر یٰ ہو جاتا ہے؛ جیسے: مِوْزان سے مِیْزان۔

(۲) اگر یٰ ساکن ہو اور اُس کا ماقبل حرف مضموم ہو، تو وہ یٰ بدل کر واو ہو جاتی ہے؛ جیسے: ی ق ن مادّے سے بابِ افعال کا اسم فاعل مُیْقِن ہے، مگر اُسے مُوْقِن بولتے ہیں۔

(۳) اگر کسی مضارع میں علامت مضارع (یعنی ء، ی، ت، ن، ان میں سے کوئی حرف) مفتوح ہو اور اُس کا عین کلمہ (یعنی دوسرا حرف) مکسور ہو، تو وہ واو گر جاتا ہے؛ جیسے: یَوْعِدُ، تَوْعِدُ کو یَعِدُ، تَعِدُ بولتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہو اور قاعدہ (۳) کے مطابق

اُس کے مضارع سے واو گر گیا ہو، تو اُس مصدر میں بھی پہلا واو گر جاتا ہے اور اُس کی جگہ آخر میں ۃ زیادہ ہو جاتی ہے، جیسے : وِعْلٌ (مضارع یَعِلُ) سے عِلَۃٌ بن جاتا ہے۔

(۵) مزید فیہ کے باب افتعال میں اگر فَ کلمہ واو یا ی ہو، تو وہ تَ سے بدل جاتا ہے اور تَ کو تَ میں ادغام کر دیتے ہیں (یعنی اُسے دوبارہ بولتے ہیں) جیسے و ص ل مادّہ سے باب افتعال کی ماضی اِوْتَصَلَ ہوئی اور و ق د مادّے سے اِوْتَقَدَ ہوئی، مگر ان دونوں کو اِتَّصَلَ اور اِتَّقَدَ بولتے ہیں۔

(ب) اجوف (یعنی عین کلمہ حرف علّت)

(۱) اگر واو یا ی متحرک ہو اور اُس کا ماقبل حرف مفتوح ہو، تو ایسے واو اور ی، الف سے بدل جاتے ہیں، جیسے: ق و ل، ب ی ع، خ و ف مادّوں سے ماضی، قَوَلَ، بَیَعَ، خَوِفَ نہیں بلکہ قَالَ، بَاعَ اور خَافَ ہے۔

(۲) اوپر کے قاعدے سے اگر واو یا ی بدل کر الف ہو گئے اور پھر اُس الف کے بعد ایک اور ساکن حرف ہو، تو وہ الف بالکل گر جاتا ہے، جیسے: ماضی کے چھٹے صیغے قَوَلْنَ، بَیَعْنَ اور خَوِفْنَ میں جب ہم واو اور ی کو الف سے بدلتے ہیں، تو اُس الف کے بعد ل، ع اور ف ساکن آتے ہیں، اس واسطے اُن کو ہم قُلْنَ بِعْنَ اور خِفْنَ کہتے ہیں۔ اسی سے یہ بھی قاعدہ نکل آتا ہے کہ اس طرح الف کے گر جانے کے بعد پہلے حرف کو واو کی وجہ سے مضموم بولتے ہیں، جیسے: قُلْنَ اور ی کی وجہ سے مکسور بولتے ہیں، جیسے: بِعْنَ کی بِ، اور واو مکسور کے سبب سے خِفْنَ کی خ کو بھی کسرہ سے ادا کرتے ہیں۔

اِن قاعدوں کے لحاظ سے ق و ل، ب ی ع، خ و ف مادّوں سے ماضی معروف کی گردان یوں ہوگی:۔

قَالَ قَالَا قَالُوا قَالَتْ قَالَتَا قُلْنَ قُلْتَ ...... قُلْنَا

بَاعَ بَاعَا بَاعُوا بَاعَتْ بَاعَتَا بِعْنَ بِعْتَ ...... بِعْنَا

خَافَ خَافَا خَافُو خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ خِفْتَ .... خِفْنَا

(۳) ماضی مجہول میں وآو کو ی سے بدل دیتے ہیں؛ اور ی ہوتی ہے تو وہ جوں کی توں رہتی ہے۔ اس قاعدے سے ق و ل، ب ی ع، خ و ف مادّوں سے ماضی مجہول یوں آتی ہے:۔

قِيلَ قِيلَا قِيلُوا قِيلَتْ قِيلَتَا قُلْنَ قُلْتَ .... قُلْنَا

بِيعَ بِيعَا بِيعُوا بِيعَتْ بِيعَتَا بِعْنَ بِعْتَ .... بِعْنَا

خِيفَ خِيفَا خِيفُوا خِيفَتْ خِيفَتَا خِفْنَ خِفْتَ ...... خِفْنَا

تم نے دیکھا کہ چھٹے صیغے سے آخر تک ماضی معروف اور مجہول کی صورت ایک ہی سی ہو جاتی ہے!

(۴) مضارع معروف میں وآو اور ی کی حرکت اس کے ماقبل حرف پر چلی جاتی ہے؛ جیسے: يَقْوُلُ اور يَبْيِعُ سے يَقُوْلُ اور يَبِيْعُ۔ مگر يَخْوَفُ اوپر کے قاعدہ (۱) کے لحاظ سے يَخَافُ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چھٹے صیغے میں جاکر يَقْوُلْنَ، يَبْيِعْنَ اور يَخْوِفْنَ کی صورت يَقُلْنَ، يَبِعْنَ اور يَخَفْنَ ہو جاتی ہے؛ کیوں کہ ان تینوں میں جب وآو اور ی کی حرکت ق، ب اور خ پر چلی جاتی ہے تو خود یہ حروف علّت اور ان کے بعد کے حروف (ل، ع اور ف) دو دو ساکن ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں حرف علّت گر جاتا ہے۔ اس سے یہ قاعدہ بنا کہ:

(۵) جب حرف علّت اور اُس کے بعد کا حرف دونوں ساکن ہوں، تو حرف علّت گر جاتا ہے۔

اس طرح ان تین مادّوں سے مضارع معروف کی گردانیں یوں ہوں گی:۔

یَقُولُ یَقُولانِ یقولون تقول تقولان یَقُلْنَ تقولُ تقولانِ

تقولون تقولین تقولانِ تَقُلْنَ اقول تقولُ

یَبِیْعُ یبیعان یبیعون تبیع تبیعان یَبِعْنَ تبیع تبیعان

تبیعون تبیعین تبیعان تَبِعْنَ ابیع نَبِیْعُ

یَخَافُ یخافان یخافون تخافُ تخافانِ یَخَفْنَ تخافُ

تخافانِ تخافون تخافین تخافانِ تَخَفْنَ اخافُ نخافُ

اِسی سے مضارع مجہول کو سمجھ لو کہ یُقْوَلُ، یُبْیَعُ اور یُخْوَفُ نہیں کہتے، بلکہ قاعدہ (۴) کے مطابق یُقَالُ، یُبَاعُ اور یُخَافُ کہتے ہیں۔ اب اس کی گردان اس وزن پر مضارع معروف کی طرح کر لو۔

جب مضارع کے پہلے نفی کے واسطے لَمْ لگاؤگے، تو اُس کے عمل سے مضارع کا آخری حرف ساکن ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں لم یَقُوْلْ اور لم یَبِیْعْ اور لم یَخَافْ نہیں کہتے، بلکہ قُلْنَ بِعْنَ خِفْنَ کی طرح سے یہاں بھی و، یٰ گر جاتے ہیں، اور ہم لم یَقُلْ اور لم یَبِعْ اور لم یَخَفْ کہتے ہیں۔ دوسرے صیغے میں (یا اور صیغوں میں جہاں) اس آخری ل، ع اور ف کے بعد انِ، وْنَ، یْنَ آتے ہیں وہاں ظاہر ہے کہ ان حروف علّت کے گر جانے کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ واپس آجاتے ہیں: مثلاً لَمْ یَقُلْ کی پوری گردان یوں ہوگی:

لم یَقُلْ لم یَقُولا لم یَقولوا لَمْ تَقُلْ لَمْ تَقُولا لَمْ یَقُلْنَ لَمْ تَقُلْ

لم تقولا لم تقولوا؛ لم تقولی لم تقولا لم تَقُلْنَ لمَ اَقُلْ لم نَقُلْ

اسی طرح لم یبِعْ اور لم یَخفْ کی گردانیں بھی ہوں گی۔

امر کی صورت میں شاید تم کہوگے کہ اُقْوُلْ اِبْیِعْ اور اِخْوَفْ ہونا چاہیے۔ ایسا نہیں ہے، بلکہ امر قُلْ بِعْ اور خَفْ ہیں؛ کیوں کہ جو صورتیں تم سمجھ رہے ہو اُن میں واؔو اور یؔی کی حرکتیں اُن کے ماقبل حروف پر گئیں اور وہ خود گر گئے پھر شروع کا ہمزہ بیکار ہو کے گر گیا، اس طرح قُلْ، بِعْ اور خَفْ رہ گیا۔

امر حاضر کی پوری گردانیں یوں ہوں گی۔

قُلْ قولا قولوا قولی قولا قُلْنَ

بِعْ بیعا بیعوا بیعی بیعا بِعْنَ

خَفْ خافا خافوا خافی خافا خَفْنَ

(٦) الف زاید کے بعد اگر واؔو یا یؔی مکسور ہو تو وہ ہمزہ ہو جاتا ہے، جیسے: اسم فاعل میں قاوِلٌ بایِعٌ اور خاوِفٌ کو قائِلٌ، بائِعٌ اور خائِفٌ کہتے ہیں۔

اب اگر ان سب اسم فاعل سے اسم مفعول بناؤ، تو مَقْوُوْل مَبْیُوع اور مَخْوُوف نہیں، بلکہ اوپر کے قاعدوں کے لحاظ سے مَقُوْلٌ، مَبِیْعٌ اور مَخُوْفٌ کہا جائے گا۔

(ج) ناقص (یعنی لؔ کلمہ حرف علت)

(١) اگر واؔو سے پہلے مکسور حرف ہو تو وہ واؔو یؔی سے بدل جاتا ہے، جیسے رضو مادّے سے ماضی معروف رَضِوَ نہیں بلکہ رَضِیَ ہوتی ہے۔

(٢) اگر یؔی پر ضمّہ ہو تو وہ ماقبل حرف پر چلا جاتا ہے اور یؔی ساکن ہو جاتی ہے؛

[ظاہر ہے کہ اس ساکن یؔ کے بعد ایک اور حرف ساکن ہو تو یہ یؔ گر جائے گی]
جیسے: رَضِيَ کے تیسرے صیغے میں رَضِيُوا بدل کر رَضُوا ہو جاتا ہے۔
اِن دونوں قاعدوں سے معلوم ہوا کہ ر ض و مادّے سے ماضی کی گردان یوں ہوگی :-
رَضِيَ رَضِيَا رَضُوا رَضِيَتْ رَضِيَتَا رَضِيْنَ ..... رَضِيْنَا
(۳) اگر وؔاو یا یؔ مضموم ہو اور اُس کے بعد وؔاو ساکن ہو تو دوسرا واو گر جاتا ہے؛ مثلاً: د ع و اور ر م ی مادّے سے مضارع (يَدْعُوْ، يَرْمِي) کے تیسرے صیغے میں يَدْعُوُوْنَ اور يَرْمِيُوْنَ نہیں کہتے، بلکہ يَدْعُوْنَ اور يَرْمِيْنَ کہتے ہیں۔ اسی طرح دسویں صیغے میں تَدْعُوِيْنَ اور تَرْمِيِيْنَ کی جگہ تَدْعِيْنَ اور تَرْمِيْنَ بولتے ہیں۔
(۴) اگر دو وؔاو ایک جگہ آجائیں اور اُن میں سے پہلا واو ساکن ہو تو اُسے دوسرے میں ادغام کر دیتے ہیں؛ جیسے: د ع و مادّے سے اسم مفعول مَدْعُوْوٌ کی جگہ مَدْعُوٌّ بولا جاتا ہے۔
(۵) اگر وؔاو اور یؔ مل کر آئیں اور وؔاو پہلے ہو اور ساکن ہو تو وہ وؔاو ی ہو جاتا ہے؛ جیسے: ر م ی مادّے سے اسم مفعول مَرْمُوْيٌ نہیں بلکہ مَرْمِيٌّ ہوتا ہے۔

سبق ۶۰
تخفیف

مہموز لفظ کو بولنے کے لیے ہلکا کر دینے کے جو طریقے ہیں اُن کو تخفیف کہتے ہیں۔
مہموز میں کبھی تو ایک ہمزہ ہوتا ہے اور کبھی دو ہوتے ہیں۔ ہمزہ کے بوجھ سے لفظ کو یوں ہلکا کرتے ہیں:

(۱) اگر ہمزہ ساکن ہو اور اُس کا ماقبل متحرک ہو، تو ہمزہ کو اُس حرف علت سے بدل دیتے ہیں، جو اُس کے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو، یعنی حرف ماقبل پر فتحہ ہو تو ہمزہ الف ہو جائے گا، ضمہ ہو تو واو بن جائے گا، اور کسرہ ہو تو یٓ سے بدل جائے گا؛ جیسے: رَأْس، بُؤْس اور ذِئْبٌ کی جگہ راس، بُوس اور ذِیْب کہتے ہیں۔

(۲) اگر ہمزہ متحرک ہو اور اُس کا ماقبل واو یا ی ساکن ہو، تو ہمزہ کو اُسی واو یا یٓ سے بدل کر اُسی میں ادغام کر دیتے ہیں؛ جیسے: مَقْرُوْءٌ اور خَطِیْئَةٌ کو مَقْرُوٌّ اور خَطِیَّةٌ بولتے ہیں۔

(۳) اگر دو ہمزے ساتھ ساتھ ہوں، اور اُن میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو، تو دوسرے ہمزہ کو پہلے کی حرکت کے موافق الف، واو یا یٓ سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: أَأْمَنَ، أُؤْمِنُ اور إِئْمَانٌ کو آمَنَ (ءامَنَ) أُوْمِنُ اور إِیْمان بولتے ہیں۔

(۴) اگر دو ہمزے ساتھ ساتھ ہوں، دونوں متحرک ہوں اور اُن میں سے ایک مکسور ہو، تو دوسرے ہمزہ کو ی سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: إِمام کی جمع أَئِمَّةٌ کو أَیِمَّةٌ بولتے ہیں۔

سبق ۶۱

اِدغام

مضاعف میں جو ایک ہی حرف دو دفعہ آتا ہے اُس کو ہلکا کرنے کے عمل کو ادغام کہتے ہیں۔ اس کے بڑے بڑے قاعدے یہ ہیں:-

(۱) اگر ایک ہی حرف دو دفعہ ساتھ ساتھ آ رہے، تو اُن میں سے پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں، جیسے م دد مادے کی ماضی مَدَدَ کو مَدَّ (= مَدْدَ) کر دیتے ہیں۔

(۲) اگر دونوں حرف متحرک ہوں، اور اُن کا ماقبل حرف صحیح اور ساکن ہو تو پہلے حرف کی حرکت ماقبل حرف پر چلی جاتی ہے اور وہ دوسرے میں مدغم ہو جاتی ہے، جیسے مَدَّ کے مضارع کو یَمْدُدُ نہیں، بلکہ یَمُدُّ کہتے ہیں۔

(۳) اگر دو حرفوں میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو، اور دوسرے کا ساکن ہونا ضروری بھی ہو، تو ادغام نہیں ہوتا، جیسے: ماضی مَدَّ کے چھٹے صیغے میں فَعَلْنَ کے وزن پر مَدَدْنَ ہونا چاہیے، اور وہ اسی طرح مَدَدْنَ بولا جاتا ہے۔

(۴) اگر دو قریب کے تلفظ والے حرف اکٹھے آویں، اور اُن میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو، تو دوسرے کو اُس پہلے سے بدل کر اُسی میں مدغم کر دیتے ہیں، جیسے: د ع و مادے سے باب افتعال کا مصدر اِدْتِعاء اور ماضی اِدْتَعَیٰ نہیں، بلکہ اِدِّعاء اور اِدَّعیٰ بولے جاتے ہیں اور اسی طرح اُن کا مضارع یَدَّعِی اسم فاعل مُدَّعِی اور اسم مفعول مُدَّعیٰ ہوتے ہیں۔
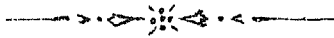
بانُ شُبّیر

(باہتمام محمد خلیل الدین صدیقی اسٹار پریس الہ آباد میں طبع ہوئی)